بعض ارشادات

جنکو

جناب سر ولیم میور صاحب بہادر کے سی ایس آئی نے

بعہدِ حکومت ممالک مغربی و شمالی کے بیان فرمایا

بحکم گورنمنٹ

سنہ ۱۸۷۶ ع

مطبع منشی نول کشور مقام کانپور مین چھپے

واضح ہو

کہ اس رسالے مین اون ارشادات کا انتخاب ہے جنکو سر ولیم میور صاحب بہادر
کے سی ایس آئی نے بعہدِ حکومت ممالک مغربی و شمالی کے جلسۂ عام مین بیان فرمایا تھا
اب دوبارہ چھاپا گیا منشا اوسکا یہہ ہی کہ بسبب امتداد قیام ممالک مذکور کے جو ہندو و مسلمان
صاحب ممدوح کے پیارے دوست ہین اونکے لیے ایک یادگار ہو —
اور شاید نتیجہ اوسکا یہہ بھی ہو سکتا ہی کہ جو مرکوزات ممدوح الیہ کے چھہ برس کی زمانِ حکمرانی
مین نقش کالحجر تھے اور وہ مطالب بھی جنکے ذریعے سے ممدوح الصدر نے انجام
اون مرکوزات کا چاہا تھا وہ سب اون دوستونکو یاد رہین —

نمبر ۱

اڈریس جو بتاریخ ۱۳- ماہ اپریل ۱۸۶۸ء بروقت تقسیم انعام امتحان کے جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے بزبان انگریزی حاضرین وقت اور طلبای مدرسۂ بنارس کی طرف فرمایا

یہ موقع ہمارے واسطے معمول سے زیادہ خوشی کا ہے کیونکہ جب سے کہ ہم ان ممالک مغربی و شمالی مین آئے ہین یہی پہلا مرتبہ ہے کہ ہم ایسی تقریب مین جیسی کہ یہ ہے صدر نشین مجلس ہوئے اور اس ایوان وسیع مین کہ صاحبان انگریز اور رؤساے ہندوستانی اور طلباے مدرسہ سے بھرا ہوا ہے نظر کرنے سے ہمکو ایک تقریب اسی طرح کی یاد آتی ہی جس کو پندرہ برس گذرے کہ ایک عالی منش جنکا نام تم سب لوگونمین معزز او معظم ہے یعنی **طامسن صاحب** نے اس عمارت مین مدرسہ پہلے مرتبہ کھولا تھا بعض اشخاص جو اوس وقت حاضر تھے اس وقت بھی ہمارے گرد و پیش موجود ہین چنانچہ اونمین سے **مہاراجہ بنارس** ہین اور **سر دیو نراین سنگہ** بھی جو اوس وقت بہ جلدوی خدمت نمایان یعنی شہر مین ایک فساد کی فرو کرنی کے لیے گورنمنٹ کی عنایت خاص سے مورد اعزاز و امتیاز ہوئے تھے اونمین سے ہین الحق کہ ہمارے ذاتی تعلقات جو اس مدرسے کے ساتھ ہین ہمکو اوس سے بھی پہلے زمانے کی یاد دلاتے ہین یعنی چوبیس برس ہوئے گے کہ اوس وقت ہمارے بھائی **جان میور صاحب** اول پرنسپل اس مدرسے کے تھے۔

جو کچھ کہ آج درپیش ہوا باعث خوشنودی کا ہے اور گرفتھ صاحب نے جو کیفیت سنائی اوس سے واضح ہوتا ہے کہ سررشتۂ انگریزی مین تحصیل طلبہ کی بالاجمال اچھی ہوئی اور ہم خیال کرتے ہین کہ نتایج لائق تعریف اور حسب دلخواہ ہین —

لیکن ہم جو اس عمارت مین کھڑے ہین اور نظر اوپر حالات گذشتہ اس مدرسے کے کرتے ہین تو ہم آپ سے یہ کہتے ہین کہ کامیابی اس مدرسہ کی تعلیم انگریزی کی ترقی پر نہ قیاس کرنی چاہیے بلکہ اندازہ کامیابی مدرسۂ بنارس کا کہ یہ مدرسہ نوع خاص کا ہے اوسکے اون طلبہ کی تعلیم کے نتایج سے کرنا چاہیے جو علوم انگریزی اور سنسکرت دونون پڑھتے ہین اور اوسکی ترقی اور تنزل کا مدار اسی امر پر ہے —

اب بالاجمال اس مدرسے کی تاریخ زمانۂ گذشتہ پر نظر کرنی چاہیے سنسکرت کا مدرسہ جیسا کہ طامسن صاحب نے اس عمارت کے پہلے مرتبہ کہلنے کے وقت اپنی تقریر مین بیان کیا کہ ۱۷۹۱ء مین مقرر ہوا تھا اور ۱۸۳۰ء مین مدرسہ انگریزی ایک علحدہ مکان مین قائم کیا گیا تھا ۱۸۴۴ء مین دونون مدرسے بعہد جان میور صاحب کے یکجا کیے گئے اور بتاریخ ۱۰ جنوری ۱۸۵۳ء طامسن صاحب نے اس عمارت عظیم الشان کو تقریب افتتاح سے زیب و زینت بخشی یہ ہمارے ہاتھ مین وہ کیفیت بزبان ہندی ہے جو اوس وقت پڑھی گئی تھی اور انتخاب مندرجۂ ذیل سے عیان ہو گا کہ مدرسۂ بنارس سے کونسا امر عظیم مقصود تھا۔ **انتخاب** ۔ خیال کرو کہ گو زبانین مختلف ہون مگر امر حق اور علم کسی نہج سے اختلاف نہین رکھ سکتی ہین اسلیے مناسب ہے کہ اس مدرسہ سرکاری مین جتنے اشخاص طالب دریافت امر حق کے ہین گو اونکی زبان مختلف ہو مگر لازم ہے کہ ایک جگہہ جمع ہو کر امر حق کی دریافت کے لیے اپنے اپنے طریقہ کا دوسرے کے طریقہ کے ساتھہ مقابلہ کرین اور اس نہج پر باہم دگر مستفید ہون مثلاً سنسکرت کی مدرسی مین طلبہ نیاے شاستر کو مطابق اصول گوتم رشی کی پڑھتے ہین اور انگریزی مدرسی مین وہی علم حسب مرقومہ بیکن تحصیل کرتے ہین پس صریح یہ بات شایان ہے کہ جس امر مین درمیان اقوال گوتم رشی اور بیکن کے اتفاق کلی ہوا وسمین یہ طالب علم کسی طرحکے اختلاف کا

خیال دل مین نہ لائین بخلاف اسکے جس باب مین کہ درحقیقت اختلاف ہو بمقابلہ اور مباحثہ امر حق کی تحقیق کیجاے اور جو بات قرار پاوے وہ قبول کر لیجاوے اسیطرح دیگر شعبہ ہاے علوم مین بھی تجویز کرنی مناسب ہے کہ کون امر حق ہے اور کون باطل بس جو حق ہو اوسکو قبول کر لینا چاہیے۔

جو تقریر کہ **طامسن صاحب** نے بروز مذکورہ بالا بیان کی اوسمین یہ مقصود ظاہر کیا تھا کہ اِس عمارت مین تعلیم علم تہذیب اخلاق کی بطریقہ حقیقی ہوا کرے اور امر حق کو اوسکی اصلی عظمت کے ساتھ ترجیح اور فوقیت دیجاوے فقط بعدازین منظر پیش بینی اور قوت انقلابی کی جو اس نہج کی تعلیم سے امر حق مین اور پر قلوب مردم کے ہوتی ہے اور منظر ترقی اور بہبودی اعلے ملک ہندسے کے جو آیندہ ہونے والی ہے صاحب مرحوم نے یہ فرمایا تھا کہ اِس جگہ سے متوقع ہون کہ یہ طریقہ دریافت حق کا چارون طرف پھیلے اور یہ بھی خارج از احاطہ امید نہین ہے کہ یہ عمارت بھی جسمین ہم اس وقت مجتمع ہین اوس انقلاب عظیم کا ایک واسطہ ہو۔

اے صاحبو ہم اب ایک انتخاب **جان میور صاحب** کی اوس چٹھی کا پڑھتے ہین جو مدرسہ بنارس کا اہتمام چھوڑتے وقت اُنھون نے طلبۂ مدرسہ کے نام لکھی تھی

انتخاب۔ ہماری تمنا ہے کہ تم تحصیل علم مین مصروف رہو مگر نہ واسطے اسکی فوائد ظاہری کے بلکہ واسطے شوق دریافت اوس حق کے جسکی طرف علم کو رہنما ہونا چاہیے اور نیز اسواسطے کہ تم تعلیم کے نہایت عمدہ نتائج کی کماحقہ قدر پہچانو یعنے واسطے حصول دانش اور توسیع فہم اور ترقی عقل و تمیز اور دیگر قواے ذہنی اور بغرض واقفیت صناعات نادرہ خالق کائنات کی اور اون اصول کے جنپر حضرت جل شانہ نے عالم کے انتظام کا مدار رکھا ہے اور سب سے زیادہ یہ کہ تم اوسی تعلیم معقول کو موجب تہذیب اخلاق کا جانو۔

بعدازین صاحب ممدوح نے علم سنسکرت کی کتب قدمیہ سے اسماے کثیرہ اشخاص نامور کی طرف اشارہ کیا

جنکے ذکر سے چاہیے کہ تمکو جو اونکی اولاد مین ہو یہ شوق و حوصلہ بڑھے کہ اپنے بزرگون کی ناموری کے لائق
کوئی کار نمایان کرو اور نسبت ایک اور امر کے یعنی درباب فوائد قائم کرنے بناے علم دیسی زبان کے
جس مضمون پر شنبہ گذشتہ کی شام کو ہمنے بمقام بنارس انسٹیٹیوٹ بہت سرگرمی اور ذہانت کی تقریر سنی تھی
جناب جان میور صاحب نے مدرسہ بنارس کی نسبت اپنی امیدونکو اس نہج پر ظاہر کیا تھا۔

اگرچہ ہم تمکو تاکید کرتے ہین کہ زبان انگریزی کی تحصیل بہ شوق روزافزون کرو کیونکہ یہ عمدہ ترین
وسیلہ حصول علم اور بہترین طریقہ دریافت حقائق مستحکمہ اور مفیدہ کا ہے معہذا ہم یہ بھی تمھارے
ذہن نشین کرتے ہین کہ تمکو اپنی زبان ہندی کی واقفیت صحیح حاصل کرنی پر ضرور ہی تاکہ جس باب
مین تم سعی و کوشش کرو اوسمین کامیاب ہو۔

زبان انگریزی کبھی زبان ملک ہند کی نہین ہوسکتی قریب بتمام کاروبار ملکی جس سی تمھارے
ہموطنون کی بہبود متعلق ہے دیسی زبان مین اجرا پاتا ہی نور دانش کا اِس ملک مین جس کے
حصول کے لیے ہمکو امید ہے کہ تم سب کسی نہ کسی راہ پر امداد کرنے کی کوشش کر رہے ہو بوسیلے
اوسی زبان کے انتشار پائیگا اِسواسطے تم سب کو اس بات کا شوق دلی ہونا چاہیے کہ رفتہ رفتہ
دیسی زبان مین ایسے کتب علوم کے مہیا و موجود ہوجاوین جنمین مطالب معقول اور عمدہ ہون
اور جنکی عبارت بھی فصیح ہو۔

اب اے طالب علمو ہم تمسے سوال کرتے ہین کہ یہ عمدہ امیدین کسی نہج پر پوری ہوئین یا نہین سال بسال
گروہ گروہ طلبہ انگریزی مع سنسکرت کی جماعتون کے امتحان دیکر اطراف ملک کو چلے چلے گئے ہین مگر سوال
یہ ہے کہ یادگاری اون بزرگ اشخاص کی جو ہندوستان کے علوم قدیمہ سے عیان ہے تمھارے دلون پر اس
نہج پر کارگر ہوئی یا نہین جس سے ایسے بزرگان نامور کی اولاد کے شان کے لائق کسی شئے کی پیدا کرنیکا
حوصلہ پایا جاے جیسی کہ توقع تھی یا بالعکس اسکا ایسا خیال مطلق تمھارے دلون مین نہین اور ایک یہ سوال

که درباب ترقی علوم دیسی زبان کے کچھ بھی تم سے ظہور مین آیا ہے یا نہین - ظاہر ہے که تمھارے ذہن
مین ذخیرۂ علوم درسیہ ممالک یوروپ کا جمع ہے اور تم پر واجب ہے که جو نعمت تمنے حاصل کی ہی اوس سے
اپنے ہموطنون کو بھی بہرہ پہونچاؤ مگر تمھاری محنتون کے نیتجہ سے کوئی شے بھی اس قسم کی ہے جس کا
ہم اس وقت نشان دے سکین سچ تو یہ ہے که علوم کی کتابین دیسی زبان مین مطلقاً نہین ہین
اور طلباے جماعت ہاے انگریزی مع سنسکرت سے اس پھل کے پیدا ہونے کا جسکی امید تھی نام و نشان
بھی نہین ہے تاکہ وہ بڑی ضرورت رفع ہو اب آگے سنو که ہندوستان اور یوروپ دونون کے علوم فلسفه
کے ماہرین سے یہ امید تھی که تحقیقات مطالب حکمیہ کے دونون طریق کو وہ باہم مقابل کرسکینگے اور رفته رفته
اصول صحیحہ کو اسطرح پر رواج دینگے جو ہندوستان کے عوام کے فہم و ادراک کے لائق ہو بلکه خود حق کا
بیان جسطرح که کسی زبان ممالک یوروپ مین ہو اوس سے ترجیح پاکر زیادہ وضاحت و صراحت کے ساتھ
ایسے طور پر بمناسبت رتبہ فہم و ادراک اس ملک کی لوگون کے کیا جاے که زیادہ سہولت اور مزید رغبت کے ساتھ اونکا
ذہن قبول کرلے اور بنابر اس امید کے **طامسن صاحب** مرحوم جو دل سے اس ملک کی بہبود چاہتے تھے
اور بسرگرمی اور بلند نظری یہ توقع رکھتے تھے که ایک دن بہتری کا آئیگا جیسا که ہمنی ابھی تمکو پڑھکر سنایا یعنی وہ دن جب
یہ مدرسہ اس ملک کے عروج پر مدد دیگا اور اوسکو از سر نو درست ہونے مین منجملہ وسائل امداد و اعانت کے
گنا جائیگا واضح ہو که اور جگھ اس ملک کی لوگون کے ذہن کو متحرک کرنے مین کوششون کا کسی قدر عمل ظہور مین
آرہا ہے پس تم کیون پیچھے رہے جاتے ہو شاید تم یہ کہوگے که بنگالہ مین مدرسۂ یونیورسٹی ہے جسکے فوائد سے تم
یہان محروم ہو اور تم شاید یہ شکایت بھی کروگے که سنسکرت کے علم ادب اور علوم فلاسفہ کی تحصیل کے واسطے خطاب
فضیلت نہین عطا ہوتے ہین مگر ای طالب علمو ہم اس امر مین تمھارے ساتھ بدل اتفاق کرتے ہین اور ہم اس بات
کو دیکھکر خوش ہونگے که یونیورسٹی کی طرف سے واسطے تحصیل سنسکرت اور دیگر علوم ہندوستان کے ترغیب
اور عطاے خطاب عمل مین آئے لیکن باین ہمہ خیال کرو که یہ عذر تمھارا واجبی ہے یا نہین بیان کرو که خطاب فضیلت

علم ادب یا فضیلت زبان سنسکرت کا اگر تمکو عطا بھی ہو تو کونسا حقیقی فائدہ حاصل ہو جائیگا اور کیا قوت زائد پیدا ہوگی
اصل قوت علم اور نیکی ہے اور تمکو یاد ہوگا کہ شاعر نے کیا کہا ہے چنانچہ ترجمہ اوس کا یہ ہے —

خطاب انسان کا ہے جو سکہ زر پر   نہ ہو سکہ تو انسان پھر بھی ہے زر

پس یہی حال تحصیل زبان انگریزی مع سنسکرت کا ہے اگر اوس مین قوت و نیکی ہو تو جیسی کہ **طامسن صاحب**
کو توقع تھی محض بوجہ نہ ملنے امتیاز و خطاب متعلقہ مدارس کے قصور واقع نہونا چاہیے۔

پس اے طالب علمو معلوم ہوتا ہے کہ تحصیل انگریزی مع سنسکرت اب معرض امتحان مین ہی اور اس امتحان کے
نتائج عمدہ اور پسندیدہ کا پیدا ہونا تم ہی پر منحصر ہے آیا علم سنسکرت ہمیشہ اسی عمارت کی کوٹھریون مین بند رہیگا
یا لوگ اوسکو صرف ایسا جانتے رہینگے کہ وہ رہنماے جہالت اور مطالب حقیر جسمانی کا ہے یا اس
علم سنسکرت کو ممالک یوروپ کے علوم سے ملکر اون عمدہ مطالب ترقی ملک کے پیدا کرنے مین ممد ہونا چاہیے
جنکے ظہور کی آرزو بکمال شوق صاحبان بانی اس قاعدۂ آمیزش تعلیم سنسکرت اور انگریزی کرکھتے تھے
مگر ہم پوچھتے ہین کہ اوس نتیجہ کے ظہور کا کوئی وعدہ تمھاری طرف سے ہے یا کوئی نشان ظاہری ایسا ہے
جو علامت حصول اوس مطلب دلخواہ کا ہو جسکی مدت دراز سی امید تھی۔

اے طلباے زبان انگریزی اور سنسکرت کے ہم ان سوالات کو تمھارے پاس چھوڑتے ہین اور تمنا رکھتے ہین
کہ یہ سوالات تمھارے دل مین وہ شوق اور عزم و ہمت پیدا کرینگے جنسے اون صاحبان عالی منش اور نیک طبع
کی عمدہ آرزوئین جنکے مرکوزات خاطر ہمنے ابھی تمکو پڑھکر سنائے تمھارے وسیلہ سے پوری ہون —

اب ہم پھر نہایت خوشی ظاہر کرتے ہین جو ہمکو اس قدیم شہر کے رؤسا مین سے ایک مجمع کثیر اور رسا کار
اور ذی اختیار اشخاص سے اس وقت ملاقات ہونیکے باعث حاصل ہوئی اور جو شوق روز افزون کہ اس مدرسہ
اور نیز بنارس انسٹیٹیوٹ مین درباب ترقی نور علم اور تعلیم و تربیت کے پایا جاتا ہی بنظر اوسکے امید ہی کہ عمدہ ترین نتیجے پیدا ہونگے

نمبر ۲

اسپیچ

جو حضور لفٹننٹ گورنر بہادر نے ماہ نومبر ۱۸۶۷ع مین وقت کھولنے مدرسہ نو تعمیر مراداباد کی زبان اردو مین ارشاد فرمائی

ای لیڈی صاحبو و صاحبو و روسا مراد آباد

مین آج اس وسیع اور عمدہ مکان کے کھولنے کی تقریب مین آپ صاحبون کی ملاقات سی نہایت خوش ہوا جو تعلیم کے واسطے طیار کیا گیا ہے آپ صاحبون کو اس مدرسے کی تعمیر کا اصل منشا اور اوسکی آیندہ ترقی کا حال مسٹر آرمیندرسن صاحب کے بیان سے معلوم ہوا ہوگا پس جو کچھ صاحب ممدوح نے آپ صاحبونسے بیان کیا ہے اوس مین ایک بات میرے نزدیک نہایت توجہ اور لحاظ کے قابل ہے یعنی حقیقت مین اس مدرسے کی تعمیر کا باعث ایک مسلمان بیگم ہوئی جسنے اپنا کل مال و متاع وصیت سے گورنمنٹ انگریزی کے سپرد کیا اور مسٹر اسٹریچی صاحب کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے اپنا مال سپرد کرتے وقت منجملہ اون مقاصد کے جنمین اوسکو اپنے روپیہ کا صرف ہونا منظور تھا ایک یہ بھی اپنی خوشی ظاہر کی تھی کہ اوسکے مال و اسباب مین سے ایک مدرسہ قائم کیا جاوے اے رؤسائے مراد آباد تم لوگون کے لئے یہ ایک نظیر و نمونہ ہے کہ تمھاری قوم کی ایک ہندوستانی عورت تعلیم و ترتیب کی فائدون کی قدر دانی مین ازبس فائق ہوگئی پس کیا اب تم لوگ اوسکی پیروی مین کچھ کوتاہی کروگے یا تم اون مستورات کے علم و اخلاق کی ترقی مین سعی نکروگے جنمین ایک عورت اونکی قدر شناسی کا ایک ایسا عمدہ اور اعلی نمونہ پایۂ ثبوت کو پہونچا گئی —

جناب کالون صاحب لفٹننٹ گورنر سابق نے جنکو تعلیم و تربیت کی خوبی خوب معلوم تھی بیگم مذکور کی درخواست کو

بے تامل منظور کیا اور اونکے بعد اس تدبیر کا انصرام ایسے افسر نے اپنے ذمے لیا جسکا تمام شہر اون بہت سی
ترقیون کے سبب سے ممنون اور مشکور رہے جنکے سبب سے تمام شہر مین آسایش و آرام کے سامان مہیا ہو گئے
اور جسکی بدولت عمدہ عمدہ عمارتون کی طیاری سے تمام شہر مین رونق و زینت ہوگئی وہ افسر آنریبل
جان اسٹیریچی صاحب بہادر ہین جنکی سعی سے چندے کی ایک فہرست مرتب ہوئی اور کم سے کم تیس ہزار روپیہ
چندے کے ذریعے سے جمع ہوگیا اون چندہ دینے والونمین مین اون رئیسونکا بھی ذکر کرتا ہون جنمین سے
ہر ایک نی ہزار ہزار روپیہ چندے سے زیادہ کی امداد کی چنانچہ منجملہ اونکے نواب صاحب بہادر والی رامپور ہین
اور میرے دوست آنریبل راجہ شیو راج سنگہ رئیس کاشی پور ہین جنکو یہان اس مجلس شریف مین دیکھکر
مین نہایت خوش ہوا اور گورنمنٹ کے بڑے رفیق دیانت دار راجہ گور سہای ہین جنھون نے وہ عمدہ قطعہ
زمین کا عطا کیا ہے جسمین یہ مدرسہ تعمیر ہوا ہے اور چوبے گردھاری لال اور ساہو بچنا تھہ اور خود مسٹر اسٹریچی
صاحب ہین اور حسب معمول مین اپنے دوست سید احمد خان کا نام باب تعلیم مین سب سی آگی بڑھا ہوا دیکھتا ہون
وہ اوس عرصے مین یہان کے صدر الصدور تھے یہ ایسا شخص ہے کہ جہان کہین جاتا ہے وہان اوس شوق
و ذوق کو اپنا یادگار چھوڑ جاتا ہے جو اوسکی کوششون کی بدولت اوسکے ہموطنونکو باب تعلیم مین پیدا ہوتا ہے
اب مین اخیر پر یہ بات بیان کرتا ہون کہ سب سی زیادہ گورنمنٹ کی شکریہ کی مستحق مسٹر آر مینڈرسن صاحب بہادر
کلکٹر اور مجسٹریٹ ہین جنھون نے تجویز مذکورۂ بالا کی سرانجام کا بار بالکل اپنے ذمے لے لیا اور انھین کی کوششون سے
تمام دقتین آسان ہوگئین اور اس عمدہ اور خوبصورت عمارت کی کھلنے کا وقت آگیا ایسے آباد اور مالدار شہر مین
جیسا کہ مراد آباد ہے بلاشبہہ تعلیم کے واسطے ایسی ہی عمارت کی ضرورت تھی۔
اور مسٹر منیڈرسن صاحب کی اون کوششون کی مین مکرر تعریف کرتا ہون جو صاحب موصوف نی
اس مدرسے کی تعمیر مین کین صاحب موصوف نے اس باب مین امام الدین تحصیلدار کی نہایت تعریف
و توصیف کی ہی چنانچہ تحصیلدار مذکور کی کارگزاری کی نسبت مین اپنی رضامندی اور خوشی ظاہر کرتا ہون اور

اور امید ہے کہ جس غرض سے یہ مدرسہ بنایا گیا ہے خدا کی برکت سے وہ پوری ہوگی اور طلبا تحصیل علم مین کوشش کرینگے اور کامیاب ہونگے۔

یہ بات درست ہے کہ یہان پہلے سے امریکا کے پادریون کی بلند نظری کی بدولت ایک مدرسہ ہے اور اہین رئیسون کے ساتھہ جو آج یہان موجود ہین کل مین اوس مدرسی کو دیکھکر خوش ہوا تھا اور جو سرگرمی اور کارگزاری اوس مدرسہ کے اہتمام مین برتی جاتی ہے اوسکا مین دل سے شاہد ہون جب صاحبان ولایت اپنے پاس سے خلقت کی تعلیم کے لیے کچھہ خرچ کرین تو وہ ایسے ہی مدرسی کو پسند کرینگے اس واسطے کہ اونکے نزدیک وہی تعلیم سب سی اعلی اور پسندیدہ ہے جسمین علم کے ساتھہ ہی ساتھہ اخلاق حسنہ اور مذہب کے باب مین بھی تربیت ہوتی ہو لیکن چونکہ ہندوستان مین مذاہب مختلفہ رائج ہین اسواسطے سرکار انگریزیہ کا مدار انتظام اوسی قاعدہ مبنی ہے کہ معاملات مذہبی مین کسی کی طرف داری یا کسی طرح کی مداخلت جائز نہو لہذا ضرور پڑا کہ جو مدرسے سرکار کی طرف سے مقرر ہون اونمین دینی باتون کی تعلیم نہو مگر تاہم سرکار مشن اسکولون کی ترقی سے غافل نہین ہے بلکہ اس عام قاعدہ کے بموجب کہ جس مکتب مین علم کی پیروی بدرستی ہوتی ہو اوسکی سالیانہ امداد تجویز کیجاوے سرکار انکی بھی امداد کرتی ہے چنانچہ سرکار مدرسۂ مذکور مین بھی دوسو پچاس روپیہ ماہواری دیتی ہے گورنمنٹ کی یہ بھی خواہش ہی کہ جہان تک سررشتۂ تعلیم کی قواعد کے روسے ممکن ہو وہان تک وہ سب مدرسون مین بھی طلبا کے واسطے اسی قسم کے وظیفے و مدد وغیرہ مقرر کیجاوین جیسی کہ سرکاری مدارس مین طلبا کو ملتے ہین اور سرکاری مدارس کے مقابلہ مین یہ مدرسے اپنے اپنے مطلبون کی تکمیل مین سعی کرین تاکہ اس صورت مین سب یکسان ہون اور سب کی ساتھہ انصاف برتا جاوی اور کسی کی رعایت اور مروت عمل مین نہ آوے اور ہر مدرسہ مناسب طریقہ سے امداد حاصل کر سکے بلکہ جہان تک انکی تربیت و انتظام کے لحاظ سے جائز ہو گورنمنٹ کی عنایت اونپر وسیع ہو۔

اس شہر مین جسمین پچاس ساٹھہ ہزار آدمی بستے ہین دو مدرسون کی بلکہ دو سے زیادہ کی اور گنجایش

معلوم ہوتی ہے اور اوسکے سبب سے ایک بہت بڑا نفع یہ حاصل ہوگا کہ دونون مدرسونکی درمیان غبطہ اور ہمسری کا لحاظ قائم ہو جاویگا جسکا عمدہ ثمرہ سرخروئی اور اعلی نتیجہ ترقی تعلیم ہوگی پس باین نظر کہ اون دونونکی باہم کسی طرح کی رنجش یا رشک وحسد نہ ہووے بلکہ ہر ایک مدرسی کو اس باب مین سعی کرنی چاہیے کہ دوسرے سے سبقت اور فوقیت حاصل کرنیکے واسطے ہر ایک طالب علم مضامین درس مین پوری پوری لیاقت حاصل کرے اور طلبا کو باہم یہ غبطہ کرنا چاہیے کہ مین اپنی کوششون اور محنتون کے سبب سی اپنی زیست مین عزت اور کامیابی حاصل کرون تاکہ اوس مدرسی کی رونق اور نیکنامی بڑھے جہان اوس نے تعلیم پائی ہو۔

مجھکو یقین ہے کہ اس مدرسی کے بہت سی طالب علم بڑے بڑے مدرسون مثل بریلی یا آگرہ یا روڑکی کالج مین داخل ہونے کی غرض سے جایا کرینگے اور وہان جاکر شہرت اور عزت حاصل کرینگے آج کل طلبا کا دستور ہے کہ اگر اونکو کسی چھوٹی سی نوکری کے ملنے کی بھی توقع ہو تو وہ فوراً پڑھنا لکھنا چھوڑکر چلدیتے ہین پس مین اون طلبا اور اونکے ماباپ سی جو یہان موجود ہون اس بات کی ضرورت ظاہر کرتا ہون اور یقین دلاتا ہون کہ جس طالب علم کو اپنی تحصیل کی بدولت فخر اور عزت حاصل کرنی منظور ہو وہ اپنی تحصیل کو اچھی طرح پر کامل کرے اور تا حصول تکمیل اوسکو برابر جاری رکھے اور مجھکو امید ہے کہ طالب علم تحصیل علوم مین ایسی کوشش کرینگے اور ایسی فضیلت کے مرتبہ کو پہونچین گے کہ وہ خاص اپنی زبان مین نہایت دلچسپ اور عمدہ مضامین کی کتابین خود بھی تصنیف کرسکین اور وہ ایسا نام پیدا کرین جیسا کہ اونکے بھائی جو اہل یوروپ ہین پیدا کرتے ہین مین اس بات سے نہایت خوش ہوا کہ جن لڑکون نے اس وقت امتحان دیا اونمین سے سات لڑکے یونیورسٹی کے امتحان کیواسطے تحصیل کرتے ہین اور مین امید کرتا ہون کہ یہ سب ضرور امتحان مین کامیاب ہونگے اور سب لڑکے اونکی پیروی کرینگے اور غالب ہی کہ آیندہ یونیورسٹی کے امتحان کی قواعد خطاب کی عطا کرنیکے باب مین ان ممالک کے زیادہ مناسب قرار دی جاوینگے اور پھر یہ بات ممکن ہوگی کہ بعض علوم کا امتحان انگریزی اور دیسی دونون زبان مین ہوسکے گا ابھی یہ معاملہ گورنمنٹ کی زیر تجویز ہے اور اوسپر گورنمنٹ غور کر رہی ہے مگر اس امر کے واسطے یہ بات

ضروری ہے کہ دیسی زبان مین ایسی کتابین تالیف کیجاوین جو درس کے لیے اور علوم فلسفہ ریاضی وغیرہ کی
تعلیم کے لیے مفید ہون جب مین علمی جلسے سے ملنے گیا تو خود اونکی جانب سے جو التماس میرے روبرو پیش ہوا
اوسمین ایک بات کے دیکھنے سے میری طبیعت بہت خوش ہوئی یعنی اسی مقصود کی تکمیل کی نسبت ایسوسی ایشن
نے اپنا پکا عندیہ بیان کیا حقیقت مین ایک قوم کے واسطے یہ بڑی ذلت اور خفت کی بات ہے کہ خاص اوسکے
دیس کی زبان مین عمدہ کتابون کے طالب علم کو ایسی قلت ہو بلکہ ایسی تصنیفات مطلقاً میسر نہ آوین مجھکو
بڑی توقع ہے کہ تمھاری ایسوسی ایشن اور اون طلبا کی کوششون سے جو اس مدرسے مین یا اسی قسم کے کسی اور
مدرسے مین تعلیم پاتے ہین اس بڑی قباحت کی رفع کرنے مین بڑی کامیابی حاصل ہوگی

علاوہ اسکے مجھکو امید ہے کہ تم سب صاحب حتی الامکان عوام الناس کی تہذیب و تربیت مین دل سے
کوشش کروگے چنانچہ جسقدر تم لوگون مین سے زمیندار ہین وہ حلقہ بندی یعنی دیہات کے مدارس کے قائم کرنے مین
اسطرح پر سرکار کی مدد کرسکتے ہین کہ اون مدرسون کی طلبا کی تعداد زیادہ کرنے اور اون مدرسون کی ترقی
اور بہتری مین سعی و کوشش کرتے رہین اور تم سب صاحبون مین سے ایسا کوئی نہین جسکو تھوڑا بہت رعب و دبدبہ
حاصل نہو جسکا برتاؤ مناسب طور سے اسطرح پر ہوسکتا ہے کہ تم طالب علمونکی حاضری کی تعداد مین ترقی کی نسبت
کوشش کرو اور مدرسون کو خود جاکر اپنی آنکھ سے دیکھو اور جہان تک ممکن ہو اونمین مدد دو ویس اس صورت مین
تم اس لحاظ سے گورنمنٹ کی مددگار ہوسکتے ہو کہ جو لوگ تم سے کم رتبہ ہین تم اونمین فوائد تعلیم شائع کرتے رہو۔

اور مجھکو یہ بھی توقع ہے کہ تمھاری ایسوسی ایشن اور اس مدرسے سے جسکو ایک ہندوستانی بیگم نے
قائم کیا ہے عورتون کی تعلیم کے رواج مین بھی کوئی بات پیدا ہوگی مین تمکو جلسہ انسٹیٹیوٹ مین آج ہی اسبات سے
آگاہ کرچکا ہون کہ عورتون کی تعلیم نہایت موجب فخر و عزت ہے مین خوب جانتا ہون کہ یہ بڑا نازک اور مشکل معاملہ ہے
اور اوسکے اجرا مین بہت سی دقتین پیش آوینگی چنانچہ علاوہ اور مشکلون کے ایک مشکل یہ ہے کہ دیسی زبان مین
ایسی کتابین موجود نہین ہین جنسے عورتون کو کچھ نفع حاصل ہو یا اونکی عقل کو ترقی ہو مگر امید ہے کہ آیندہ

یہ اور مشکلین بتدریج رفع ہو جاوینگی بلاشبہہ اس باب مین خواہ مخواہ مجوز ہونا اور یک لخت اوسکے درپے ہونا مقتضائے دانشمندی کے خلاف ہی اور فی نفسہ ناجائز ہے گورنمنٹ ایسے مقصد اور تدبیرون کو کبھی نہین پسند کریگی بلکہ اس امر کی تحریک خود تمھاری ہی طرف سے ہو سکتی ہے اس وقت مین تمکو صرف ایک ندامت کی بات یاد دلاتا ہون ہر ملک مین جہان علم و اخلاق کا چرچا ہو عورتین گھر کا نور او رمسکن کی زیب و زینت ہوتی ہین پس کیسی شرم کی بات ہی اوس ملک کے لیے جہان وہی عورتین ظلمت و جہالت کے پنجرہ مین محروم و مایوس مقید رہین۔

اے میرے دوستو جیسے خشک او ربنجر قحط زدہ اضلاع مین آج کل میرا گذر ہوا ہی جنکے سوکھے ساکھے کھیتون پر میری نظر پڑی ہے اونکے دیکھنے سے مجھکو یہ تشبیہ یاد آتی ہے کہ جو ملک بے تہذیب او ربے علم ہو وہ ایک ایسا ہی خشک اور بی ثمر بنجر خطہ ہے پس جب ایسے خطے مین کوئی ایسا دریا لایا جاوے جو موجب سرسبزی و شادابی ہو اور جسکے لانے کی اسی ملک مین اب امید ہے کیا وہ کچھ اثر نہ بخشیگا بلاشبہہ جسطرح اوس نہر کی عمدہ تاثیر اوس خطے کی حیات اور کثرت پیداوار کا باعث ہو گا اسی طرح ہمکو بھی امید کرنی چاہیے کہ یہ جلسہ او راسی قسم کے اور جلسے علم و شایستگی کے دریا کو بہت جلد طغیانی بخشینگے او راوسکی بدولت تمھارے تمام گروہون کی حالت بدل جاویگی اور بخوبی سرسبزی و شگفتگی پھیل جاویگی۔

مسٹر رابرٹ مینڈرسن صاحب او رکمیٹی کی درخواست کے بموجب اب مین یہ بات کہتا ہون کہ آج یہ عمارت تعلیم کے واسطے کھولی گئی۔

+ اوس وقت ضلع بجنور نہایت خشک سالی مین مبتلا تھا اور تعمیر نہر گنگ مشرقی اوس وقت زیر تجویز تھی کہ جسکا اشارہ اس موقع پر کیا گیا۔

نمبر ۳

دربار بمقام بریلی

۴ - دسمبر ۱۸۶۶ء

۴ - دسمبر ۱۸۶۶ء کو حضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی نے مقام بریلی مین ایک دربار منعقد فرمایا
جب سب لوگ نذر دکھا چکے تب صاحب سکرٹری بہادر کے ارشاد سے شیخ خیرالدین احمد خان بہادر اور لالہ لچھمین نراین
اور بابو گنگا پرشاد پیش ہوئے اور جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے زبان اردو مین یہ تقریر فرمائی

اسپیچ

اے راجگان و رئیسان و تعلقداران روہیلکھنڈ

میرا منشا یہ ہے کہ اس وقت ان تینون شخصون کی اونکے ہموطنون کے سامنے عزت کرون اور اس لیے مین نے
تجویز کی کہ اس دربار عام مین اونکو خلعت امتیاز عطا ہو جو محنت اور کارگزاری انھون نے لڑکیون کی تعلیم کی نسبت بریلی
مین کی ہے اوسکی رپورٹ گورنمنٹ مین پہونچی اور جناب ڈرمنڈ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر سابق ممالک مغربی و شمالی
نے جنکی جگہ اب مین ہون اونکے حسن کارگزاری کے جلدی مین اپنے جانے سے کچھ پیشتر یہ حکم دیا کہ اونکو خلعت
عنایت ہو —

چونکہ بسبب رواج اس ملک کے مجھے یہ موقع نملا کہ لڑکیون کے مدرسون کا امتحان لون اور کارگزاری اور محنت
مذکور کی حقیقت حال دریافت کرون یا اوس مطلب کی واسطے کسی عہدہ دار سرکاری کو اس کام کے لیے بھیجون
میری درخواست پر لیڈی صاحبہ مع اور میم صاحبون کے جو لشکر اور بریلی مین موجود تھین دو شریف برس ایک ہندو
اور ایک مسلمان کے گھر مین گئین جہان سب لڑکیان جمع ہوئین تھین اور نیز مستورات کا ایک گروہ جو اوس مکا

شوق رکھتی ہین وہان تھا لیڈی صاحبہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ درباب تعلیم کے حقیقت مین کچھ کارگزاری ہوئی ہے اور یہ کہ مستورات خود اپنی لڑکیون کی تعلیم چاہتی ہین اور اس سبب سے آیندہ اونکی تحصیل تعلیم کی ترقی کی امید ہے اور فی الواقع سیکڑون لڑکیان جنمین عزت دار اور اشراف بھی ہین اچھی تعلیم کی تحصیل مین مصروف اور سرگرم ہین پس اس تعلیم کے اجراسے مین مطمین ہوا اور کچھ تامل اسمین باقی نرہا کہ جن شخصون کی محنت اور امداد سے اوسکی ترقی ہوئی اعلان کے ساتھ اونکی عزت کیجاوے اے رؤساے روہیلکھنڈ مین چاہتا ہون کہ عورتون کی تعلیم کے فوائد کے باب مین کچھ مختصر بیان کرون جو عقل اور فہم خدا نے مردون کو دیا ہے اوسی قسم کا عقل اور فہم اوس نے عورتون کو بھی دیا ہے پھر ہر ملک مین یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ صرف تعلیم اور تربیت سے اوس عقل اور فہم کی تکمیل اور رونق ہوتی ہے پس جب تم مستورات سی تعلیم کے فوائد باز رکھتے ہو تو تم اونکے علم اور روشنضمیری کے حارج ہو اور فہم اور ادراک کی ترقی کو روکتے ہو پھر یہ بھی ہر کہین مسلم ٹھرا ہے کہ عقل اور علم کے جو لذائذ ہین وہ لذائذ نفسانی سی بہت برتر اور عمدہ اور انسانیت کے کمال سے زیادہ موافق ہین پس کیا مناسب اور لائق ہے کہ جو تمکو سب سی عزیز ہین اونکو اس لذائذ کے احاطہ سے باہر رکھو رؤسا روہیلکھنڈ تمام ہندوستان مین اپنی فیاضی اور بہادری سی مشہور ہین کیا اس بہادری اور فیاضی کے لائق یہ ہے کہ اونکو تاریکی جہالت مین نور اور روشنی سے محروم رکھو یہ عقلی قوت جسکی تم اپنی مستورات مین غفلت رکھتے ہو وہی شے ہے جس سے حیوان اور انسان مین امتیاز ہوتا ہے اور یہ کام نالائق اور ظلم کا ہے کہ اونکو اوس تعلیم سے باز رکھتے ہو کہ جس سی اونکی عقل تکمیل کو پہونچ سکے۔

سچ ہے کہ گورنمنٹ لڑکیون کی تعلیم کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہے تاہم گورنمنٹ کو خوب معلوم ہی کہ اس امر مین نہایت مشکلات ہین لیکن یہ مشکلات باقی نرہین گی اگر تم خود لڑکیون کی تعلیم کے قائل ہو کر اس امر اہم مین کوشش کروگے اور ظاہر ہے کہ صرف اپنی تندہی اور کوشش سی اسمین کچھ کامیابی ہوسکتی ہے حضرت ملکہ معظمہ انگلستان اس بات کی نہایت مشتاق ہین کہ ہندوستان کی مستورات کو تعلیم کے فوائد حاصل ہون باوجود اسکے اونکا

یہ منشا مطلقاً نہین ہے کہ اسمین کسی ایسے امر مین اقدام کیا جاے جو تمھاری خواہش کی خلاف ہو یا تمھاری رسم خانگی
سی کوئی بات مخالف نکلے بعض حکام انگریزی نی اس نتیجہ عمدہ مین پیروی کی ہی خصوصاً مسٹر جان انگلس صاحب بہادر نی
جو سابق مجسٹریٹ اور کمشنر تھی اور جنکی توقیر مین تم خود ایک اسکول کی تعمیر کا ارادہ کرتے ہو
جسکی بنیاد ڈالنے کو مین کل آؤنگا اور امید ہے کہ اوس جگہ تم سبھون سے ملاقات ہوگی مگر جو کچھ امداد حکام سی ہو
اسمین شبہہ نہین کہ شروع اور اصلیت اوس معاملہ کی تم ہی لوگون سے ہوسکتی ہے اور اگرچہ سرکار اسمین اعانت
کرسکتی ہے پر انجام اس امر کا خود تم ہی لوگون کا کام ہے پس یہی سبب ہی کہ مین نے چاہا کہ ان تینون شخصون
یعنی شیخ خیر الدین احمد خان بہادر اور لالہ لچھمی نرائن اور بابو گنگا پرشاد کی اس وقت عزت کرون جنھون نے اس امر مین
تقدیم کی اور اونکو اس دربار عام مین خلعت دون اور انشا اللہ جب پھر مین بریلی مین آؤن تو اوس وقت
بہتون کو ایسا پاؤن جو لائق خوشنودی سرکار ہون اور اس امر مین شوق اور کارگزاری کرنے سے اور اس
کوشش اور محنت کے سبب سی تعلیم اور روشنضمیری مستورات کی جو اس روہیلکھنڈ مین ہے نتیجے دیکھون —

نمبر ۴

انگلس صاحب بہادر کے مدرسے کی بنیاد ڈالنی

ماہ دسمبر ۱۸۶۸ع

حسب درخواست رُوساے شہر بریلی جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ۵- دسمبر ۱۸۶۸ع کو صبح کے وقت انگلس اسکول کی تعمیر کی بنیاد ڈالنے کو اوسکے موقع پر تشریف لیگئے جہان کہ شہر کی خاص خاص رئیسون نے حضور ممدوح کا استقبال کیا اور لالہ لچھمین نراین رئیس و ساہوکار بریلی نے اڈریس پڑھی

بعد اسکی حضور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے مدرسے کی بنیاد ڈالی اور جب سب لوگ پھر اپنی اپنی جگہہ پر بیٹھ گئے تو حضور ممدوح نے زبان اردو مین حسب تفصیل ذیل خطاب فرمایا

اسپیچ

اے رُوساے شہر بریلی تمنے کہا کہ میرا آنا اس کام کے لیے تمھارے افتخار اور اعزاز کا باعث ہی مگر میرے نزدیک حقیقت حال یہ ہے کہ میرا اعزاز اور افتخار اس بنیاد کے پتھر رکھنے سے اس موقع پر ہوا اے رُوساے بریلی جو تمنے تجویز کی ہے کہ یہ عمارت جسکی بنیاد کا پتھر مین نے ابھی رکھا جان انگلس صاحب بہادر کے نام سے مشہور ہو سو اچھی تجویز کی ہے کسواسطے کہ صاحب موصوف نے اس شہر پر انواع انواع اور بڑے بڑے احسانات سابق مین کئے ہین جب وہ غدر کی بعد بریلی مین آئے مین اگر اس وقت غدر کا کچھ اشارہ کرتا ہون تو موقع وقت اور مقصد صرف یہی ہے کہ اون اشخاص کا ذکر یاد کرون جنھون نے سرکار کے حق مین نمک حلالی اور بہادری کا عمدہ و اعلی نمونہ دکھایا چنانچہ بعض یہان ایسے عزت دار موجود ہین جان انگلس صاحب بہادر مجسٹریٹی کے عہدہ پر یہان آئے اور فساد کے بعد

اونھون نے اپنے اعتدال اور انصاف سے سرکار اور رعایا دونون کے حقوق کی رعایت کی اور فتح کے ساتھہ رحم کو فراموش نکیا۔ صاحب موصوف نے اِس شہر کی رونق اور آراستگی کے واسطے بہت کوشش کی جو عمارات عمدہ واعلی خلقت کے فائدے کے واسطے بنائی گئی ہین اور جنکے سبب سے یہ شہر تمام ہندوستان مین ممتاز اور مشہور ہے وہ جان انگلس صاحب بہادر اور ایڈورڈس صاحب بہادر کی تجویز اور محنت سے تعمیر ہوئی اور جیسی یہ ظاہری رونق شہر کی ہے ویسی ہی اوسکی عقلی بہتری کے واسطے بھی پیروی کی مین نے کل دربار کے وقت جو اونھون نے لڑکیون کی تعلیم کے باب مین کوشش کی اوسکا ذکر کیا اور جو امر متعلق آسایش خلقت اور ترقی تہذیب اخلاق کے باب مین ہوسکتا ہے **جان انگلس** صاحب نے ہر طرح سے اوسمین امداد کی پس جب صاحب ایسے فائدہ رسان ہوئے تو اس مدرسے کو صاحب کے نام سے نامزد کرنے مین تم لوگون نے مناسب کام کیا اِس مدرسے سے غرض یہ ہے کہ بڑے مدرسے یعنی کالج کا شعبہ ہو ارادہ ہے کہ کالج کے جو نیچے درجات تعلیم کے ہین وہ اِس سے حدے ہو جاوین اسواسطے کہ اوسمین سوا ے درجات اعلی کے اورونکی گنجایش نہین اِس مطلب کے لئے ضرور ہے کہ دو ایک اچھی شاخین تعلیم کے واسطے شہر کی بعض جگہون مین ہون اون شعبون سے یہ پہلا شعبہ ہے جو تم لوگون کے شوق اور فیاضی سے اب تعمیر ہوا چاہتا ہے مین نے کل ذکر کیا کہ مستورات کی تعلیم ایک امر مشکل ہے اور اوسمین ترقی بتدریج ہوسکتی ہے جو کوئی عمارت عالی کے اوپر چڑھے تو زینے کے ذریعے سے درجہ بدرجہ محنت کرکے چڑھ سکتا ہے سو یہ حال لڑکیون کی تعلیم کا ہے بخلاف اسکے لڑکون کی تعلیم مین کوئی امر ایسا مشکل نہین مدرسون مین وہ نہایت اشتیاق سے جوق جوق آتے ہین اور اِس بڑے شہر مین جسمین قریب لاکھہ باشندے کے ہین گنجایش ہے کہ مدرسے کے کئی ایک شعبے ہون اور امید ہے کہ رفتہ رفتہ تم لوگون کی فیاضی اور سخاوت سے بجا وینگے البتہ یہ ایک امر نیک ہی جسمین اپنے مال سے امداد کرنی سب سے بہتر ہے اچھی لوگ اسکو ایک امر ثواب کا تسلیم کرتے ہین اور مال اور روپیہ اسی لئے ہمکو عطا ہوا کہ ایسے ایسے امور نیک اور ثواب مین خرچ ہو جتنے اشراف لوگون نے اِس مدرسے کی تعمیر کے واسطے چندہ دیا ہے اونکا نام ہمیشہ باقی رہیگا

کہ وہ ایسے لوگ ہین جنھون نے اپنے شہر کے فائدی مین خرچ کیا ہی چنانچہ بعضون کی نام کا جنھونے پانچ پانچ سو روپیہ
یا زیادہ دیا ہی اس وقت عزت کے لیے ذکر کرتا ہون نواب رامپور نے پانچ ہزار روپیہ اور راجہ شیوراج سنگھ
راجہ کاشی پور اور راجہ کالکا پرشاد اور بابو گنگا پرشاد نی ہزار ہزار روپیہ اور مادھو راؤ اور قطب الدین احمد اور
لالہ لچھمین نراین اور محمد عثمان خان اور محمد علے صغر خان نی پانچ پانچ سو روپیہ دیا اور اکثر روسا نی زر کثیر دیا
بڑے فخر کا مقام ہے کہ اسطرح سے زائد از پندرہ ہزار روپیہ اس مدرسی کیواسطی جمع ہوا مجھے یقین ہے کہ اپنی مال کی اس طریقہ سے
خرچ کرنے مین حقیقی خوشی بدرجۂ غایت تمھاری دل کو ہوگی بہ نسبت اوسکی کہ شادی اور واہیات تماشون مین
وہ روپیہ خرچ ہوتی ہین قرآن مین ایک آیت ہی جسکا مطلب بہت مفید ہی وہ یہ ہی وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا
اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ اور اسکا مطلب یہ ہی کہ اپنی مال کو فضول خرچ مت کرو جو
اپنے مال کو فضول خرچ کرتی ہین وہ بھائی ہین شیطانون کی اور ان الفاظ سی البتہ ایک بھاری نتیجہ نکلتا ہی اور مین امید کرتا ہے
کہ تم لوگ اسپر دل لگاکی یاد رکھو خدا نی جو مال اور دولت بخشی سو اوسکی خرچ کرنی مین تم جوابدہ ہو اور امید ہی کہ جیسا تم لوگون نی
اس نیک کام مین اپنا مال خرچ کیا آیندہ ایسی ایسی فیاضی اور نیک کامون کی امثال بہت ہونگی —

اور یاد رکھنا کہ نہ صرف اپنے مال سے مدد ہو سکتی ہے بلکہ اپنے اپنے رعب و اختیار سے امداد کر سکتے ہو
خصوصاً تم لوگو مین جو تعلقدار ہین اپنی اپنی رعایا کے حق مین بہت اعانت کا اختیار رکھتے ہین تمام خلقت دیہات مین
بے علمی اور جہالت مین پڑی ہے جنکی تعلیم مین کوشش چاہیے اور اس موقع پر مجھے یہ امر یاد آتا ہے کہ جو تمھارا شہر اپنی
عمارات وغیرہ سے معروف ہی سو میرے نزدیک کوئی زیادہ رونق بخش نشان اسمین جیمس طامسن صاحب بہادر کی
قبر سے زیادہ نہین ہے جو یہان موجود ہے جنھون نے ان دیہاتی مدرسون کی بنیاد ڈالی اور جنکا نام نہ صرف
اس نواح مین مشہور ہے بلکہ تمام ہندوستان مین اونکی تعظیم و تکریم ہوتی ہے جسطرح اہل اسلام اپنی پیرون کی
قبرون کی زیارت کرتے ہین اوسی طرح وہ لوگ جو اونکے دوست ہین اور اونکے نام سے محبت رکھتے ہین
اور جنکو اس ملک کے ہادی اور فیض رسانون کی یادگاری کا شوق ہے اون کی قبر کی زیارت کرینگے

امید ہے کہ اونکے نقش قدم پر چلکر تم لوگ جہانتک اختیار رکھتے ہو دیہات کی رعایا کی تعلیم اور روشنضمیری کے لیے کوشش کروگے اس ضلع مین حلقہ بندی کے مدرسے قلیل اور منتشر ہین بندوبست حال مین جو مکتبون کے لیے انتظام ہوا ہے اوسکی سبب سے انکی افراط ہو گی مگر تمھین لوگون سی سرکار کی امداد اور اعانت ہوسکتی ہی کہ جسکے سبب رعایا بخوبی اور رغبت سی اونمین تعلیم پاویگی اب تقریر کو ختم کرتا ہون اور پھر مین آپ لوگون کی ملاقات سے اور اس عزت سی جو تمنے مجھے دی کہ تمھارے بلانے سے مینے اِس اچھے کام کے آغاز مین قدم رکھا اپنی خوشی ظاہر کرتا ہون پھر اگر خدا چاہے کہ تم لوگون مین آنے کا اتفاق ہو تو اِس جگھ جہان مینے بنیاد کا پتھر رکھا امید ہے کہ ایک عمارت وسیع اور خوبصورت دیکھون اور اوسکو محنتی طالبعلمو سے بھرا ہوا پاؤن ـــ

نمبر ۵

شاہجہان پور کا اِنسٹیٹیوٹ

ماہ دسمبر ۱۸۶۸ء

۱۹- دسمبر ۱۸۶۸ء کو حضور لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی نے ضلع شاہجہان پور کے مشہور رئیسون کی درخواست پر شہر کے مدرسی کے مکان مین اون سی ملاقات فرمائی اوس مقام پر کمیٹی سررشتہ تعلیم اور مجلس علمی کے ممبرون کی جانب سی اڈریس پڑھی گئی۔

بعد ازان صاحب موصوف نے بزبان اردو یہ تقریر کی۔

اے رُوسائے شہر اور تعلقداران ضلع شاہجہانپور جو یہان بطریق انجمن اور کمیٹی تعلیم کے جمع ہو مین تمھاری درخواست سی یہان آیا ہون اور اِس وقت جو دو عریضے تم دونون کی طرف سے پڑھے گئے اوس سے انجمن اور کمیٹی کے مقاصد اور جو جو تمھاری پیروی سے ترقی ہوئی مجھپر واضح ہوئی ایسے موقع تم لوگون سے ملاقات ہونی میری عین خوشی اور عزت کی بات ہی اور میرا ارادہ ہے کہ اِس وقت بی تکلف تقریر کرون اور بعض امور جنمین میری نزدیک اصلاح مناسب ہی اوسکا کھُلا کھُلا ذکر کرون اول مجھے یہ کہنا ہے کہ اِس انجمن کے قیام سے مجھے خاطر جمع اور باعث میری خوشنودی کا ہے مین تسلیم کرتا ہون جو تمنے عریضے مین لکھا کہ ایسے ایسے امور جو تہذیب اخلاق اور فوائد خلقت سی تعلق رکھتے ہین اونکی باب مین بحث کرنی بہت مفید ہے اِسواسطے مجھے اِس انجمن سے توقع اور امید ہی کہ روسا شہر کے دلون مین اوسکی تاثیر سے تعلیم کے باب مین محنت اور سرگرمی اور خلقت کی بہتری کے لیے جو جو اور ہو سکتا ہی اوسکی سعی اور کوشش کی ترقی ہو۔

میرے دوستو البتہ تمھاری کوشش اور سعی مطلوب ہی باوجودیکہ اس شہر شاہجہانپور کے لیے ایام گذشتہ مین حکام کی طرف سی تعلیم وغیرہ کے باب مین نہایت اہتمام اور کوشش ہوئی تو بھی آپ لوگونمین کچھ سستی اور کمی ترقی کی پاتا ہون کتنے حکام نے قابلیت اور ہمت سی اس ضلع کی بہتری کے لیے نہایت سعی کی سب لوگونکے دلون مین جناب جمس بارنس صاحب بہادر مرحوم کا نام یاد آتا ہوگا کیونکہ اونھین کی پیروی ہی یہ مدرسہ وسیع اور خوبصورت تعمیر ہوا اور جو بڑے بڑے احسانات کیا شہر اور کیا مفصل پر اونھون نے کیے سب ظاہر اور باہر ہین اور اوسسے بھی بیشتر تیس برس کا عرصہ ہوا کہ اول مرتبہ مجھے اس ضلع مین آنے کا اتفاق ہوا تھا جب میرے بھائی جمس ولیم میور صاحب بہادر مرحوم ضلع کے بندوبست مین مصروف تھے جو کہ اب منقضی ہوئی ہے اور اوس بندوبست کی خوبی اور نرمی کے سبب سے اونکا نام ضلع مین باقی ہے ایسی ایسی یادگاریون کے سبب سے اس ضلع کی بہتری کے لیے نہایت میرا دل لگا ہے اور جو حکام خدا کی عنایت سے اب زندہ اور موجود ہین یعنی پروبن صاحب بہادر اور میری دوست فنڈل ٹامسن صاحب بہادر جج جو تمھاری انجمن کے معزز مجلس اور نیز آنریبل آرڈ منڈ صاحب بہادر جو اب تمھارے کمشنر ہین وہ جب ججی کے عہدے پر یہان تھے ہر امر مفید مین اونھون نے کوشش کی پس ایسے ایسے حکام نے ایسی کوشش اور پیروی کی کہ اور کوئی اوس سے زیادہ نہین کر سکتا۔

تو بھی جب مین یہ سوال کرتا ہون کہ ایسی ایسی سعی اور کوشش کے باعث فائدہ جیسا کہ چاہیے شاہجہانپور کو ہوا ہے تو مجھے خواہ مخواہ اسکا یہی جواب دینا پڑتا ہے کہ نہین ہوا مثلاً تعلیم کے باب مین مجھے افسوس ہی کہ کوئی ایک بھی لڑکا اس ضلع کا تعلیم یافتہ ایسا نہین ہے جسنے یونی ورسٹی کا امتحان دیا یا اوسکے دینے پر مستعد ہے اور ہر کہین مین دیکھتا ہون کہ خلقت تعلیم کے لیے مستعد اور خواہان ہے اور کچھ ترقی بھی ہو رہی ہے اور اوسکی راہ مین اونھون نے قدم مارا ہے لیکن یہان بجز اسکے کہ میرے آس پاس تم لوگ انجمن اور کمیٹی کے شوق کی امید کے نشان موجود ہوا اور کچھ ترقی اور سرگرمی کا اثر نہین۔

یہان ایسی ناکامیابی کا ایک سبب وہ ہی جسکو مین نے کل تاکید اً خود طلبہ سی کہا کہ تعلیم کو جلدی چھوڑ دیتے ہین

اور دل نہین لگاتے تب کوئی چھوٹا عہدہ یا کوئی کسیطرحکا کام اونکے لیے موجود ہو تو مدرسے کو چھوڑتے ہین
اور تحصیل علم سے غافل ہوجاتے ہین قبل اسکے کہ اونکی تعلیم قریب تکمیل کے پہونچے اور اس سبب سے خواہ مخواہ
کچھ فائدہ اور کامیابی حاصل نہین ہوتی مگر اصل حال یہ ہی کہ اس عیب کا اصلی الزام تمھین لوگون کے ذمے ہی
جو اونکے ماباپ ہو نہ تمھارے لڑکون کے ذمے تم مدرسے اور کالج مین اپنے لڑکون کے خرچ سے دریغ کرتے ہو
جب کوئی صورت کسی ادنے کام کی نظر آوے تو نہایت خوشی سے اونکی خرچ سے سبکدوش ہونے کی طرف جاتے ہو
حالانکہ تمھارے لڑکونکے حق مین اور صورت کے طریقے چاہئین اور اگر تم اونکی سچی بہتری چاہتے ہو تو چاہیے کہ جب تک
تحصیل علم بخوبی نکر چکین انکو مکتب سے جانے ندو اور بعد اوسکے جو لوگ تم مین صاحب استطاعت ہین وہ اپنے
لڑکون کو اسکی ترغیب دین کہ وہ بریلی کالج یا روڑکی کالج مین جاکر اپنی تحصیل کو کامل کرین اور یونیورسٹی مین
امتحان دین سب سے اچھی وصیت جو تم اپنے لڑکونکے لیے کرسکتے ہو یہ ہی کہ اونھین تربیت اور تعلیم حتی الوسع
سب سے اچھی ملے اور اگر حقیقت مین اونسے کچھ محبت حقیقی رکھتے ہو اور اونکی ترقی چاہتے ہو تو بالضرور یہ طریقہ پسند کروگے
سوا اسکے مجھے ایسا احتمال ہی کہ اور شہرون اور اضلاع کی نسبت یہان ایک طرح کی تنگدلی کی بو ہے
اور شہرون مین مقاصد تعلیم وغیرہ کے لیے اشرافون نے اپنی خوشی اور رغبت سے روپیے جمع کیے ہین لیکن اس باب مین شاہجہانپور کے
شہر مین کسی قدر اب تک کوتاہی ہوئی ہے اس شہر مین جو کچھ عمل مین آیا ہی وہ حکام ہی کی طرف سے اور اونکی سعی سے ہوا ہے
نہ اس شہر کے لوگون کی طرف سے بلکہ یہان کے باشندے ایک صورت کی غفلت سے یہ دیکھتے ہین اور ہاتھ نہین لگاتے
یہ موقع نہین ہی کہ اس جگہہ مین اپنی نارضامندی کا اظہار کرون اس لئے اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہون کہ خدا چاہے تو پھر
شاہجہانپور مین آؤن اور سخاوت اور فیاضی کی نشان بہت لوگون مین ایسے دیکھون کہ لائق تحسین اور صلے کے ہون
ظاہر ہے کہ جو حال اب دیکھتا ہون باعتبار اوسکے شاہجہانپور ہمسری کی دوڑ مین اور ضلاع سے پیچھے رہتا ہے
اندنون مین بجز اسکے کہ اولاد کو تعلیم مین ترقی اور فضیلت ہو کچھ عہدہ اعلی اور عزت کی امید نہین اور ضلاع مین
تعلیم کی ایسی ایسی نعمتین اور فوائد بکثرت ملتی ہین مگر اس ضلع سے جیسا مین نے پہلے کہا ہر ایک طالب العلم یونیورسٹی کے امتحان مین

قاصر رہا چارون طرف اگر دیکھیے توکون کون ایسے ہین جو عہدہ اور خدمات کی حاصل کرنیکی ہمت کرتے ہون جیسی کہ بنگال کے
بابوؤن کی اولاد وہ جوق جوق سے عہدی پاتے ہین جسکی پانے کی تمھاری اولاد مستحق ہین اور یہی حال ہیگا جو بخوبی سعی اور محنت
نکروگے تو آخر کار جو عزت اور ترقی کی نعمتین تمام دنیامین ہین اونسے تھوڑی ہی عرصے مین تمھاری لڑکے بالکل محروم رہینگے۔

میرے دوستو خدانے ہمین مال اور دولت اس واسطے نہین دی ہے کہ صرف اپنے عیش و عشرت مین صرف کرین
بلکہ اسواسطے دی ہے کہ خلقت کو اوس سی فائدہ پہونچے اور اس لیے کہ ہمارے بعد کوئی حقیقی نیکی باقی رہے چاہیے
کہ تمھارا قصد یہ ہو کہ اپنا اسباب اور مال اس طرح خرچ کرین کہ جب ہم اس دنیاے فانی سے رحلت کرین
تو اور لوگون کو اسکے سبب سی بہتری ہو اور ہماری اولاد بہ نسبت ہم لوگون کے ترقی پاوی تاکہ ہماری نسل اس سبب سے
ہماری یاد شکر گذاری سے کرین نہ افسوس سے آگے کو سب امور مین مقدم رہے نہ یہ کہ سبھو نسے پیچھے۔

مین اس سبب سی اس انجمن کی تقرر سی خوشنود ہون او رامید ہی کہ اوسکے سبب سے تعلیم کی کارخانی کی بہبودی ہو اور سستی اور غفلت کا
الزام جو اب یہان پر عائد ہی وہ دور ہوجاوی گورنمنٹ نی جہان تک ہو سکا اس امر مین اپنا کام کیا اس مد سی کئی لیے چھ ہزار روپیہ سالانہ
خرچ کیا جاتا ہی اب اوس سے فائدہ حاصل کرنا اور یہ کہ تمھاری اولاد کو تحصیل علم مین رغبت پیدا ہو تمھارا کام ہے۔

مجھے مسرت ہی کہ اس انجمن کے ذریعے سے تعلیم نسوان کی باب مین اب کسی قدر لوگونمین رغبت اور شوق پیدا ہوتا ہے
اور امید ہے کہ تم اس باب مین سعی کروگی کہ لڑکیون کی تعلیم عوام الناس مین رایج ہو اور یہ بالتخصیص تمھارا ہی کام ہی اور تمھاری
گھرانونکی لیے بہت مفید و ضروری ہی جب والدہ نی خود تعلیم پائی تب وہ اپنی اولاد کو نہایت عمدہ تعلیم کر سکتی ہی اور ہم لوگونمین
یہی قاعدہ ہی کہ جو تعلیم والدہ اپنی لڑکون کو دیتی ہی اوس سی اور کوئی تعلیم عمدہ نہین ہوتی بلکہ وہ سب تربیت کی بنیاد ہوتی ہی
لیکن جب تک تم اپنی مستورات کو تعلیم نہین کرتی اپنے لڑکون سی یہ بڑا فائدہ بالکل نیست و نابود کرتے ہو۔

پھر ایک بار مین کہتا ہون کہ اس مجلس مین تم لوگون سی ملاقات کرنی سی مجھے نہایت دلی خوشی ہوئی توقع ہی کہ جو مینی کہا
دل لگاکے اوسکو سوچوگی اور تمھین اسکا خیال و فکر چاہیے کہ جب اور ضلاع روشن ضمیری اور تہذیب اخلاق مین بڑھتی جاتی ہین
تو شاہجہانپور اندھیرے مین نرہی۔

نمبر ۶
تقریر علیگڈہ انسٹیٹیوٹ کے باب مین
بتاریخ ۹ مئی سنہ ۶۸ء

راجہ ٹیکم سنگہ و راجہ جی کشن داس و دیگر صاحبان

اے میرے دستو پرویٹ سکرٹری کی معرفت ہمنے راجہ صاحب کو یہ اطلاع دی تھی کہ ہم خانگی طور پر انسٹیٹیوٹ کا ملاحظہ کرینگے ہمکو اپنی فرصت پر یہ بھروسہ نہین تھا کہ ہم اس قسم کا جلسہ دیکھہ سکینگے جیسا کہ اس وقت ہماری سامنی ہے مگر آج صبح کے وقت راجہ صاحب نے ذکر کیا کہ ممبر لوگ دور دور سی آگئے ہین راجہ صاحب کی اس تقریر کے بعد ہمنے آنا قبول کیا مگر ہمکو یہ امید نہین تھی کہ ایسی ایڈریس پیش ہوگی جیسی کہ پیش ہوئی ہم عدیم الفرصتی کے سبب سی کچھہ خطاب کرنا نہین چاہتے مگر پھر بھی بے تکلفانہ اور محض خانگی طور پر ہم کچھہ گفتگو کرنا چاہتے ہین —

ہم اس وقت اس خوبصورت مکان کو دیکھنے سی نہایت خوش ہین جسکا لطف بیان سی باہر ہی عمارت نہایت عمدہ ہے حکمت کی آلات بقدر ضرورت موجود ہین کتب خانہ آراستہ ہی انگریزی عربی فارسی اردو کتابین موجود ہین سامان آرایش زیب وزینت کی لائق موجود ہی چار برس ہوئی جب ہمارا اتفاق دورہ مین یہان آنیکا ہوا تھا اوس وقت اس مکان کی بنا بھی نہین تھی مگر اب ہم اوسکو سب طرح سی آراستہ دیکھتے ہین سب اسباب مہیا اور میسر ہی اس وقت ہم راجہ صاحب اور اس ضلع کی رئیسون کی ملاقات سی بہت خوش ہین انھین لوگونکی عالی ہمتی سی یہ سب سامان مہیا ہوا اور یہ اونکی نیکنامی کا نشان ہے اس مکان مین آنے اور باہم گفتگو و بحث کرنی سی بڑی بڑی فائدے حاصل ہوتی ہین اس سی روشن ضمیری اور کشادہ دلی پیدا ہوتی ہے راجہ صاحب نے جو یہ بیان کیا کہ سوسیٹی کے مقاصد و مطالب خصوصاً ملکی مقاصد ہین ہم اس بات کو نہایت خوشی سے تسلیم کرتے ہین بلاشبہہ ایک جگہہ جمع ہونے سے اور کمیٹی کرنے سے اور ملکی مقاصد پر بحث کرنے سے

گورنمنٹ کو نہایت فائدہ ہے اور مجکو امید ہے کہ ایسے طریقہ سے یوماً فیوماً سرکاری انتظام مین ترقی اور بہبودی
ہوگی سررشتہ مال اور دیوانی کو اور خصوصاً سررشتہ تعلیم کو جسکا کچھ ذکر ہم آیندہ کرینگے بہت فائدہ ہوگا خصوصاً
جس حالت مین کہ نئے نئے توانین درپیش ہون تو آپ لوگون کی معرفت اہالیان ہندوستان کی رای اور صلاح
دریافت ہوسکتی ہے اور عوام الناس کے دل سے شبہہ اور وسوسہ دور ہوسکتا ہے اور اطمینان پیدا ہوجاتا ہے
کہ سرکار انگریزی کو بجز رعایا کی بہتری اور آسایش اور ترقی کے کوئی دوسرا مطلب نہین سو اس طور سے آپ لوگون
سے گورنمنٹ کو بڑی معاونت اور امداد ہوسکتی ہے اور فی الواقع ہوتی بھی ہے - پھر راجہ صاحب نے جو بیان کیا
کہ سوسیٹی کا یہ مقصد نہین ہے کہ علوم مغربی یعنی انگریزی کی تعلیم کو تہ و بالا کرے مین اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہون
بیشک اسمین کچھ شبہہ نہین کہ سوسیٹی کا یہ مقصد نہین ہے اور جیسا کہ راجہ صاحب نے فرمایا واقعی علوم مغربی کا
ترجمہ سے بہت فائدہ ہوگا سوسیٹی نے جو انگریزی کتابون کا ترجمہ اختیار کیا ہے بلاشبہہ وہ بہت نافع ہے
مگر انگریزی مین ایسی کتابین بہت کم ہین جنکا ترجمہ لفظی کارآمد ہو تمثیلاً ہم بیان کرتے ہین کہ علم فلسفہ کا ترجمہ
لفظاً لفظاً کارآمد نہوگا علم مغربی کی جن کتابون مین اوس ملک کے لئے یعنے یوروپ کی جن اصطلاحات و استعارات کا
اشارہ کیا گیا ہے وہ اس ملک کے لئے مفید نہونگے ہم تمثیلاً بیان کرتے ہین اور اصول کی بات ہے کہ ہر ملک
کے لئے رسم و رواج جدا مقرر ہے یوروپ کے طرز خیالات اور طریقے اور ہین اور ایشیا یعنی یہانکے طرز خیالات اور طریقے اور ہین
مثلاً اس ملک کی ایک لڑکے کی تعلیم مین یوروپ کی خیالات اور اصطلاحات کی توضیح اور تشریح کرین تو اوسکی سمجھ مین
نہین آئیگا اسی طرح سے یوروپ کی لڑکے کو یہان کے قاعدے اور اصطلاحات کے بموجب سمجھاوین اور
بتلاوین تو وہ نہین سمجھینگا اس لئے جیسا کہ آج تخلیے کی ملاقات مین راجہ صاحب اور اور دو تین صاحبون سے ذکر ہوا
کہ ایسی علوم کی کتابون مین بجای لفظی ترجمون کے ایسے ترجمون کی طیاری مین کوشش کرنی چاہیے جنمین ترجمہ
اصل کی پابندی نہ کی جاوے بلکہ اس ملک کی خیالات اور طبیعت کی مطابق اور بامحاورہ ہون یا ایسی نئی کتابین
تالیف اور تصنیف کی جاوین جنکے مطالب کتب انگریزی سے اخذ کئے جاوین اور طرز عبارت ہندوستانی

لوگون کی طبیعت کے مناسب ہو اور مؤلفون اور مصنفون کو انعام دینے مین گورنمنٹ سی ضرور مدد ہوگی اور مجھسے جہانتک ممکن ہے مدد دونگا اور آپ لوگون سے یہی کہتا ہون کہ جیسا کہ آپ ہمیشہ اور کامون مین کوشش کرتے ہین اس قومی کام مین بھی جہانتک ممکن ہو مدد دیجیے اسمین دو فائدے ہین طالب علمون کے مطالعہ اور محنت کے لیے ایک عمدہ ذخیرہ پیدا ہوگا جس سے انکی روشن ضمیری اور کشادہ دلی متصور ہے اور اس تدبیر سے مؤلفون اور مصنفون کو انعام دیے جاوین امید ہے کہ بہت سے لائق آدمی دل سے تالیف اور تصنیف کیطرف متوجہ ہونگے ان کتابون مین فصاحت اور بلاغت اور عبارت دلچسپ اور مضمون درست ہونا چاہیے جس سے لوگون کو فائدہ پہونچے یہ کتابین مثلاً اخلاق کی ہون یا حکمت کی ہون ایسی کتابونکے مصنف جنکو انعام دیا جاویگا اگر عربی فارسی انگریزی سنسکرت زبان جانتے ہون تو یقین ہے کہ بلاغت اور فصاحت مین قابل اور کامل ہونگے اور ایسے مصنف کی کتاب نہایت قدر کے لائق ہوگی اسواسطے مین اب دوبارہ نہایت خوشی سے چاہتا ہون کہ اس معاملے مین آپ صاحب بھی متوجہ ہون یہ کام جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا البتہ مشکل ہے اور آہستہ آہستہ بتدریج ہوگا حکومت سے نہین چلے گا راجہ صاحب نے خوب مثال دی یعنی یہ کہا کہ یہ شجر خود رو آپ سے جمیگا اور بڑھیگا اور پھل لائیگا ہان اتنا ہے کہ جو ہم اوسکو پالین گے اور اچھی کالی مٹی ڈالین اور نلاوین اور پانی کی سوتی سے سینچین تو جلد بڑھیگا اور پھلیگا سو ہمارا اور آپ لوگون کا کام یہی ہے

پہلے مین کہہ چکا کہ ہمارا مطلب یہ نہین تھا کہ ہم اس وقت بطور خطاب کی کچھ کہین مگر دو چار لفظ سررشتہ تعلیم کی نسبت جس پر آپ سب صاحبون نے خاص کر بہت سی کوشش کی ہے اور بیان کرنا چاہتے ہین آپ صاحبون نے جس آزادی سے کمیٹیان کین اور سررشتہ تعلیم کے باب مین گورنمنٹ کو چٹھی لکھی اوسکا یہ نیک نتیجہ ہوا کہ تمام ملک مین تعلیم کی کمیٹیان مقرر ہو گئین اور مین دل سے تسلیم کرتا ہون کہ یہ بڑے فائدے کی بات ہے اس چٹھی مین جو طریقے تعلیم کے باب مین بھیجی گئی اکثر مطالب نہایت عمدہ اور قابل تعریف تھے اور جو بعض باتین اوس مین اختلاف رای اور گفتگو کے قابل بھی ہین تو یہ بات ضرور ہے کہ ایک شخص کی راے ایک ہو

اور دوسرے کی دوسری ہو پس اسواسطے آپس مین کمیٹی کرنا اور ایسے امورات پر بحث کرنا اور ہر فرقے اور گروہ کی خیالات کو نہایت دیانت اور امانت سی بیان کرنا چاہیے۔

آپ لوگ اور خصوصاً وہ صاحبان جو تعلقہ دار اور زمیندار ہین اسکولون مین جاوین اور تعلیم کے معاملے مین لوگون کو ترغیب دین اور جو کچھ نقص اوس مین ہو اوس سی اوس کے افسرون کو اطلاع کرین اور ایسی کوشش کرین کہ مکتبون اور طالب علمون کی تعداد زیادہ ہو اور تعلیم اچھی ہو اسلیے مین دوبارہ پھر کہتا ہون کہ آپ لوگ اس معاملے مین دل سے توجہ کرین اور مدرسون کو دیکھین اور اوسکی ترقی مین سعی و مدد کرین۔

آخر مین بہت خوشی سے بیان کرتا ہون کہ اس وقت مین اس مکان کو دیکھکر اور اس اڈریس اور قصیدہ کو سنکر اور راجہ صاحب سی اور آپ سب صاحبون سے ملاقات کر کر بہت خوش ہون اور امید کرتا ہون کہ یہ انسٹیٹیوٹ روز بروز ترقی پائیگا اور اس سی لوگون کو زیادہ فیض پہونچے گا اور اسی طرح سی آپ صاحب ایسے معاملات مین کوشش کرتے رہینگے۔

نمبر ۷

دربار مقام آگرہ جو واسطے عطای انعام متعلقہ سررشتہ تعلیم وغیرہ کے منعقد ہوا

جنوری سنہ ۶۹ ۱۸ع

۲۶-جنوری سنہ ۶۹ ۱۸ع کو جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے لشکر مین مجلس کے خیمہ کے اندر دربار عام واسطے عطای انعام متعلقہ سررشتہ تعلیم وغیرہ کے منعقد ہوا بڑے بڑے عہدہ دار ملکی اور فوجی اور اور صاحبان انگریز شہر آگرہ کے موجود تھے اور عاید روسای ہندوستانی بہ تفصیل ذیل حاضر تھے۔

۱ نواب کلب علی خان بہادر والی رامپور مع ذوالفقار علی خان بہادر خلف اور حیدر علیخان بہادر بھائی اور علی اصغر خان بہادر چچا اور شیخ وجیہ الزمان وکیل اور محمد عثمان خان کارکن۔

۲ مرزا رحیم الدین بخت شاہزادہ دہلی مقیم بنارس

۳ مرزا محمد محسن بخت ایضاً

۴ مہاراجہ مرزا وزیا نگرام گجپتی راج منی سلطان بہادر رئیس ولاو طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند راجہ وزیانگرم مع کنور مہاراجہ آنند گجپتی راج بہادر خلف اور تین مصاحب

۵ مہاراجہ مہندر مہیندر سنگہ بہادر راجہ بھدا ور مع کنور ادھار سنگہ قرابت دار اور دو مصاحب

۶ مہاراجہ مہیشر بخش سنگہ بہادر راجہ دمرانون

۷ سر راجہ دیو نراین سنگہ بہادر رئیس ولاو طبقۂ اعلای ستارۂ ہند راجہ سید پور بھتری ضلع غازیپور مع کنور شنبھو نراین سنگہ خلف

۸ سر راجہ دنکر راؤ رئیس دلاور طبقۂ اعلاے ستارہ ہند

۹ راجہ پرتاب سنگھ راجہ مین پوری

۱۰ راجہ شیوراج سنگھ مصاحب دلاور طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند راجہ کاشی پور ضلع مراد آباد

۱۱ راجہ بلدان سنگھ کاشی والہ مع کنور جکپر ورتی سنگھ خلف

۱۲ راجہ مہپال سنگھ مصاحب دلاور طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند راجہ بانسی ضلع گورکھپور

۱۳ سردار صورت سنگھ بہادر مجیٹھیہ مصاحب دلاور طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند

۱۴ راجہ ٹیکم سنگھ بہادر مصاحب دلاور طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند راجہ مڈسان ضلع علیگڈھ

۱۵ راجہ کیشو راؤ بہادر راجہ گورسرا ے ضلع جالون مع تین بیٹے آتمارام بابا اور ستیارام ننا اور بالکشن بھو

۱۶ نواب سید علیخان عرف نظام الدولہ کانپور

۱۷ نواب سید علی حسین عرف نواب دولہ ایضاً

۱۸ راجہ لچھمین نراین دونلے راجہ جونپور

۱۹ راجہ بنس پت سنگھ راجہ بارہ ضلع الہ آباد

۲۰ راجہ بچھمی پرشاد سنگھ راجہ اسوتھر ضلع فتحپور

۲۱ راجہ جی کشن داس بہادر ڈپٹی کلکٹر علیگڈھ

۲۲ راجہ پرتھی سنگھ راجہ آوا ضلع متھرا

۲۳ راجہ جگناتھ سنگھ راجہ پوایان ضلع شاہجہانپور

۲۴ راجہ ہردیو بخش مصاحب دلاور طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند راجہ کٹھاری ضلع فرخ آباد

انکے سوا مختلف اضلاع ممالک مغربی اور شمالی کے لوگون کا انبوہ کثیر تھا

نواب رامپور کی آنی وجانی کے وقت تیرہ تیرہ شلک توپ کی سر ہوئی اور فوج نے بھی اونکی سلامی کی۔

نواب رامپور اور دہلی کے شاہزادے اور بڑے بڑے رئیس جو دربار خاص کے مستحق تھے وہ قبل دربار عام کے
دربار خاص مین باریاب ہوئے

دربار عام مین جب سب ہندوستانی رئیس اور شریف ایک ایک کرکے جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے
حضور مین پیش ہو چکے تب نواب محتشم الیہم نے اردو زبان مین یہ تقریر فرمائی —

ای نواب صاحبان و مہاراجگان و راجگان و تعلقداران و رئیسان ممالک مغربی و شمالی

آپ لوگ ممالک مغربی اور شمالی کے ہر اطراف سے **شاہزادہ ڈیوک آف ایڈنبرا** بہادر کی تعظیم و تکریم
کے لیے یہان حاضر ہوئے اور آپ لوگونمین سے عمدہ عمدہ رئیسون کو شاہزادہ صاحب کی حضور مین باریابی ہوئی
اور تمام رعایا جو شہر مین جمع ہوئی تھی سب نے حضرت ملکہ معظمہ کے فرزند ارجمند کی زیارت حاصل کی —
آپ لوگون کو سوچنا چاہیے کہ حضرت ملکہ معظمہ نے اس ملک پر کس قدر توجہ اور شفقت فرمائی کہ اپنے فرزند کو
ہندوستان کے دیکھنے کیواسطے بھیجا مجھے یقین ہے کہ اونکی اس عنایت سے رعایای ہندوستان کی وفاداری ترقی پاوے
اور حضرت ملکہ معظمہ کی ذات مبارک کی نسبت اونکی عقیدت اور ارادت کی بنا مضبوط ہو جاے *

چونکہ آپ لوگ اس سبب سے شہر آگرہ مین مجتمع ہوئے ہیںنے چاہا کہ اس دربار کے لیے آج تک مقیم رہین تا کہ انعام موعود
زیادہ اعزاز کے ساتھ بخشا جاے —

لیکن قبل اسکے کہ زیادہ کلام کرون مجھپر اون رئیسون کا شکر ادا کرنا لازم ہے جو الہ آباد کی **یونی ورسٹی** اور کالج کی
نسبت جسکے واسطے ہیںنے چندے کا اشتہار جاری کیا تھا تمامتر سخاوت کے ساتھ پیش آئے سب سے پیشتر یہ رفیق عزیز
جو میرے دست راست کو بیٹھے ہین یعنی **نواب صاحب بہادر رامپور** جنھون نے سبھون سے پہلی اور سبکو
بڑی فیاضی کا نمونہ دیا اور **مہاراجہ بنارس** کا بھی ذکر کرنا ضرور ہے مہاراجہ مذکور یہان کی حاضری سے اس سبب سے
معذور رہی کہ اونھون نے اپنے شکارگاہ چکیہ مین شاہزادہ کی مہمانی کی اور **مہاراجہ ریوان** اور بعض اور جنھون نے
عطیہ عظمی دیا اور سب سے زیادہ میرے دوست جو یہان موجود ہین **مہاراجہ وزیانگرام** جنھون نے کالج کیواسطے

ایک لاکھہ روپیہ عطا کرکے علم کی قدردانی اور سخاوت شاہانہ ظاہر کی ــ

یونی ورسٹی اور کالج کے مقرر کرنے سے البتہ بہ نسبت ترقی تعلیم رعایا کے فوائد عظیم کی امید ہے معہذا لوگونمین سے صرف قدر قلیل اس کالج مین تعلیم پائینگے اور اکثرون کو اوسمین داخل ہونے کا موقع حاصل نہوگا ان ممالک مین کرورون رعایا ہین جو جہالت مین پڑے ہین اور بسکہ انسان اور حیوان مین عقل کے جوہر سے تمیز ہوتی ہے جبکہ انکی عقل کو ترقی نہوئی تو اونکے اور حیوانات کے درمیان مین کیا کچھ بہت فرق رہا پس سرکار کا کام یہ ہے کہ تعلیم اور تربیت ان لاکھون آدمیون مین جاری کرے لیکن اس امراہم مین بہت سی اشکال ہین اور سرکار اکیلی بغیر آپ لوگون کی مدد کے بہت تھوڑا انجام کرسکتی ہے اس واسطے مین آپ لوگون سے جو بڑے بڑے تعلقدار اور شرفا ان ممالک کی ہین اور جنمین اسکی اعانت کی استعداد کے وسیلے موجود ہین منت کرتا ہون کہ آپ لوگ مکتبون کے قائم کرنے مین اور رعایا کی ہان اپنے لڑکون کو بھیجنے مین اعانت کرین ــ

مگر ایک اور بڑی مشکل کی بات یہ ہے کہ اردو اور ہندی زبان مین کتابین بہت کم ہین اور بغیر اوسکے ممکن نہین کہ رعایا مین تعلیم اور تہذیب اخلاق کا رواج ہوسکے خصوصاً بہ نسبت تعلیم مستورات کی زیادہ تر اوسکی احتیاج ہے ہندوستان کی ترقی اور تہذیب کی مجھے کچھ امید نہین جب تک کہ اس ملک کی نسوان کو تعلیم نہو اور اس ملک کی نسوان کی تعلیم مین خاص دقتین ہین علی الخصوص جو مستورات کی پردہ داری سے متعلق ہین اسکی سوا ایک بڑی دقت یہ بھی ہے کہ ہندوستان کی زبان مین کتابین مستورات کے لیے بہت کم ہین بلکہ اگر مین یہ کہون کہ اچھی اچھی کتابین اس زبان مین جو اس ملک کی عورتون کے پڑھنے کے لائق ہون مطلق نہین ہین تو کہہ سکتا ہون ــ

اس سبب سے جو کتابین اس ضرورت کے لیے تصنیف کی جاتی ہین مین اونکی زیادہ قدر کرتا ہون اور اسیواسطے مینے آپ لوگون کو یہان شاہزادہ کے تشریف لیجانے کے بعد ٹھہرا رکھا کہ جو بعض تصنیفات قابل انعام کے تجویز ہوئین اوسکی اس مجلس بزرگ اور عمدہ مین عطا ہونے سے زیادہ عزت ہو ــ

پر ضرور ہی کہ اس امراہم مین اوس بادشاہ اعظم سے جو علم کا سرچشمہ اور دانائی کا بخشنے والا ہے اعانت چاہی جاوے اوسکی نزدیک

دشوار آسان اور محال ممکن ہے اوسکے حکم سے جو دیار تاریکی مین ہین وہ روشن ہوجائین اور جو قومین جہالت مین پھنسی ہین علم اور دانائی کے نور کو حاصل کرین جب وہ مدد کرے تو کچھ اندیشہ نہین ہے۔

اِس تقریر کے ختم ہونے کے بعد سررشتہ تعلیم کے صاحب ڈائرکٹر نے **محمد نذیر احمد** ڈپٹی کلکٹر بند وبست جالون کو پیش کیا اور جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے یون خطاب فرمایا۔

اس شخص کے لیے ایک ہزار روپیہ کا انعام تجویز ہوا کہ اسنے ایک کتاب بنام مراۃ العروس تصنیف کی جسمین ہندوستان کے مسلمانون کی راہ رسم خانہ داری کا ایک بہت خوب قصہ ہے اسکا لطف یہ ہے کہ دلچسپ ہے اور اوسمین کوئی لفظ ایسا نہین جو مستورات صاحب عصمت اور باحیا کے پڑھنے کے لائق نہ ہو اور ہر صفحہ سے عقل و دانش کی اصلاح اور تہذیب اخلاق اور حسن معاشرت کی نصیحت نکلتی ہے۔

محمد نذیر احمد مجھے نہایت خوشی ہی کہ یہ انعام ہزار روپیہ کا تمھین دون اور اسواسطے کہ تمھاری قدر زیادہ کرون مین اپنے نج سے ایک گھڑی دیتا ہون جسپر وہ عبارت کندہ ہے جس سی ظاہر ہوتا ہے کہ میری رائے تمھاری تصنیف کی نسبت کیسی ہے۔

بعد اوسکے سررشتہ تعلیم کے صاحب ڈائرکٹر نے پنڈت **کاشی ناتھہ** رئیس آگرہ کو پیش کیا جسکے واسطے پانسو روپیہ انعام کتاب اخلاق کاشی کی تصنیف کے جائزے مین تجویز ہوا یہ کتاب فارسی اخلاق کی کتابون سی تالیف ہوئی مگر ہندوستان کی رعایا کیا ہندو کیا مسلمان سب کی لیے مفید عام اور مرغوب طبائع ہی انعام مذکور کے عوض ایک قلعہ اور باغچہ کی سند جو اوسکے گانو نمین واقع اور اوسی قیمت کا ہی پنڈت کو حوالہ ہوئی۔

پھر **نواب نبی بخش خان** رئیس دہلی حاضر کیا گیا وہ سرکار انگریزی کا خیر خواہ ہوا اور غدر کی خیر خواہی کے صلے مین اوسنے خلعت پایا ان دنون وہ ایک دوسری طرح سے سرکار کی خدمت بجالایا کہ ایک کتاب مسمی بعدل اہل فرنگ تصنیف کی جسمین اون فوائد کی توضیح ہے جو ہندوستان کو سرکار انگریزی کی حکمرانی سے ہوتی ہین مصنف نے ممالک مغربی اور شمالی کی گورنمنٹ کو دو سو پچاس جلدین دین اوسکی جلد و مین جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے

ایک گھڑی جسپر عبارت خوشنودی کندہ ہے عنایت کی۔

پھر مولوی مہدی علی تحصیلدار مرزاپور کو ایک گھڑی اوسکی اوس حسن خدمت کی انعام مین جو اوسنے قحط زدون کے انتظام مین کی تھی عطا ہوئی اور ایسی ہی خدمت کی بدلے منشی شیونراین سکرٹری میونسپلٹی شہر آگرہ کو ایک گھڑی عنایت کی گئی اور اسیطرح مرزا احمد علی بیگ تحصیلدار مودھا ضلع ہمیرپور کو بھی لڑکیون کے مکتبون کی قائم کرنے مین ساعی ہونے کی وجہ سے ایک گھڑی مرحمت ہوئی۔

سب سی اخیر مین بھگو انداس بریلی کالج کا طالب العلم پیش کیا گیا اور پھر جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نی مضمون ذیل ارشاد فرمایا جب سر استیفرڈ نارتھ کوٹ صاحب بہادر وزیر ہند مقرر تھی تب اونھون نی ہندوستان کی ہر ملک کی نسبت اوس طالب العلم کیواسطے جو ۱۸۶۹ع کی یونی ورسٹی کے امتحان والون مین سب سے اول نکلے انعام کا وعدہ کیا تھا ممالک مغربی اور شمالی مین اوس انعام کو بھگو انداس نی پایا اور اس سبب سی طالب العلم نے بریلی کالج کی عزت بڑھائی یہ بھی کہنے کے لائق ہے کہ جو اس امتحان مین تین طالب العلم اور اوسکے بعد نکلے وہ بھی اوسی کالج کے تھے۔

ایک اور بات قابل ذکر کے ہی کہ بھگو انداس کالج کی بورڈنگ ہوس مین مقیم ہے اور بریلی کالج کی جو سولہ طالب العلمون نی یونی ورسٹی کا امتحان دیا اونمین سی نو آدمی بورڈنگ ہوس مین رہتے تھے مین اس بات کا ذکر اسواسطی کرتا ہون کہ بورڈنگ ہوس یعنی سرائے متعلق کالجون کا فائدہ ظاہر ہو جای اور یہ کہ آپ لوگ جو ملک کی رئیس ہین اوسپر توجہ کرین اور خود اپنی اولاد کو اوسمین بھیجین جو طلبہ بورڈنگ ہوس مین رہتی ہین وی نہ صرف کالج کی اندر بلکہ اوسکی باہر اور راتون کو چراغ کے آگے پڑھنے مین محنت کرتے ہین اور مین جانتا ہون کہ اسی سبب سی بھگو انداس کی کامیابی ہوئی اور تم سب لڑکون+ کو جو آگرہ کی کالجون سے یہان جمع ہوئے ہو نصیحت کرتا ہون کہ اوسکے قدم بقدم رہو۔

اسکے بعد جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نی بھگو انداس کی ہاتھ مین پانسو روپیہ کا انعام دیا۔

اور جب عطر و پان تقسیم ہو چکا تب جناب نواب ممدوح الیہم نی برخاست فرمایا شلک معمولی سر ہوئی اور دربار ختم ہوا۔

+ آگرہ مین جو تین کالج ہین ہر کالج سے پچاس پچاس لڑکے دربار مین بلاکے بٹھائے گئے تھے۔

نمبر ۸

دربار مقام الہ آباد تبقریب سالگرہ حضرت ملکۂ معظمہ

مئی سنہ ۶۹ء

۲۴ - مئی کو تبقریب سالگرہ حضرت ملکۂ معظمہ کے ایوان گورنری مین دربار منعقد ہوا اور اوسمین عہدہ داران ملکی اور فوجی اور اور صاحبان انگریز اس مقام کے حاضر تھے اور عماید رؤسای ہندوستانی جو دربار مین حاضر تھے اونکی تفصیل یہ ہے

مرزا فیاض الدین بخت	شاہزادگان دہلی
مرزا محمد سعید بخت	
مرزا مظفر بخت	
مرزا نادر بخت	
مرزا سکندر بخت	
مرزا رحیم الدین بخت	
مرزا محمد محسن بخت	

مہاراجہ ایسری پرشاد نرائن سنگہ بہادر مہاراجہ بنارس +

راجہ ہنس پت سنگہ بہادر رئیس بارہ ضلع الہ آباد +

راجہ تیج بل سنگہ بہادر رئیس ڈیا ضلع ایضاً +

راجہ لچھمن پرشاد سنگہ رئیس اسوتھر ضلع فتحپور +

راجہ دلسکھ راے رئیس بلرام ضلع ایٹہ+

راجہ لچھمن سنگہ رئیس کراولی ضلع مین پوری+

نواب سید احمد حسین خان رئیس ضلع فتحپور+

راؤ مادھو راؤ پسر بنایک راؤ+

راؤ بلونت راؤ رئیس کروی+

سید میر خان سردار بہادر جاگیردار خانپور ضلع بلندشہر+

بالکشن بھاؤ پسر راجہ گورسرای ضلع جھانسی+

سید محمد محسن خان بہادر ذوالقدر ضلع الہ آباد+

راے آسا پال سنگہ بہادر+

میر مدد علیخان بہادر ضلع الہ آباد+

راے مانک چند مہاجن بھول پور ضلع الہ آباد

انکے سوا اور مجمع کثیر ممالک مغربی و شمالی کے کئی مقامات کے رئیسون کا موجود تھا۔

جب دربار عام مین تمام ہندوستانی رؤساے حاضر وقت کو صاحب سکرٹری گورنمنٹ اور صاحبان کمشنر قسمت بنارس اور الہ آباد جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے حضور مین پیش کر چکے اور وہ سب اپنی اپنی نذرین گذران چکے تب سر ولیم میور صاحب بہادر نے یہ تقریر فرمائی۔

ای مہاراجہ اور راجگان اور تعلقداران اور رؤسای ممالک مغربی و شمالی

مین چاہتا تھا کہ آپ لوگون سے دربار مین ملاقات کرون خصوص اون رؤساسے جو امسال قسمت ہای روہیلکھنڈ اور آگرہ اور الہ آباد کے اثناے دورہ مین میرے روبرو پیش نہین کیے گئے تھے اور اس غرض سی ممالک مغربی و شمالی کے اس دارالحکومت مین ایک دربار منعقد کیا جاے۔

پس یہ روز سالگرہ جناب حشمت مآب حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا کا ایک وقت مبارک اور ساعت سعید ہے اور ہم سب رعایاے خیرخواہ اور وفادار جو اسی روز مبارک کی تقریب سی اس وقت جمع ہوئے ہین جناب آلہی مین حضرت ملکہ معظمہ ممدوحہ کی ترقی عمر و دولت و اقبال کی دعا کرتے ہین۔

مین ممالک مغربی و شمالی کے اکثر اضلاع مین دورہ کر چکا ہون اور اس اثنا مین مجھکو یقین اس بات کا حاصل ہوا ہے کہ گذشتہ تیس سال کے عرصے مین ہر قسم کی ترقیان بہت جلد جلد ظہور مین آئی ہین اور حاضرین وقت مین سے جن صاحبون کو ایسا موقع ملا ہے جیسا کہ مجھے وہ میرے اس قول کی تائید کرینگے کہ اس درمیان مین رعایا کی رفاہ و آسایش مین بہت زیادہ ترقی ہوئی ہے چنانچہ ملک مین سڑکون کی طیار ہو جانے سے راہ آمد و رفت کی کشادہ ہو گئی اور اس سرزمین کی پیداوار اور دستکاریون کو بازار مین پہونچانے کے لیے گویا ہر نہج کی آسانیان حاصل ہین اور جہان افراط اور کثرت پیشتر نہ تھی وہان اب نہرون کے ذریعے سے موجود ہے اور تار برقی کے وسیلے سے تمام بڑے بڑے شہران ممالک کی گویا باہم ملے ہوئے ہین اور اس تمام فاصلے مین ریلوی جاری ہی اور رعایا کی دولت اور سرمایہ بہت افزایش پر ہے اور یہ سب فوائد آپکو سرکار انگریزی کی توجہ اور کوشش سی حاصل ہوئی ہین جو دل سے آپکے بہترین فوائد کی خواہان ہے۔

لیکن دو اور سررشتے اس نہج کے ہین جنکی ترقی بیشتر خود آپکی کوششون پر ہمیشہ منحصر رہیگی۔

اول اونمین سے انتظام صفائی کا ہے جسکے وسیلے سی شہرون اور قصبونکی اصلاح و زیبایش اور درستی اور صفائی کا بندوبست کیا گیا ہے اور محتاجون اور مریضون کی خبرگیری کے لیے شفاخانے وغیرہ مقرر ہوئی ہین اور اس باب مین جو بڑے بڑے فوائد سالہای گذشتہ مین حاصل ہوئے وہ زیادہ تر آپکی توجہ اور تندہی کی سبب سے ہوئے گورنمنٹ کی طرف سی شکریہ اون صاحبون کا جنھون نے بمنصب مینونسپل کمشنری کے اس عمدہ مقصد مین سعی و کوشش کی علی الخصوص مینونسپل کمیٹی بنارس اور الہ آباد اور مرزاپور اور کانپور کے شکر کا کہ اکثر اونمین سے اس دربار مین موجود ہین دل سے ادا کیا جاتا ہی اور ہر طرح سے مجھکو یقین واثق ہے کہ آپ کی

متواتر کوششون سے ایسے بڑے بڑے نتیجے پیدا ہونگے جنسے سال بسال آپ کے سپرد کیے ہوئے علاقون کے خلائق کے انبوہ کثیر کی بہبود و آسایش کی افزونی متصور ہے

دوسرا صیغہ جسکو سرکار آپکی اعانت اور امداد پر منحصر سمجھتی ہے تعلیم اور تربیت ہی اس امر مین جو صاحب گذشتہ تیس سال کے احوال پر نظر کرینگے اونکو بخوبی ذہن نشین ہو گا کہ بہ نسبت سڑکون اور ریلوے وغیرہ کے اس صیغہ سے لوگون کی حال مین ایک تبدیل عظیم وقوع مین آئی ہی جس وقت کہ مین ابتداءً ان ممالک مین آیا تھا اور اوسکی بعد چند سال تک جیسا آپ لوگونکو معلوم ہی لوگون کی تعلیم و تربیت کی کچھ وسیلے موجود نہ تھی یہان تک کہ بڑی بڑی شہرونمین سی بھی صرف تھوڑی شہرون مین مکتب تھے اور مفصل مین دور و دراز فاصلون پر کہین کہین دیہاتی مکتب کسی بڑے شخص کے دروازی پر نظر آتا تھا اور اوسمین محض ابتدائی تعلیم ہوتی تھی بخلاف اوسکے اب مینے خود دیکھا ہے کہ اس تمام ملک مین تعلیم و تربیت کے وسیلے پھیلے ہوئے ہین اور حلقہ بندی اور تحصیلی مکتبون مین ہر پرگنے کے اندر ہزارون طلبا تعلیم علوم معقول اور مفید سے فیض یاب ہوتے ہین لیکن اس امر کی ترقی کے لیے سرکار آپ سبھون کی مدد کی نہایت ضرورت رکھتی ہے اور مجھکو یقین ہے کہ آپ لوگ بلا دریغ اس بات مین شریک ہونگے اور آپ سب جو تعلقدار اور زمیندار ہین دیہاتی مکتبون کے پھیلانے اور بڑھانے مین اور خود اونکے ملاحظہ اور معاینہ کرنے سے سرکار کو عمدہ مدد دے سکتے ہین اور آپکی داب سی آپکی رعایا ان فوائد کو جو ان مکتبونسے متصور ہین بخوبی حاصل کر سکتی ہے

اس نظر سے بوجوہ پایا جاتا ہے کہ ہم بہ نسبت اہالی بنگالہ کے زیادہ ترقی پر ہین لیکن ایک اور بات مین ہم اون سے بہت پیچھے پڑے ہوئے ہین اور وہ یہ ہی کہ اعلی درجہ کی تعلیم یہان کمتر ہوتی ہے اور سب سی بہتر تجربہ اس بات کا یونیورسٹی کے خطاب کی حاصل ہونے سے ہوتا ہی چنانچہ بنگالہ مین سیکڑون طلبا وہان کے یہ خطاب حاصل کرتے ہین بخلاف یہانکی کہ یہان اس خطاب والونکی تعداد کو اکائیون مین بھی شمار کرنے کی نوبت مشکل پہونچتی ہے اور یہی حال عمدہ اور بیش قرار تنخواہ کے عہدون کا بھی ہے چنانچہ دیکھیے کہ بہت سی عہدون پر بنگالی بابو مامور ہین اور کسی طرف آپ نظر کرین خواہ سررشتہ تعلیم خواہ ریلوی خواہ تار برقی خواہ صیغۂ ڈاکٹری خواہ عہدہ ہاے قانونی خواہ سررشتہ عمارت

سب سررشتونمین جہان زبان انگریزی اور علوم کے اعلے درجے کی واقفیت مطلوب ہی یعنی تمام اچھی اور بڑی
تنخواہ کے عہدون پر آپ دیکھینگے کہ بہ نسبت اس ملک کے لوگون کے بنگالی ہی کامیاب ہوتے ہین اور اب وہ اس ملک مین
اگر اوس استحقاق پر کہ جو آپ لوگونکی میراث ہی قبضہ کرتے جاتے ہین بلاشک آپ نے اخبارونمین ملاحظہ کیا ہوگا کہ تین چار
نوجوان بنگالی ملازمان متعہد کا امتحان ولایت مین دیکر کامیاب ہوئے ہین اور یہ لوگ اب آپ کے حاکم بھی ہوجاینگے
خیر اگر آپ اسی حال پر قانع ہین تو رہئے لیکن مجھکو آپ سی زیادہ تر امید ہی اور اس طور پر آپکی ہمت کو مین بڑھایا چاہتا ہون
تو اوس سی یہ نہ خیال ہو کہ بنگالی بابوون کی مذمت واہانت کرتا ہون حاشا یہ ہرگز میرا مقصود نہین ہے بلکہ مین
اونکی بلند ہمتی اور جفاکشی پر تحسین اور آفرین کرتا ہون اور عمدہ تر بات یہ ہی کہ جو بنگالی اس ملک مین آکر رہے ہین
مین اونسے اون امور مین کہ جنکا اوپر ذکر کیا گیا امداد و اعانت عظیم کی امید رکھتا ہون لیکن اے صاحبو چونکہ مجھکو
آپ کی ملک سی تعلق ہے اور بنگالہ سے علاقہ نہین اس واسطے مین اپنی تہ دل سے آپ کی فوائد اور اعزاز و اکرام کا خواہان
ہون اور مین آپ کو متنبہ کرتا ہون کہ اگر آپ خود اپنی اس خواب غفلت سی بیدار نہونگے تو آپ اور آپ کی اولاد تمام
علم و دانش کی طریقون مین پیچھے پڑے رہ جاینگے اور وقت نکل جانے کے بعد آپ ناامیدی کی حالت مین اپنی غلطی
سے آگاہ ہونگے —

بدین وجہ مجھکو اس بات کی سننے سی نہایت خوشنودی حاصل ہوئی ہے کہ آپ مین سے چند صاحبون نے
اس مقام الہ آباد مین مدرسہ قائم ہونے کے لیے روپیہ بہم پہونچانے کی تدبیر شروع کی ہے اور مجھہ سے بیان
کیا گیا ہے کہ اون مین سے نام گیا پرشاد اور بابو پیاری موہن اور رامیشور چودہری کے بڑھکر ہین
پس اون صاحبون کا اور آپ سب کا جو اس کام مین شریک ہین مین سرکار کی طرف سی شکریہ ادا کرتا ہون اور
کورٹ صاحب کمشنر اور کیمپسن صاحب دائرکٹر سررشتہ تعلیم اور رابرٹسن صاحب مجسٹریٹ ضلع الہ آباد اس
تدبیر کے پیش جانے مین آپ سب صاحبون کی مدد کے واسطے مستعد ہین اور سرکار کی توجہ بھی بہر صورت اوسکی
اجرا مین ہر وقت رہیگی فی الحقیقت یہ مقام الہ آباد کہ اب پھر دار الحکومت اس ملک کا ہوا لائق اسکے ہی کہ اسطرح کا

مدرسہ یہان قائم کیا جاے آپ کو یاد ہوگا کہ جس وقت ممالک مغربی وشمالی کے واسطے عہدۂ گورنری کا مقرر ہوا تھا یہی مقام الہ آباد دار الحکومت قرار دیا گیا تھا چنانچہ عدالت صدر اور نظامت اور محکمۂ بورڈ یہ سب یہان تھی من بعد مقام آگرہ صدر قرار پایا اور اب زمانۂ غدر سے بسبب انقلاب حالات مقام استقرار گورنمنٹ اور محکمۂ بورڈ پھر الہ آباد ہوا اور آخر کو عدالت ہائی کورٹ بھی یہان آگئی اب یہ شہر بعد کلکتہ اور بمبئی کے سب سے بڑا شہر اور نہایت عمدہ مقام مرکز ہند ہو جائیگا فی الواقع اب تک تعلیم بطرز احسن آپکو ڈاکٹر اوین صاحب اور پادری والش صاحب اور پادری ڈیوس صاحب کے مدرسون کے ذریعہ سے حاصل ہوتی رہی ہے اور بلحاظ اون عمدہ مواقع حصول علم کے جو اونسے آپ کی لڑکونکی تعلیم و تربیت کی واسطے حاصل ہوئی یہ صاحب لائق تحسین و آفرین سرکار اور آپکی احسانمندی اور ممنونی کے ہین لیکن اس وجہ سے کہ یہ شہر اب جلد وسعت پکڑتا جاتا ہے اور رونق تازہ اسکو روز بروز حاصل ہوتی ہے ضرور ہوا کہ لائق دار الحکومت کی مدارس وغیرہ بھی اوسمین ہون اس واسطے مجھکو امید ہے کہ آپ سرکار کی اعانت مین کوشش اس طور پر کرینگے کہ عرصۂ مناسب کے اندر الہ آباد مین مدرسہ قائم ہو جائیگا اور آخر کو یہان یونیورسٹی اور ڈاکٹری مدرسے وغیرہ امور افادۂ عام جو شایان دار الحکومت ممالک شمالی ہند کی ہون موجود ہو جائینگے۔

مین منّت اور سماجت کرتا ہون کہ ان تمام امور مین آپ سی فیاضی قابل تحسین کے ظہور مین آئی جو اشخاص کہ بہت آمدنی رکھتے ہین وہ کئی سو روپیہ لکھکر اوسپر اکتفا کرتے ہین اور پھر اس بات پر فخر کرتے ہین کہ ہمنی ایسی فیاضی کی گویا حاتم وقت ہوگئے لیکن اے صاحبو جو عالی ہمتی اور فیاضی کہ دوسرے ملک مثل بمبئی وغیرہ کے دولتمندون نے اپنے ملک کی لوگون کے فائدہ کے لیے اس قسم کے امور مفیدہ عام مین مدد کرنے سے کی ہے اوسپر نظر کرو مینے سنا ہے کہ مہاراجہ بلرام پور نے حال مین ایک لاکھ روپیہ لکھنؤ مین ایک دار الشفا کے واسطے دیا ہی کاش ایسے فیاض اور بلند ہمت لوگ ممالک مغربی و شمالی مین بھی پیدا ہوتے اے صاحبو یہ دولت آپکو صرف اپنی تمتع کے واسطے نہین بخشی گئی ہے بلکہ اس لیے ہے کہ جو آپ کی گرد و پیش ہین وہ بھی اوس سے منتفع ہون اور بعد اسکے

آپکو اوسکا حساب دینا ہوگا یہ ودیعت ایزدی ہے اسکو بہترین کامون مین خرچ کرنا مناسب ہی ضرور اپنے اہل
وعیال کے لیے حصہ مناسب چھوڑو لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ اس امر سے بھی زیادہ ایک اور امر تمھاری اوپر فرض ہے
یعنی اپنی اولاد اور اون اشخاص کی تربیت کے لیے جو تمھارے گرد وپیش ہین وہ سامان مہیا کرنا کہ حسب مقتضاے
وقت اونکو تعلیم حاصل ہو۔

اور جس حال مین کہ آپ دیہاتی مکتبون اور شہر کے مکتبون اور مدرسون کی ترقی پر مستعد ہون آپکو یہ بھی
یاد رکھنا چاہیے کہ بغیر مستورات کی تعلیم کے آپکی یہ کوششین نامکمل رہینگی اس وقت اس مضمون پر گفتگو کرنیکا
ارادہ ہوا لیکن جو کہ علم اور دانش ہر قوم کی حقیقی زیب وزینت ہی پس اوس قوم کے حق مین کیا کہنا چاہیے
جو عمداً اپنے گروہ کے نصف اشخاص کو تعلیم کے فوائد سے محروم رکھی جو ناانصافی کہ اس محل مین فرقۂ نسوان کی نسبت
کی جاتی ہے مین بالفعل ذکر اوسکا نہین کرتا لیکن اس قدر کہتا ہون کہ جب تک آپکی مستورات تعلیم یافتہ نہونگی
آپ کی اولاد عقل ودانش کے حاصل کرنے مین ہمیشہ پس پا رہیگی کیونکہ سب سی بہتر اور نہایت عمدہ تعلیم وہی ہے
جو کہ لڑکا ابتداءً اپنے گھر مین حاصل کرتا ہے۔

مین آپ سی یہ تمنا ظاہر کرتا ہون کہ میرا عہد حکومت اس ملک کی رعایا کی تعلیم اور تربیت اور عقل ودانش کی
اصل ترقی کا زمانہ گنا جاے البتہ یہ بات مستحسن ہی کہ آپکے شہر عمارات خوش اسلوب اور مفید سے مزین ہون
اور لوگون کی آسایش وآرام کے لیے رمنے اور باغیچے اور سڑکین بنائی جائین اور ایسے کامون کو ترقی پر دیکھنے سے
مین بہت خوش ہونگا لیکن میری حکومت کے زمانے مین اگر صرف تعلیم وتربیت اور تہذیب اخلاق اور دانش کی بنیاد
عمیق اور مستحکم ہو اور بڑھتی جاے تو مین اوسکو نہایت عمدہ صلہ اپنی کوششون کا سمجھونگا مجھکو اپنے تمام مقاصد اور
انتظامات مین اوس خداے عزوجل کی جناب سی استعانت کرنی چاہیے جسکی بغیر کوئی چیز مضبوط اور کوئی شی پاک نہین ہوتی
پس اگر وہ اعانت حاصل ہو تو ہم سب اپنی ان کوششون مین کامیاب ہونگے۔

بعد اوسکی صاحب سکرٹری نی میر مددعلی ڈپٹی کلکٹر اور ڈپٹی مجسٹریٹ کھیراگڈہ کو پیش کیا۔

نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر نے حاضرین دربار سے فرمایا کہ جناب سر جان لارنس سابق گورنر جنرل بہادر ہند کا سب سے پچھلا کام یہ تھا کہ ممالک مغربی و شمالی کے دو شخص مستحق کو عطاے خطاب عزت و توقیر سے ممتاز فرمایا ایک لچھمن سنگہ تعلقدار کراولی ضلع مین پوری کو جو اس دربار مین موجود ہین ایام غدر کی خدمات پسندیدہ و نیز تمام صیغہ انتظام ملکی خصوص سر رشتہ تعلیم مین مدد دینی کی جلدو مین خطاب راجگی کا مرحمت کیا چنانچہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے بمقام آگرہ جو حال مین دربار فرمایا تھا لچھمن سنگہ کو سند خطاب مذکور کی عطا کی۔

دوسرا خطاب خان بہادری کا میر مدد علی کو عنایت کیا اس عمدہ عہدہ دار نے نہایت پسندیدہ خدمات ایام بغاوت مین کین اور اوس وقت سے تمامی اقسام امور انتظام ملکی مین اس طرح کی مدد نمایان کی کہ رکٹس صاحب مجسٹریٹ سابق اور کورٹ صاحب کمشنر اور نیز صاحب مجسٹریٹ حال نے اس امتیاز خاص کے لائق ہونے کی کیفیت اوسکی حق مین گورنمنٹ مین بھیجی علاوہ اسکے جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے یہ بھی فرمایا کہ میر مدد علیخان بہادر استحقاق اس سال اون کامون کے اہتمام مین جو قحط زدگان کی پرورش کیلیے جانب جنوب دریای جمن کے جاری ہین اوسکی جانفشانی اور کوششون سے گورنمنٹ پر اور زیادہ ہوئی پس جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے نہایت خوشی سے سند اوس امتیاز کی جو مشارالیہ نے اپنی لیاقت سے حاصل کی تھی عنایت کی اور خلعت مناسب وقت عطا فرمایا۔

پھر صاحب سکرٹری گورنمنٹ اور صاحب ڈائرکٹر سر رشتہ تعلیم ممالک مغربی و شمالی نے پنڈت بابو دیو شاستری کو پیش کیا اور اوس وقت جناب سر ولیم میور صاحب بہادر نے دربار مین یہ تقریر فرمائی۔

آپ سب صاحبون کو یاد ہوگا کہ سال گذشتہ مین بنظر ترغیب تالیف ہندوستان کی دیسی زبان کی کتابون کے جنکی قلت کے سبب رعایا کی تعلیم کے رواج مین نہایت حرج واقع ہے مینے ایک اشتہار اس مضمون سے کیا تھا کہ زبان اردو یا ہندی مین جو جو کتابین لائق پسند تالیف ہون تو ایک ایک ہزار روپیہ انعام مرحمت کیا جائیگا واضح ہو کہ بابو دیو شاستری نے ایک کتاب بے نظیر بیج گنت جبر و مقابلہ کی زبان ہندی مین تالیف کی ہے اور یہ پہلی تالیف ہی جسکے واسطے پورا انعام ہزار روپیہ کا تجویز کیا گیا اور اونھون نے محض انعام زر کی لالچ سے اس تالیف مین

ہمت صرف نہین کی بلکہ یہ ایک ایسے پنڈت ہین جنکو علم دانش کا ذوق محض اوسی کے حصول کے واسطے ہے
چند سال گذرے کہ اونھون نے ایک کتاب اسی مضمون کی تالیف کی تھی جو درحقیقت اصل مادہ اس تصنیف کا ہے
اور جسکے واسطے جناب طامسن صاحب مرحوم کی عہد مین دو ہزار روپیہ مرحمت کیے گئے تھے اوس وقت سے
یہ پنڈت صاحب برابر مطالعہ مین مصروف رہے اور اس قدر رتبہ حاصل کیا کہ اونکی شہرت نہ صرف اونھین کے ملک مین
ہوئی (کیونکہ اونکا نام دکھن مین بنبئی تک معروف و مشہور ہے) بلکہ فضلای ممالک یوروپ مین بھی اونکی ناموری ہے
ای بابو دیو شاستری مین آپ کو روبرو آپ کی ہمشہرا و ہموطنون کے یہ کیسہ ایک ہزار روپیہ کا مع خلعت بجلدوی آپکی
فضیلت علم کے بطور انعام دیتا ہون اور مین بدل امید رکھتا ہون کہ اور لوگ بھی مثل آپ کی مستحق اس عنایت کے ہون
اور یہ انعام اسی قسم کے اون بہت انعامو مین سے پہلا انعام ہو جو اس ملک کی دیسی زبان کی عمدہ تالیف کی لیے
دیے جائین —

اسکے بعد نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے ایک چاندی کی گھڑی ماتادیال اول مدرس مکتب تحصیلی مقام اہروره
واقع ضلع مرزاپور کو بجلدوی اوسکی موثر او رپسندیدہ کوششون کے جنکی تصدیق صاحب کمشنر اور صاحب ڈائرکٹر
سرشتہ تعلیم اور کئی عہدہ داران سرکاری نے کی ہے عطا فرمائی —

بس جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر دربار سے تشریف لی گئے اور شلک معمولی سر ہوئی اور دربار برخاست ہوا —

نمبر ۹

علیگڈہ کی ہائی اسکول کا جاری ہونا

ماہ فروری ۱۸۷۳ء

---

۷ فروری کو جناب معلی القاب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے علیگڈہ کے مدرسۂ نوتعمیر کو ملاحظہ فرمایا اور اوسکو واسطے اغراض تعلیم و تربیت کے جاری کیا

اول چیس صاحب مجسٹریٹ اور کلکٹر ضلع نے کیفیت مدرسی کی اور بعد ازان ایک تقریر راجہ جی کشن داس نے ارباب جلسہ کے روبرو پڑھی اور اوسکے بعد عالی جناب حضور سر ولیم میور صاحب بہادر کرسی سے کھڑے ہوئے اور اول میم صاحبون اور صاحبان انگریز حاضر وقت کی طرف خطاب فرما کر زبان انگریزی مین اون سبھون کا شکریہ ادا کیا جنھون نے اسکول کی عمارت کی تعمیر مین مدد کی تھی اور اوسکے تعمیر کے فوائد بیان کیے بعد اوس کے ہندوستانی رئیسون کی طرف متوجہ ہوکر اردو زبان مین یہ ارشاد فرمایا

اے راجہ ٹیکم سنگہ اور راجہ جی کشن داس اور تعلقداران اور رؤسای علیگڈہ

مجھکو اس مدرسے کے کھلنے کے وقت جسکی یہ عمارت خوش اسلوب اور وسیع واسطے اغراض تعلیم و تربیت کے نہایت موزون ہے یہان موجود ہونے سے مسرت خاص حاصل ہوئی جو عبارت تعریف و توصیف آمیز کہ راجہ جی کشن داس نے نسبت میری ابھی پڑھکر سنائی اوسکا بھی شکریہ مجھپر واجب ہے اور اب مین گورنمنٹ کی طرف سے شکریہ اون اشخاص کا ادا کرتا ہون جنھون نے اس عمارت کی تعمیر مین مدد کی ہے سنہ گذشتہ کے ماہ اپریل مین اس عمارت کی بنیاد جارج لارنس صاحب نے قائم کی تھی اور اس عرصۂ قلیل مین اوس کا اختتام کو پہونچنا

جیمس صاحب مجسٹریٹ اور کلکٹر ضلع اور راجہ جی کشن داس اور لالہ دیبی پرشاد کی توجہ خاطر اور بالخصوص
بلیکٹ صاحب کی عنایت اور اعانت سے ہوا ان سب صاحبون اور ارباب مینونسپل کمیٹی کا جنھون نے
نصف خرچ اوسکی تعمیر کا دیا اور ۲۰۰ ماہوار اوسکے اخراجات کے لیے دیتے ہین مین دل سے شکر گذار ہون عبارت
جیمس صاحب نے ابھی پڑھی اوس سے آپکو مختصر حال اس مدرسے کا معلوم ہوا کئی سال گذرے کہ یہان ایک چھوٹا سا
مکتب مقرر ہوا تھا لیکن بعد ۱۸۵۷ء کے رقم اون اخراجات کی جو رڑکی کے اسکول کے لیے مقرر ہوئی تھی یہان کیواسطے
منتقل کی گئی اور یہ نیا اسکول اس ملک کی عمدہ اسکولون مین سے ہو گیا اس موقع پر ذکر کرنا اس بات کا بھی
جو مجھکو کیمپسن صاحب سے دریافت ہوئی مناسب ہے یعنے یہ کہ ترقی اس امر کی بشیتر لالہ بینی پرشاد متوفی
مدرس سابق کی سعی اور کوششون سے ہوئی ہے اور اسکی ترقی کی بنیاد اوسی کی ڈالی ہوئی ہے اسواسطے واجب ہوا
کہ اس وقت اوسکی نام کا ذکر فرو گذاشت نہ کیا جاے۔

۱۸۶۸ء مین یہانکی تین طالب علم یونیورسٹی کی امتحان مین کامیاب ہوئی لیکن افسوس ہے کہ ۱۸۶۹ء کی امتحان مین
کوئی طالب علم کامیاب نہو سکا مجھکو امید ہے کہ اس مکان نو تعمیر مین مدرسے کے جاری ہونے سے اسکی کامیابی کا نیا زمانہ
شروع ہو گا اور اے طالب علمو اس امید کا پورا ہونا تمھاری کوششون پر منحصر ہے اگر تم محنت و شفقت اپنی تحصیل مین کروگی تو یقین ہے
کہ تم کامیاب ہوگے اور مجھکو یہ بھی امید ہے کہ اس مدرسے سے کئی طالب علم خطاب یونیورسٹی کی حاصل کرینگی اور اسکے بیشمار سلسلے عمدہ اور
معزز روزگار کی تمھاری واسطے موجود ہین اونمین تم اعزاز و اکرام حاصل کروگے اور مین تم سب طالب علمون کو جو اس وقت میری روبرو موجود ہو
یہ بات ذہن نشین کرتا ہون کہ اسکول یا کالج کو چھوڑنے کی بعد بھی اگر تم مطالعہ کتب کا کرتی رہوگی تو بہت فائدہ حاصل ہوگا یہ ایک دستور عام پڑگیا ہے
کہ جہان مدرسے سے نکلے کتابون اور تحصیل علم سے کچھ غرض نہین رکھتے ہین لیکن سچا طالب علم جو درحقیقت شوق تحصیل کا رکھتا ہے
وہی ہے کہ عمر بھر کتب کا مطالعہ اور علوم کی پیروی کرتا رہے اگر ایسا کروگے تو امید ہے کہ تم مین سے بعض ایسے پیدا ہون
جو علم و ادب کی کتابون کی تصنیف کرنے سے اپنی ملک کو فائدہ عظیم پہونچاوین و بخصوص اس لیے کہ علیگڈہ انسٹیٹیوٹ کے
وہ شرکا جنکو اس امر کی طرف التفات خاص ہے اس وقت موجود ہین چند فقرات اور اس باب مین بیان کرتا ہون

مطابق اشتہار انعام تصنیفات کی سیکڑون کتابین بامید انعام پیش کی گئین ہین لیکن اون مین سے بہت تھوڑی قابل پسند نکلین بلکہ اب تک صرف دو کتابین ایسی تھین جو پورے ہزار ہزار روپیہ کے انعام کی لائق تھین اور خصوص ایک امر مین مجھکو مایوسی ہے کہ مضمون نوطرز اور طبع زاد نہین لکھا گیا سب کتابین اوسی ایک پرانے ڈھنگ پر لکھی گیئن ہین اور مصنف اوس پرانے بندھے ہوئے طریقے کی پیروی کیے جاتے ہین حال آنکہ علم کی میدان وسیع مین خیالات جدید اور مضامین تازہ کے واسطے بہت وسعت اور فراخی موجود ہے ایک اور تشبیہ اسکی یہ ہے کہ زر کی تلاش مین تم ایک اوسی پورانی کھان کو کھودے جاتے ہو جو سیکڑون برس سے جاری ہے اور نہین جانتے کہ تمام میدان زرخیز پڑا ہوا ہے اور ہزارون طرف سی سراغ اوس مقام تک پہونچ سکتا ہی جہان سے معانی کے جواہر بے بہا حاصل ہون۔

اِس مدرسے سے ایک اور خاص فائدہ کی امید یہ ہے کہ دیہات کے تحصیلی اور حلقہ بندی کی مکتبون سے اچھے طالب علم اگر اس مدرسے کی متعلق جو بورڈنگ ہوس ہی اوسمین رہا کرینگے ہمکو دورے مین ہر روز بہت دیہاتی مکتبون کے طالب علم ملتے ہین جنھون نے خوب ترقی کی ہے اور اونمین یہ ہمت اور ارادہ لائق تحسین و آفرین کے پایا جاتا ہے کہ ضلع کے اسکول مین جا کر اپنی تحصیل کی تکمیل کرین اور آخر کو رُوڑکی کالج یا آگرہ کالج یا اور کسی بڑی مدرسے مین پڑھین ایسے طالب علمون کی واسطے جلد اِس مدرسے کی قریب ایک مکان وسیع طیار کیا جائیگا اور اوسکی واسطی اہتمام شایستہ کا بندوبست ہوگا۔

درباب دیہاتی یعنی حلقہ بندی مکتبون کے اِس موقع پر ایک اور امر کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ بعضون نے ان مکتبون کی تعلیم کی تحقیر کی مین صرف یہ کہہ سکتا ہون کہ ضلع کے دورے کے اثنا مین ہر نہج سے مجھکو یہ اطمینان حاصل ہوا کہ تعلیم جو اون مکتبون مین ہوتی ہے وہ عموماً اچھی ہے اور محنت و مشقت کی ایسے آثار پائے جاتے ہین کہ بالکل منافی اِس رائے کے ہین بعض دیہاتی مکتبون مین اوپر کی جماعتون کی تحصیل علم بالکل تحصیلی مکتبون کی تعلیم کی برابر ہے مثلاً کل ہی مینے ایک جماعت دیکھی جسمین لڑکون نے دسوان مقالہ اقلیدس کا پڑھ لیا ہے اور یہ ایسی ترقی ہے کہ انگلستان کے دیہاتی مکتبون مین بھی تھوڑے اسکا دعوے کر سکتے ہین یہ سچ ہے کہ بلحاظ مردم شماری اِس ملک کے

تعداد طلبہ کی بہت کم ہے چاہیے تھا کہ بجاے سیکڑون کے ہر پرگنہ مین ہزارون اور دیہاتی مکتبون مین لاکھون پڑھتے لیکن علاج اِسکا یہ تحقیر خلاف واقع نہین ہے بلکہ اسکی تدبیر خود آپ لوگون کی ہاتھ مین ہے اگر آپ لوگ حلقہ بندی مکتبون سے کوئی بہتر تدبیر جانتے ہین تو بیان کیجیے لیکن میری دانست مین کوئی بہتر تدبیر نہین اور سرکار جو کچھ کہ اوسکے اختیار مین ہے وہ سب کر رہی ہے لیکن جاننا چاہیے کہ کرورون آدمیونکو تعلیم کرنا ایک کار عظیم ہے اور بغیر آپ لوگون کی مدد کے اس انبوہ کثیر کو نور علم سے بہرہ پہونچانے مین جیسی کہ چاہیے کامیابی حاصل نہین ہوسکتی ہے پس ہر شخص کو لازم ہے کہ اپنی لیاقت کی موافق دل و جان سے سرکار کی مدد کرے تاکہ جلد ترقی حاصل ہو—

اے صاحبو اب مین پھر آپ لوگون کو اس مدرسے کی عمارت کی لیے مبارکباد دیتا ہون کہ اوس سے تمھارے شہر کی زینت ہے اور مجھکو امید ہے کہ ترقی تعلیم و تربیت مین اس سے بہت مدد پہونچیگی اور اب مین یہ کہتا ہون کہ اس عمارت مین مدرسہ جاری ہو—

نمبر ۱۰

جلسۂ عام جو ۱۲ مئی ۱۸۷۸ء کو بمقام الہ آباد مہاراجہ بنارس کی کوٹھی واقع بروا گھاٹ مین برا د انسداد فضول خرچی شادی کی منعقد ہوا

راے بختاور سنگہ جج ماتحت ضلع الہ آباد نے تقریر کی پھر منشی پیاری لعل نے ایک کیفیت کارروائی کی پڑہی بعد ازان جناب مستطاب امیر کبیر کیوان جاہ نواب سر ولیم میور صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اوٹھکر یہ بیان فرمایا کہ اس مجلس مین ہمارے آنے کی صرف یہی غرض تھی کہ آپ کی کارروائیون کو ملاحظہ کرین اور یہان خود موجود ہوکر اون کارروائیون کی نسبت اپنی پسندیدگی اور التفات ظاہر کرین ہمارا یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امر مین تقریر کرین اور نہ اب اس وقت یہ مقصود ہے کہ حاضرین مجلس کی طرف اس باب مین کچھ خطاب کرین مین آپ سب صاحبون پر صرف یہی ظاہر کیا چاہتا ہون کہ آپکی اس تجویز کو مین دل سے پسند کرتا ہون اور اس بات کی مجھکو خوشی حاصل ہوئی کہ اس قدر اجتماع رئیسون کا اس مجلس مین ہوا اور آپکا یہ ارادہ ہے کہ شادیونمین جو فضول خرچیان کی جاتی ہین وہ موقوف کیجائین —

جو کچھ کہ راے بختاور سنگہ نے اس قدر بلاغت سے بیان کیا وہ نہایت راست و درست ہی اور اس قابل ہی کہ آپ سب صاحب دل سے اوسپر توجہ کرین اونھون نے اس باب مین تین امر بیان کیے ہین اول یہ کہ شادیونمین فضول خرچیان ہوتی ہین اور اسی سے دو اور بڑی قباحتین یعنی دختر کشی اور لڑکیون کا چرالیجانا پیدا ہوتا ہی البتہ ان دو اخیر قباحتونکا

انسداد سرکار کی طرف سے ہوسکتا ہے اور دخترکشی کے باب مین جو لوگون کی خباثت اور وحشی پن
راے صاحب نی بیان کیا اوسمین کچھ مبالغہ نہین ہے اونکا یہ قول ہے کہ اس حرکت قبیح سی ہندوستان کی لوگ
مثل وحشیون اور جانورون کے ہین اگر وہ کچھ اس سے بھی زیادہ کہتے تو فی الواقع بجا تھا کیونکہ وحشی جانور
اپنے بچون کو پالتے ہین اور اونکی پرورش کرتے ہین بخلاف اسکی یہان کے لوگ آدمی ہوکر اپنے بچون کو کہ وہ عمدہ
اور عزیز نعمت خداداد ہے اپنے ہاتھ سے ضائع کر ڈالتے ہین سرکار کی اب تجویز مصمم ہے کہ اس قبیح اور بیرحمی کے
دستور کا انسداد کرے اور اسکے دفع کرنے کے لیے موثر تدبیرین عمل مین آئینگی ہم چاہتے ہین اور امید رکھتے ہین
کہ ہمارے عہد حکومت تک ممالک مغربی و شمالی کے ہر اطراف سی یہ جرم بالکل موقوف ہو جائیگا لیکن جس قدر
کہ ان امور مین سرکار مداخلت کرسکتی ہے اوسی قدر فضول خرچی مین نہین کرسکتی مگر فضول خرچی سے
نیت فاسد دخترکشی کی پیدا ہوتی ہے پس چاہیے کہ اسکا انسداد کیا جاے اور اوسکی تدبیر آپ لوگ عمل مین لائین
اور یہی وجہ ہے کہ مین ایسی مجلسون کو جیسی کہ یہ بالفعل ہوئی بخوشی پسند کرتا ہون راے بختاور سنگہ نے
اس بیوقوفی کے رسم کا بیان خوب کیا ہے آپ لوگ اپنی طفولیت کی وقت سی اس دستور کے دیکھنے کی عادی ہین
مگر ہم لوگ جو ایک ملک غیر سے یہان آئے ہین ہمکو یہ بات نہایت نازیبا اور بیہودہ معلوم ہوتی ہی کہ لوگ شادیون مین
اتنا خرچ بیفائدہ کرین جو اونکی بساط سے زیادہ ہو اور اسی سبب سی آخر کو نوبت فاقہ کشی کی پہونچے
اور وہی فاقہ کشی سبب بہت بڑی بڑی قباحتون اور مصیبت کی اور بڑے بڑے خاندانون کی خرابی اور ابتری کا
اس ملک کے لوگون کے واسطے ہو چنانچہ یہی جڑ دخترکشی کی ہے اور اس طریقے زبون کی بیخ کنی کی لیے
لالہ پیارے لعل نے اپنی عمر صرف کی ہے اور جیسا کہ آپ نی سنا یہ شخص اس تمام ملک مین پھرا ہے اور
اسی غرض سے تین سو بڑی بڑی مجلسین اور پنچایتین ہوئی ہین یہ شخص لائق اسکے ہی کہ سرکار کی طرف سے
اور سب لوگون کی طرف سی اوسکا شکریہ ادا کیا جاے اور بیشک یہ زیبا نہین ہے کہ اس امر کی نسبت
اور مقامات مین اس قدر پیروی ہو اور اس مقام دار القرار گورنمنٹ مین کچھ نکیا جاے بلکہ واجب یہ ہے

کہ ایسے امور کا آغاز اس الہ آباد سے کیا جاے تاکہ اس ملک کے اور مقامات کے واسطے وہ ایک نمونہ ہو اور
مجھکو امید ہے کہ اس مجلس کے بعد شادیون مین کفایت شعاری اختیار کرنے کے لیے معقول اور مناسب تدبیرین
عمل مین آئینگی اور جس وقت کہ مین اس دار القرار گورنمنٹ مین پھر آؤن تو دیکھون کہ اس امر کی تجویزون مین
آپ بخوبی کامیاب ہوئے آپ لوگون نے مجھسے استدعا کی کہ مین آپکی کوششون مین معاون اور مددگار ہون
اور اس مجلس کا سرپرست قرار دیا جاؤن سو مین اس درخواست کو بخوشی منظور کرتا ہون اور اس عمدہ تجویز کی
مدد اور اعانت کرنے کے لیے جو کچھ کہ ہو سکتا ہی بلا دریغ اور بخوشی میری طرف سے وقوع مین آئیگا۔

نمبر ۱۱

دربار جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر واقع گورکھپور

ماه جنوری سنہ ۱۸۷۱ع

---

۶ - جنوری سنہ ۱۸۷۱ع روز جمعہ دوپہر کے وقت گورکھپور مین جناب نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی دام اقبالہ کا دربار منعقد ہوا راجگان مفصلۂ ذیل یعنی —

راجہ لعل مہندر سنگہ سی ایس آئی راجہ بانسی *

راجہ رودر پرتاب سنگہ راجہ انول *

راجہ اودے نراین مل راجہ مجھولی *

راجہ سیتا بخش راجہ بستی *

راجہ کرشن پرتاب ساہی راجہ تمکوئی *

راجہ مہادیو چند راجہ گوپال پور *

مع تمام رؤسا، اور مہاجنان اور جاگیرداران اور عہدہ داران سرکاری دونون ضلع گورکھپور اور بستی کے حاضر تھے *

جب وہ سب پیش کیے گئے اور حضوری سے مشرف ہوچکے تب جناب نواب محتشم الیہم نے اپنی کرسی سے کھڑے ہوکر اردو زبان مین یہ ارشاد فرمایا

اے راجگان و تعلقداران و رؤسائے گورکھپور و بستی

اس موقع کا حاصل ہونا کہ مین آپ کی ضلع مین آکر دربار مین آپ لوگون سے ملاقات کرون باعث میری خوشی کا ہے

اٹھارہ برس ہوئے کہ جناب **طامسن** صاحب بہادر مرحوم لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی جب دورے کی
تقریب سے یہان آئے تھے تو مین بھی اونکی ہمراہ اس ضلع مین آیا تھا اس عرصے مین ایسا تغیر یہان نہین ہوا جیسا کہ
اور اطراف مین زراعت مین البتہ ترقی ہوئی اور جنگل بہت صاف ہوکر کاشت اور تردد ہوا آپکا ضلع بہت خوش نما
اور سیراب اور سرسبز ہے کہ یہان سوتے اور جھیل بکثرت ہین جنسے آب پاشی نہایت محنت اور کوشش سی ہوتی ہے
پیدا وار بہت خوب ہی اور خدا کے فضل سے فصل بہت اچھی ہونے کی امید ہے لیکن یہ ضلع اور اطراف سی دور ہے
اور گھاگرا اور راور دریا اسکے اور اور اضلاع کے بیچ مین حائل ہین اور اگرچہ اون دریاؤن کے سبب سی تجارت
اور جنس لانے لیجانے مین آسانی ہوتی ہے تو بھی اونسے عبور کرنا مشکل ہوتا ہے اور شائد اسکو عرصہ کھنچے
کہ ریل کی فوائد اس ضلع مین پہونچین ہرچند اس سبب سی اور اضلاع سے منقطع اور گویا دنیا کے کنارے آپڑا ہے
مگر یہ بات اسکی مانع نہین ہے کہ اور امور یعنی اخلاق اور شہر کی آراستگی اور رعایا کی شایستگی اور روشنضمیری مین
مثل اور مقامون کے اسکی بھی ترقی نہو خصوصاً تعلیم کے باب مین اسباب تعلیم کچھ مکان پر موقوف نہین جہان محنت
اور مستعدی ہو وہان لڑکے وہی فوائد تعلیم کے پا سکتے ہین جیسا کہ اور اطراف مین —

فی الواقع یہان اس بات کی دیکھنے سے مین بہت خوش ہون کہ تعلیم کی باب مین اس عرصے مین ترقی ہوئی جب پہلے
مین اس ضلع مین آیا تو بجز اسکے کہ کہین کہین دیہات مین چھوٹے چھوٹے دیہاتی مکتب تھے اور اچھے مکتب یہان نہ تھے
اور صورت تعلیم کی ناقص تھی اب بسبب انتظام حلقہ بندی اسکولون کے دونون ضلع کے ہر اطراف مین مکتب
بکثرت ہین یہان تک کہ ہر شخص جو اپنے لڑکون کی تعلیم چاہے اوسکے لیے اچھی تربیت کے اسباب مہیا ہین
اس بات کے ثبوت مین یہ امر قابل ذکر کے ہے کہ ضلع گورکھپور مین جسمین پانچ جگہ خیمہ گاہ ہوا تین ہزار ایک سو
تینتالیس لڑکے امتحان کے لیے میرے خیمہ گاہ مین جمع ہوئے اور بستی کے تین خیمہ گاہ مین دو ہزار ایک سو
سب پانچون مقام مین پانچ ہزار دو سو تینتالیس اور سوا اسکے گورکھپور کے خاص **مشن اسکولون** مین تخمیناً سات سو
لڑکے حاضر تھے اور ان سب لڑکون کی تعلیم بخوبی ہوتی ہے چنانچہ اقلیدس اور حساب اور تواریخ اور جغرافیہ وغیرہ پڑھتے ہین

اور اکثر لڑکے بہت مستعد ہین پھر جناب مفخر الیہم نے سب کی طرف مخاطب ہو کر اونکے لڑکون کی تعلیم کے فوائد
بیان فرمائے اور اوسکے ثبوت مین ایک نظیر پیش کی جس سے ان دنون تعلیم کی کامیابی ہونی ظاہر ہوتی ہے
فرمایا کہ یہان کتنے بڑے بڑے راجہ اور تعلقدار اور رؤسا اور اشراف موجود ہین اور اتنے بڑے مجمع مین
کتنون کو یہ حوصلہ ہے کہ اونکا نام گزٹ ہند مین چھپ جاے یہان حاضرین مین سے دو شخص راجہ بالسنی اور
بابو شیو پرشاد نے یہ عزت پائی بسبب اسکے کہ راجہ صاحب کو وفاداری اور خیرخواہی سرکار کی جلد و مین
اور بابو صاحب کو کارگزاری اور دیانت کے صلے مین تمغا اسٹار ہند کا عطا ہوا لیکن اس دفعہ جو گزٹ ہند آیا ہے
اوسمین گورکھپور کے تین شخصون کا نام درج ہے اور وہ کون ہین اووے بھان سنگھ اور بھیرو پرشاد
اور چھوٹو لعل یہ تینون لڑکے گورکھپور کے مشن اسکول کے طالب العلم ہین جو یونیورسٹی کے امتحان مین کامیاب ہوئے
حاصل یہ ہے کہ ان تینون لڑکون نے گزٹ ہند مین اپنے نام درج ہونے کی وہ عزت پائی جسکو بڑے بڑے
اشراف بھی نہین پاسکتے اور اگر یہ لڑکے مستعدی اور محنت کی ساتھہ پڑھتے ہین اور آیندہ اعلی درجے کا امتحان دین
تو اونکو عزت اور عمدہ عہدہ حاصل ہونا ممکن ہے پس اگر اِس ضلع کے باشندے اپنے لڑکون کی بہتری اور ترقی
چاہتے ہین تو کسی طرح کی کوشش اور مصارف مین دریغ نہ کرین جس سے اونکی تعلیم بخوبی ہو اور اونکو خوب
محنت کرنے کی ترغیب دین اور جو لوگ کہ ذی استعداد اور صاحب اقتدار ہین اونکو چاہیے کہ وہ حتی الوسع عوام کے
لڑکون کی تعلیم کے لیے مکتبون کے مقرر کرنے مین کوشش کرین باعث میری بڑی خوشنودی کا ہے کہ بعض وہ اشراف
یہان موجود ہین جنھون نے اِس باب مین حسن سعی اور پیروی کی چنانچہ جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے
بڑی مسرت سے سر دربارون اونکا نام بیان کیا اور سررشتہ تعلیم کی نسبت اونکی خدمات کی شکرگزاری کی۔

اول تو راجہ بالسنی کا ذکر کرنا ضرور ہے کہ جنھون نے الہ آباد کے کالج کے لیے پانچ ہزار روپیہ دیا اور ایک
انگریزی اور ادو مکتب کے مصارف اپنے ذمے لیے پھر راجہ تملکوہی نے اسی طرح کی کارگزاری کی کالج کے لیے ہزار روپیہ دیا
اور اس شہر گورکھپور مین لڑکیون کے اسکول کی بخوبی مدد کی انکے بعد راجہ بستی اور رانی ستاسی اور رای بڑہرونہ

اور بابو انبکا پرشاد نارائن سنگہ سلیم گڈہ والے اِن سبھون نے تعلیم کے سررشتہ کی اعانت کی علی الخصوص بابو صاحب لڑکیون کی تعلیم مین بہت مدد کرتے ہین اور مولوی وجاہت علی تحصیلدار دبوریا بھی اچھی طرح اس باب مین ساعی اور معاون ہین —

من بعد جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کے حکم سے مولوی علی بخش خان بہادر جج ماتحت پیش ہوئے اور جناب مفخر الیہم نے اُنسے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کیمپسن صاحب بہادر اور بابو شیو پرشاد کے بیان سے معلوم ہوا کہ آپ نے سررشتہ تعلیم کی اس ضلع مین اور اور اضلاع مین بھی روپیہ اور کوشش دونون سے اعانت کی خصوصاً اِس شہر گورکھپور مین ایک لڑکیون کا مکتب جاری کیا چنانچہ لیڈی صاحبہ نے وہان کی لڑکیون کا امتحان لیا جناب ممدوح نے اونکی شکر گزاری کے بعد اپنی خوشنودی کی علامت ایک گھڑی جسمین اونکا نام کندہ ہے اور ایک سارٹیفکیٹ عطا کیا —

بعدہ جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے دختر کُشی کے باب مین کچھ بیان کیا اور یہ فرمایا کہ نہایت اچھی اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس ضلع گورکھپور کے راجپوتون مین یہ امر قبیح جاری نہین ہے مگر بستی کے ضلع کے بعض اطراف مین رائج ہے راجہ بانسی کا شکر گزار ہون کہ اونھون نے اسکے انسداد مین نہایت کوشش کی اونکی سعی اس امر مین البتہ کچھ موثر ہوئی تو بھی اکثر جگہ یہ طریقہ مسدود نہین ہوا سرکار کا اب مصمم ارادہ ہے کہ انتظام قرار واقعی سے اسکو بالکل مسدود کرے مجھے امید ہے کہ گورکھپور اور بستی مین سب رؤسائے ذی اختیار اوس انتظام مین شامل ہون جو اور جگہ شروع ہوا ہے یعنی شادی کی فضول خرچی کی اصلاح یہ فضولی بھی دختر کُشی کی ایک جڑ ہاہے سوا اِسکے سب قومونکی لیئے تنگ حالی اور دقت کا باعث ہی اور اکثرون کو مفلسی اور تباہی مین ڈالتی ہی اور اضلاع مین اس رسم بد کے انسداد مین سعی ہوئی ہے اور مجھے امید ہے کہ ان دونون اضلاع کے جو رؤسا اور تعلقدار ہین بہت مستعد ہو کر اس امر اہم مین شامل ہونگے —

ایک اور بات کا ذکر ضرور ہے وہ کیا ہے نسوان کی تعلیم اب تک اس ملک کے باشندون نے اِسکی قدر کو

نہین پہچانا اور بسبب اسکے کہ یہ نسوان سے متعلق ہے اور پردہ داری کی وجہ سے مشکل ہے سرکار کے مناسب
حال نہین کہ اسمین کچھہ دست اندازی کرے یہ ایسا کام ہے کہ رعایا کو خود اپنے لیے اسکا انصرام کرنا چاہیے
لیکن جو کچھہ کہ رعایا خود کرے اونکی کوشش مین اعانت کرنے کو سرکار موجود ہے اِس باب خاص مین
تین باتین یاد رہین پہلے یہ کہ نسوان اِسکی مستحق ہین کہ وے عقل کی تدبیر اور تعلیم کے فوائد پائین
جیساکہ مرد پاتے ہین اور انصاف کے خلاف ہے کہ وہ اِس سے محروم رہکر جہالت اور تاریکی مین رہین
دوسرے یہ کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے عرصے تک فاصلۂ دور دراز پر رہے تو عورتین صرف اسی ذریعے سے
اپنے خاوند یا والد یا بھائیون سے خط کتابت کرسکتی ہین ورنہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ حالت مفارقت مین بجز اسکے
کہ کوئی غیر شخص درمیان مین آوے وہ اپنے گھر کے غم یا شادی اور خانہ داری کے امور سے مطلع ہون اسی
وسیلے سے باہمدیگر مشورہ اور دل کی تسلی اور آپس کی خط کتابت سی اطمینان ممکن ہے تیسرے یہ کہ اگر آپ لوگ
اپنے بیٹون کی تعلیم کی قدر جانتے ہین تو یہ سب سی بہتر طریقہ ہے کہ لڑکا اپنی والدہ کے ہاتھہ سے پہلی تعلیم پاوے
لڑکون کو جب وہ چھوٹے ہون ما سے بہتر اور کوئی معلم نہین ہے اگر وہ خود خواندہ ہو تو لڑکے اوس صغر سنی مین
کہ جب اونکا دل اور عقل اثر پذیر ہے بخوبی تربیت پاوین جب تک مستورات تعلیم یافتہ نہون تو کل عوام الناس کی
تعلیم اور عموماً مردون مین روشنضمیری کا چرچا ہونے کی امید نہین —
اب ایک اور بات کا ذکر باقی رہا کہ مین میونسپل کمیٹی کی کوشش سے رضامندی اپنی ظاہر کرون
اُنھون نے صاحب مجسٹریٹ کی اتفاق سے شہر کی صفائی اور پانی کے نکاس اور حلیہ آراستگی اور آرام کے لیے
بہت محنت کی اِس امر مین سرکار کا یہی ارادہ ہے کہ ہر بڑے شہر کے اشراف اور رؤسا اپنے امورات کا انصرام
خود مختاری سے کرین اور یہ باعث خوشی کا ہے کہ ہر اطراف مین بڑے بڑے قصبات اور شہر مین یہی انتظام ہوتا جاتا ہے
اور مجھے امید ہے کہ اب اِس گورکھپور مین بھی رؤسای شہر اسی طرح کوشش کرین کہ جو باتین شہر کی بہتری کی خلل انداز
اور آب و ہوا کو مضر ہین وہ دور کیجاوین اور باشندونکی صحت اور امن اور کارہاے مفید اور رفاہ عام کے

جو مناسب ہین وہ عمل مین آوین —

اخیر مین جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے ارشاد کیا کہ امید نہین ہے کہ مین پھر اس شہر گورکھپور کو دیکھون لیکن آپ سے منت کرتا ہون کہ جو نصیحتین مینے کین اونکو اپنے دل مین جگہہ دین اپنے لڑکون کی تعلیم مین کوشش کرین اور عوام مین اوسکے رائج کرنے مین بخوبی ساعی ہون اور دخترکشی کی انسداد مین سرکار کے مدد اور معاون ہون اور شادی کے اخراجات کی کمی کرنے مین اور اپنی لڑکیون کی تعلیم کرنے مین جہد کرین اور ہر شخص اپنے مقدور کے موافق شہر کی درستی مین مدد کرے اگر اسی طرح سے سب کوئی باہمدیگر محنت اور کوشش کرین تو دونون اضلاع آراستگی اور آرام اور لوگ یہان کے روشنضمیری مین جلد ترقی پاوین —

بعد اس ارشاد ختم ہونے کے درباریون کو عطر و پان عنایت ہوکر جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اپنی خیمے مین تشریف لے گیے اور دربار برخاست ہوا —

نمبر ۱۲

دربار مقام بنارس واقع ۲۷۔جنوری ۱۸۷۱ء

۲۷۔جنوری ۱۸۷۱ء کو جمعے کے دن چار بجے سہ پہر کے بنارس مین جناب نواب معلّی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی دام اقبالہ کا دربار منعقد ہوا جس مین راجگان و رؤسائے اضلاع بنارس و اعظمگڈہ و غازیپور حاضر تھے۔

دربار مین جب سب درباری نذر دکھا چکے تب جناب نواب معلّی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اردو زبان مین درباریون کی طرف یون خطاب فرمایا۔

اے راجگان و رؤسائے بنارس قریب تین برس کے گذرے کہ مین یہان آیا تھا تب سے مجھے دوری کی تقریب سے اس ممالک مغربی اور شمالی کے اکثر اضلاع کی سیر کا اتفاق ہوا اور اب جو آپ لوگون کے حال کو اورون کے حال سے مقابلہ کرتا ہون تو معلوم ہوتا ہے کہ بنارس اور اوسکے قرب وجوار اکثر حالات مین اور اطراف کی بنسبت ترقی پر ہین میرے نزدیک اسکا ایک سبب یہ ہی کہ وہ کلکتہ اور بنگال سے قریب ہی بعضون نے یہ اتہام کیا ہے کہ ہم لوگ بنگال کی کامیابی اور ترقی پر رشک کرتے ہین اور سچ ہے کہ مین جو خود ہندوستان مین مقیم ہون مینے بھی اکثر اوقات ممالک مغربی اور شمالی کی رعایا کی تحریص اور ترغیب کی نظر سے بنگال کی کامیابی کا ذکر کیا تاکہ وہ لوگ اپنی ترقی مین زیادہ سعی اور کوشش کرین اور اس مذکور سے اونکو عبرت بھی دلائی تھی کہ اگر ایسا نکرینگے تو بنگال کے لوگ اونکے ملک مین بھی اونپر سبقت لے جاوینگے حقیقت مین اونکی ترقی اور کامیابی موجب رشک نہین بلکہ باعث فخر او خوشی ہے اور یہی زیبا بھی ہے کیونکہ اونکی ترقی اور بہبودی بمنزلہ ہماری ترقی

اور بہبودی کے ہے کہ ایک ہی ملک کے باشندے اور دونون **حضرت ملکہ معظمہ** کی رعایا ہین اور سوا اسکے اونکی ترقی ہملوگون کی ترقی کا باعث ہے وہ لوگ جو روشنضمیری اور تہذیب اخلاق مین تقدیم کرتے ہین تو اوسکے فائدے کا اثر یہان بھی معلوم ہوتا ہے اور اونکی زبان اصل مین ہندی زبان سے ایسی مشابہ ہے کہ جو عمدہ عمدہ کتابین وہان تصنیف ہون تو تھوڑی سی تغیر سے وہ اِس ملک کی لوگون کی واسطے بھی بکار آمد اور مفید ہونگی علاوہ اِسکے یہان کے مدرسے اور کالجون کے لیے بنگال سی اچھی اچھے مدرس بہم پہونچینگے ان سب باتونمین بنگال کے اخلاق اور عقل کی ترقی سے ہملوگون کی ترقی کے واسطے اسباب اور وسیلے میسر ہونگے۔

یقین ہے کہ مفصل کی رعایا کی تعلیم ان ملکون مین بہ نسبت بنگال کے اچھی ہوتی ہے اِس سبب سی کہ حلقہ بندی کے اسکول یہان افراط سے ہین اثنا، دورہ مین مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ ہزار ہا لڑکون کی ابتدائی تعلیم اونمین بہت خوبی سے ہوتی ہے لیکن افسوس ہے کہ اعلی تعلیم کے باب مین ممالک مغربی اور شمالی بنگال سے بہت پیچھے ہے یونیورسٹی کا امتحان جو اب ہوا ہے اوسمین ممالک مغربی اور شمالی کی صرف چار طالب العلم بی اے کے امتحان مین کامیاب ہوئے اور بنگال مین اٹھہتر پہلا امتحان جو ہوتا ہے اوسمین البتہ کچھ حساب اچھا رہا کیونکہ ان ممالک کی ایک سو سات لڑکون نے اِمتحان دیا اور بنگال کے آٹھ سو ننانوے نے پس اگر ہر شخص اپنے مقدور کے موافق کیا سر رشتہ تعلیم کے ممبر ہو کر اور کیا تعلقہ دار اور دولتمند اور ذی اختیار ہونے سے مدرسون کی تعداد بڑھانے کی جانب اور اونکی بہبودی کی طرف متوجہ ہون تو یقین ہے کہ اِس ملک کی تعلیم مین جلد ترقی اور بہتری ہوجاے اغلب ہے کہ جو یونیورسٹی کالج الہ آباد مین مقرر کرنیکا ارادہ ہے اور جسمین **مہاراجہ بنارس** اور یہان کے رؤسا نے اچھی مدد دی ہے اوس سی کچھ فائدہ حاصل ہو اور نیز طبی کالج جو الہ آباد مین بنانے کا عزم ہے اور جسکے واسطے **مہاراجہ وزیانگرام** نے سخاوت کی راہ سی دو لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے اوسکے سبب سی بھی اِس ملک کی ترقی ہوجاے امید رکھتا ہون کہ اپنی ملک اور اپنی اولاد کی بہتری کے لیے سب لوگ ملکر نہایت کوشش کرین تاکہ روشنضمیری اور تعلیم کے فوائد ہر جگہ جاری ہون۔

نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے پھر اون دو باتون کا ذکر کیا جنکا مباحثہ صبح کو انسٹیٹیوٹ مین ہوا تھا یعنی شادی کی فضول خرچی اور نسوان کی تعلیم فرمایا کہ یہ نسوان کی تعلیم سبھون پر لازمات سے ہی اور یہ نسبت انسداد فضول خرچی شادی کے لوگون کا شکر ادا کیا خصوصاً **مہاراجہ بنارس** کا جنھون نے اس امر مین بہت مدد کی اور ارشاد کیا کہ مجھے امید ہی کہ جو قواعد اس امر مین مقرر ہوئے ہین اور ہزارون آدمیون نے اونپر عمل کرنے کا اقرار کیا ہے وہ واقعی جلد عمل مین لاوینگے۔

اسکے بعد نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے فرمایا کہ ارادہ ہی کہ تین شخصون کی عزت اونکے ہموطنون کی ساتھ زیادہ کیجاے **کنور شمبھو نراین سنگہ** اور **راجہ جے کشن داس** اور **بابو شیو پرشاد**۔

جب مین پہلے بنارس مین آیا تب ایک شخص یہان موجود تھے جنکے اب نہونے کا نہایت تاسف ہے بعض حاضرین کو یاد ہوگا کہ اٹھارہ برس اس سی پہلے وکٹوریا کالج جاری کرنیکے وقت جناب **طامسن** صاحب بہادر مرحوم لفٹنٹ گورنر سابق نے راجہ **دیو نراین سنگہ** متوفی کو خاص شہر بنارس کے بلوہ رفع کرنے مین جو اونھون نے کوششین کی تھین اوسکی جلدو مین ساؤ کا خطاب دیا پھر ۱۸۵۷ء مین جو اونھون نے سرکار کی نہایت خدمت کی تو اوسکے صلے مین راجہ بہادر کا خطاب عطا ہوا اوسکے بعد جب کونسل اعلی مین مقرر ہوئے دانائی اور فراست اور دیانت کے ساتھہ مشیر رہے اونکی وفات کی سبب سی تمام شہر کو بڑا صدمہ ہے اور ایک عرصہ دراز تک اونکا ماتم رہیگا اونکی قدیم دیانت اور نیک خدمات کے سبب سی امیر کبیر **جناب ویسرائے** کی مرضی ہوئی کہ اونکی بیٹے **کنور شمبھو نراین سنگہ** کو راجہ کا خطاب دیوین۔

اِتنے ارشاد کے بعد کنور شمبھو نراین سنگہ خلعت خانے مین بھیجے گئے وہان اونکو ماتمی خلعت پہناکر پھر سامنے لائے گئے اور جناب معظم الیہم نے یہ اونسے خطاب فرمایا۔

اے راجہ شمبھو نراین سنگہ یہ سند خطاب راجگی کی مین تمھین دیتا ہون جسکو **جناب ویسرائے** نے بسبب تمھارے معزز والد راجہ دیو نراین سنگہ بہادر کی خدمتگذاری کے تمکو عطا کیا چاہیے کہ یہ کرم کا نشان

تمھین اسکی ترغیب دے کہ تم اپنے والد کا اتباع کرو اور اونکے قدم بقدم رہو اور سرکار انگلشیہ کی خدمتگذاری سرگرمی کے ساتھہ کرنے مین اونکی وضع کو اپنے لیے نمونہ بناؤ—

اسکے بعد راجہ جے کشن داس پیش ہوئے اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے یون ارشاد کیا یہ شخص اوس خاندان کا ہے جسنے ۱۸۵۷ء مین سرکار کی بڑی اعانت کی اسکا بڑا بھائی چوبے گھنشام داس برابر علیگڈہ اور آگرہ مین دیانت دار مشیر رہا اور اگرچہ اوسکے بدن مین ضعف اور بینائی مین فرق تھا بڑی مردانگی اور بہادری دکھائی کہ دریائے گنگ کی کنارے سورون کے آگے فوج کے ساتھہ مقیم رہکر روہیلکھنڈ مین جو صاحب لوگ تھے اونکے بچانے کی تدبیر کی اس بڑی خدمتگذاری مین ایسا مشہور ہوا کہ فرخ آباد کے باغی رسالے نے آکر اوسکو پکڑ لیا اور اوسکا سر کاٹ کے کاسگنج کی تحصیلداری کے دروازہ پر لٹکا دیا یہ اوسکی مردانگی اور دلیری آیندہ کے لیے ضرب المثل رہیگی اوسکے بھائیون سے بھی ہر ایک نے اپنے مقدور بھر خصوصاً راجہ جے کشن داس نے سرکار کی مدد کی اور چوبے گھنشام داس کی بہادری اور خدمات کی یادگاری کے واسطے نواب گورنر جنرل بہادر نے راجہ کا خطاب اور جاگیر راجہ جے کشن داس کو عنایت کی اور تب سے ہمیشہ راجہ صاحب سرکاری کام مین سرگرمی سے مشغول رہے ہے علی الخصوص سررشتہ تعلیم کی مدد مین خدمات پسندیدہ کین—

اے راجہ جے کشن داس چونکہ تمنے اور تمھارے خاندان نے سرکار انگلشیہ کی خدمات نمایان کین ہین حضرت ملکہ معظمہ نے تمکو مصاحب طبقہ اعلاے ستارہ ہند مقرر فرمایا اور اپنی عنایت کا نشان یہ اوسکا تمغا عطا کیا جو اب مین تمکو دیتا ہون یہ شاہانہ مرحمت کا نشان تمکو تحریص دے کہ حضرت ملکہ معظمہ کی خدمتون مین زیادہ تم کوشش کرو—

جب بابو شیو پرشاد پیش کیے گئے تب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے فرمایا کہ اس شخص کی نیکنامی اس شہر بلکہ تمام ممالک مغربی و شمالی مین مشہور ہے پچیس برس ہوئے کہ جس زمانے مین یہ اڈورڈ صاحب کے ساتھہ شملے کی ایجنٹی مین مقرر ہوئے سکھون کی لڑائی مین مدد کی اور جو اوسنے غدر مین کوشش سرکار کے کام مین

کی ہے گورنمنٹ عالیہ نے اوسکا شکرادا کیا اور گورکھپور مین اونکو جاگیر ملی اوسکے بعد گریفتھ صاحب کی ساتھ بعہدۂ جائینٹ انسپکٹری سررشتہ تعلیم مین نہایت سرگرمی سے کام کیا یہانتک کہ اب اونکی جگہہ مین تیسری قسمت کے انسپکٹر مقرر ہوئے شیو پرشاد کے اس تقرر سے سبھون کو معلوم ہو کہ جب کوئی سرکار کے کام کی لائق ہو تو وہ معزز عہدے پر مقرر کیا جاے اس عہدہ کو اور مقامون مین صاحبان انگریز انجام دیتی ہین کاش مثل شیو پرشاد کے صدہا ہوتے تو ایسے ممتاز عہدون پر مقرر کیے جاتے۔

اے بابو شیو پرشاد اپنی ملکہ معظمہ کی خوشنودی کا یہ نشان یعنی تمغا مصاحب طبقۂ اعلاے ستارہ ہند لو اور ایسی کوشش کرو کہ تمھاری وہ لیاقت جسنے یہ اعزاز دلایا اور بڑھے اور اس عزت کے نشان سے اور بھی تمھاری سعی اور جانفشانی اپنے ہموطنون کی بہتری اور حضرت ملکہ معظمہ کی خدمتگذاری مین زیادہ ہو۔

اسکے بعد عطر و پان درباریونکو تقسیم ہوا نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اپنے خیمے مین تشریف لیگیے بعد سلامی نواب محتشم الیہم کے جب مہاراجۂ بنارس گئے تو اونکی سلامی کی توپین چھٹین۔

نمبر ۱۳

اجراے مدرسۂ نو تعمیر مقام ایٹہ

ماہ مئی ۱۷ سنہ ۸ اع

جو کہ راجہ دلسکھ راے نے اپنے مدرسۂ نو تعمیر کے کھولنے کے واسطے مقام ایٹہ مین تعمیر کرایا ہی نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے حضور مین استدعا کی تھی اور وہ پیشگاہ جناب محتشم الیہ سے معرض قبول کو پہونچی تھی نظر بر آن ۱۷۔ ماہ مئی سنہ ۷۱ع کی صبح کو جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے بہمراہی مسٹر ہوبرٹ صاحب بہادر مجسٹریٹ ضلع و دیگر عہدہ داران انگریزی و ہندوستانی کے مدرسہ کھولنے کے واسطے تشریف ارزانی فرمائی اور بہ انعقاد ایک جلسہ کثیر کے رسم افتتاح ادا کی گئی۔

اول مسٹر ہوبرٹ صاحب نے ارباب جلسہ کے روبرو غرض اوسکے منعقد ہونے کی اور راجہ دلسکھ راے کی تمنا نسبت اِس امر کے کہ جناب **سر ولیم میور صاحب** بہادر افتتاح مدرسے کی رسم ادا فرمائین اور وہ خوشدلی ظاہر کی جو راجہ صاحب کو جناب ممدوح کے تشریف لانے سے لاحق حال ہوئی۔

بعدہ راجہ دلسکھ راے نے اردو مین تقریر جناب ممدوح کے حضور مین عرض کی۔

جب راجہ دلسکھ راے اپنی تقریر بیان کر چکے تب جناب **سر ولیم میور صاحب** بہادر نے ارباب جلسہ کے روبرو اردو مین حسب ذیل یہ تقریر زبان مبارک سے ارشاد فرمائی۔

اے راجہ پرتھی سنگھ و راجہ دلسکھ راے و راجہ لچھمن سنگھ و رؤساے ضلع ایٹہ مجھکو حد سے زیادہ خوشی اس امر کی ہے کہ میرا آنا اس موقع پر اس عالیشان خوبصورت مکان کے افتتاح کی غرض سے ہوا جو باعث تعمیر

اس مدرسے کا راجہ صاحب نے بیان کیا وہ صحیح ہے فی الحقیقت عرصہ ڈیڑھ برس کا ہوا کہ ہمارا آنا ایٹہ مین بتقریب
دورہ ہوا تھا تب حالت مکان مدرسۂ تحصیل ایسی ہی تھی جیسا کہ راجہ صاحب نے اوسکی نسبت بیان کیا ہے
کہ مٹی کا ایک تنگ مکان بنا ہوا تھا جسمین نہ لڑکون کے بیٹھنے کی گنجایش تھی نہ آمد و رفت ہو کا راستہ تھا اور اون ایام
مین راجہ صاحب بڑی سخاوت سے مندر کی تعمیر مین مصروف تھے مینے اونسے کہا کہ مجھکو اس کام مین جسکو آپ دہرم کا
سمجھتے ہین کچھ جاے کلام نہین لیکن کچھ حصہ اپنی سخاوت کا مخلوق خدا کے واسطے بھی مخصوص کرنا چاہیے
چنانچہ مینے مدرسۂ تحصیل کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ایک مدرسہ جو کار فیض عام ہے اور جس سے آپ کا نام
خلق مین فیض رسان مشہور ہوگا بنانا چاہیے چنانچہ اس امر کو راجہ صاحب نے دل سے قبول کیا افسوس ہی کہ اکثر
عمائد اقرار تو کرتے ہین مگر اوسکا ایفا نہین کرتے مثلاً مصارف شادی کے باب مین اکثرون نے اقرار تخفیف
کا تو کیا لیکن اوسے پورا نکیا الا راجہ صاحب کا طریق اور ہے یعنی اونکا وعدہ بمنزلۂ ایفا کے ہے بلا درنگ اُنھون نے
اس کام کو جاری کر کے صرف محنت و زر سے کچھ دریغ نکیا اور جب تک یہ خوبصورت مکان جو اونکی سخاوت
اور ہمت کی علامت ہی اور جس سے اس قصبے کی زینت ہے خاتمے کو نہ پہونچا اونھین چین نہ آیا کمتر قصبے مثل ایٹہ
کے ہونگے جسمین ایسی عالیشان عمارت ہو راجہ صاحب نے ایام غدر مین بڑی دلیری اور وفاداری سے سرکار کی
اعانت کی اور اب اس زمانۂ امن اور اپنی پیرانہ سالی مین ویسی ہی عالی ہمتی سے اون کامون مین جنسے عام مخلوق
کا فائدہ متصور ہے سرکار کی مدد کرتے ہین ہمکو یقین ہے کہ یہ مکان عمدہ ذریعہ ترقی علم کا اس ضلع مین ہوگا
اور امید ہے کہ اوس سے نام راجہ صاحب کا یادگار رہے اور امید ہی کہ اور لوگ بھی راجہ صاحب کی پیروی کرینگے
ہم اس موقع پر دوبارہ شکریہ راجہ لچھمن سنگہ کا اوسی طور سے ادا کرتے ہین جیسا کہ کل کے روز وقت افتتاح
مدرسہ مین پوری کے ادا کیا تھا اونھون نے عموماً ترقی تعلیم مین اور خصوصاً اجراے مدرسہ دختران مین غایت درجہ
کوشش کی ہے پس وہ بھی اس قابل ہین کہ دیگر عمائد اونکی تتبع کرین اور ہم گنگا سنگہ میا سور والے کی نسبت
بھی اپنی خوشی خاطر ظاہر کرتے ہین جنکی مدد دہی کا حال درباب ترقی تعلیم صاحب کلکٹر سے دریافت ہوا ہی —

شاید کہ اب بار دگر آپ لوگون سے مجھکو ملنے کا اتفاق نہو اس لیے چند باتین مشورتاً اور کہتا ہون یعنی آپ
لوگون سے عرض اور منت کرتا ہون کہ آپ اپنی اولاد کی تعلیم مین ہمہ تن مصروف ہون کس لیے کہ بغیر تعلیم کامل کے
اونکی بہبودی اور ترقی کی امید نہین سرکار کا منشا یہ ہے کہ جتنے عہدے جلیلہ ہین اونپر ہندوستانی مامور
کیے جائین بشرطیکہ اونکا اخلاق اور دیانت اور لیاقت اسکی مقتضی ہو مین پھر کہتا ہون کہ کوئی ایسا عہدہ
اور منصب نہین ہے جسکو ہندوستانی نہ پاسکین بلکہ آپ لوگون نے سنا ہوگا کہ طلبا بنبئی و کلکتہ وغیرہ سے
جنھون نے امتحان سول سروس کا دیا وے اپنے ملک کی ججی اور مجسٹریٹی پانے کے مستحق ہوگئے آپ لوگ
اپنی اولاد کی تعلیم اور تربیت مین اگر غفلت یا سستی کرینگے تو آپ کی اولاد کو امید ترقی عہدہ اور روزگار
اور عزت کی نرکھنی چاہیے اس لیے کہ بدون امتحان یونیورسٹی کے ان اعزاز کے پانے کی توقع بیجا ہے
اور ان اضلاع مین شاید ایسا کوئی ضلع نہین جہان کے طالب علم یونیورسٹی مین امتحان دیکر کامیاب
نہوئے ہون البتہ ضلع ایٹہ کے کسی طالب علم نے ابھی تک امتحان یونیورسٹی کا نہین دیا مگر امید ہے کہ اب
اس مدرسے کے طالب علم بھی اوس امتحان دینے کی لیاقت حاصل کرین اگرچہ واقعی اب ایٹہ شاہراہ پر نہین ہا
اور سڑک ریل سے علیحدہ ایک گوشے پر واقع ہے اور اس وجہ سے جو فائدے بعض دیگر اضلاع کو
حاصل ہین وہ اوسکو نہین لیکن یہ کوئی سبب نہین کہ آپ لوگون کی اولاد ترقیات مذکورہ سے محروم رہے
سرکار نے اس ضلع مین بھی بہت سی ذریعے تعلیم کے پیدا کر دیے ہین اب صرف محنت و کوشش کرنا طالب علمونکے
ذمے باقی ہے جوکہ میرے دل مین آپ لوگون کی بہتری ملحوظ ہے اس لیے کہتا ہون کہ آپ لوگ صرف اپنے
لڑکون کو مدرسے مین بھیجنے ہی پر اکتفا نکرین بلکہ محنت و کوشش کرنے کی لیے بامید پائے عزت و آبروکے اونکو ترغیب
اور شوق دلاوین تاکہ وے آیندہ نہ کہین کہ ہمارے ماباپ نے ہماری تعلیم مین غفلت کی اس لیے ہم اوس فائدے سے
جسکو اورون نے حاصل کیا ہے محروم رہے —

اب ہم کچھ نصیحت نسبت تعلیم دختران کے کرتے ہین اس معاملے مین راجہ لچھمن سنگھ نے جیسی کوشش کی ہے

ویسی ہی اور لوگون کو کرنی چاہیے اونکے مدرسون مین دو سو لڑکیون سے زیادہ تعلیم پاتی ہین اس سے یہ نتیجہ
نکلتا ہے کہ مستورات اپنے بچون کی بچپن مین عمدہ تعلیم و تربیت کرسکینگی اور ماسے بہتر کسی سے تعلیم و تربیت
خرد سالی مین نہین ہوسکتی اگر مستورات لکھی پڑھی ہونگی تو وے اپنے رشتے دارون سے خط و کتابت کرنے
اور حالت مفارقت مین اونکی خیر و عافیت سے آگہی پانے اور بلا توسل غیرے اپنے حالات خانہ داری اور ضروریات
اور حاجات کی اطلاع پہونچانے مین عاجز نہ ہونگی مین متعجب ہون کہ آپ لوگ اون فوائد کو نہین پہچانتے جو اور قومونکو
عورات کی تعلیم کی بدولت حاصل ہوتے ہین اور اس بڑی قباحت کے رفع کرنے مین اب تک کوشش نکی یہ بڑی
ناانصافی ہے کہ آپ لوگ عورتون کو علم سے محروم رکھکر اونکو جہالت اور تاریکی مین رکھتے ہین اور جو فوائد اور
حقوق علم کے ہین اوسنے وہ بے بہرہ رہتی ہین حال آنکہ خدا تعالی نے مرد عورت کو یکسان ذہن اور عقل
عطا کی ہے پس ایسی حالت مین عورات کو اون فوائد سے کیون محروم رکھا جاوے جو بذریعہ علم کے مردون کو حاصل ہین
مگر ابھی تک ہندوستانیون کے دلون مین تعلیم مستورات کی جانب سے تردد ہے الا امید ہے کہ جب فائدے
اور تقاضاے ضرورت تعلیم مستورات کی اونکے ذہن نشین ہوجاوینگی تو رفتہ رفتہ یہ تردد بھی رفع ہوجاویگا
آخر کار مین متوقع ہون کہ ہر قصبہ و دیار ممالک ہذا مین اجراے تعلیم لڑکیون کی خوشخبری ایک روز ولایت مین سنون
مین اپنے تہ دل سے یہی اظہار کرتا ہون کہ راجہ دلسکھ راے صاحب کا مدرسہ کل ضلع کے واسطے
نمونہ اور ذریعہ ترقی علم کا ہوگا ان دنون مین مکتب دیہاتی کی وجہ سے کوئی ایسا گاؤن نہین جہان کے لڑکے
مدرسہ حلقہ بندی مین تعلیم کے واسطے نہ جاسکین مین زمیندارون اور تعلقدارون سے کہتا ہون کہ آپ اپنی
رعایا کو ترغیب دین کہ وہ اپنے لڑکون کو مدرسے مین بھیجین حلقہ بندی کے جو اچھے لڑکے ہون وے تحصیلی
مدرسے مین اور تحصیلی کے ضلع اسکول مین اور ضلع کے عمدہ لڑکے آگرہ کالج مین جاوین بالآخر امتحان
یونی ورسٹی کا دیکر سند عزت حاصل کرین۔

چنانچہ واسطے حصول اس غرض کے کہ فائدے مدرسہ ضلع کے طلباء مدرسہ دیہاتی و ضلع کو بھی پہونچین

ضرور ہے کہ ایک معقول بورڈنگ ہوس واسطے آسایش کے طیار ہووے تاکہ طلبا اوسمین رہکر اپنے گھرون کی طرح تعلیم پاوین مجھے کچھ شبہہ نہین کہ راجہ دلسکہ رائے اِس عمدہ کام کو باضافہ تعمیر ایک ایسے معقول اور مستحکم بورڈنگ ہوس کے اوسی احاطہ مین تکمیل پر پہونچاوینگے کہ اِس خوبصورت عمارت کا جو ابہی جو آج واسطے مدرسے کے کھولی گئی ہے[فا] —

اِس موقع پر پھر اون احسانات کے شکریہ کا اعادہ کرتا ہون جو راجہ دلسکہ رائے نے اِس عمارت کی طیاری سے مجھہ پر اور سرکار پر کیے ہین فقط بعدہ جلسہ برخاست ہوا —

فا فی الواقع راجہ دلسکہ رائے نے اِس ارشاد کے روسے ایک عمدہ بورڈنگ ہوس تیار کرکے اوسے گورنمنٹ کو سپرد کیا۔

نمبر ۱۴

مراد آباد کا دربار

ماہ نومبر ۱۸۷۱ء

یکم نومبر ۱۸۷۱ء بدھ کے دن بندگان ذی شان نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی دام اقبالہ نے بمقام مراد آباد واسطے ملاقات نواب صاحب بہادر والی رامپور اور جملہ رؤسا ملک روہیلکھنڈ کے دربار منعقد فرمایا اور اس دربار مین آنریبل جان اسٹریچی صاحب بہادر اور آنریبل جان انگلس صاحب بہادر اور آنریبل سر ڈنکر راؤ صاحب بہادر کے سی ایس آئی اور طبقہ اعلای ستارہ ہند اور راجہ جے کشن داس بہادر صاحب دلاور طبقہ ستارہ ہند اور سید احمد خان بہادر صاحب دلاور طبقہ اعلاے ستارہ ہند موجود تھے ـــ

جب سب درباری جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے حضور مین پیش ہو چکے تب جناب ممدوح نے اردو زبان مین یون تقریر کی ـــ

پہلے بیان فرمایا کہ اگلی دفعہ بریلی مین دربار ہو کر مناسب معلوم ہوا کہ اس دفعہ دربار کے لیے مراد آباد اختیار کیا جاے پھر نواب صاحب بہادر والی رامپور کے موجود ہونے کی نسبت اپنی خوشی کا اظہار کیا اور اس امر سے بھی اپنی مسرت کا اعلان فرمایا کہ مدت کے بعد آنریبل جان اسٹریچی صاحب بہادر مراد آباد مین آئے اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ یقیناً باشندگان مراد آباد اس مسرت مین میرے شریک ہونگے کہ پھر اپنے صاحب کلکٹر بہادر سابق کو کتنے برسون کے بعد اس عہدہ جلیلہ پر یہان دیکھتے ہین ـــ

بعد اوسکے زبان فیض ترجمان سے یون ارشاد فرمایا کہ مینے رؤسا اور راجگان ملک روہیلکھنڈ کو

اِس سبب سی اِس دربار مین طلب کیا تا کہ جو انعام اون لوگون کے لیے تجویز ہوئے ہین جنھون نے بریلی اور پیلی بھیت کے فساد اور نیز بریلی کے جیلخانہ کے حال کے بلوی مین کارگزاری اور جانفشانی کی وہ اونکو اونکے ہموطنون کے سامنے دیا جاے جسمین اونکی عزت زیادہ ہو۔

اِس ارشاد کے بعد وہ اشخاص جنکے لیے انعام تجویز ہوا حاضر کیے گئے اور ہر ایک نے اپنا اپنا انعام جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے دست مبارک سے پایا اور اوس وقت جناب ممدوح نے ہر شخص کی کارگزاری کا ذکر مناسب کیا خاص کر اوس شجاعت اور جان نثاری کا جو احمد یار خان اور شیر محمد پیلی بھیت کے آنریری مجسٹریٹون سے ظہور مین آئی کہ خطرہ کے وقت بڑی بہادری اور شیردلی سی صاحب جائینٹ مجسٹریٹ بہادر کے ساتھ رہے اور اونکی اعانت کی اور نیز ننھے خان جمعدار کی دلاوری کا کہ تھوڑے سی نمبردار قیدیون کے ساتھ باغی قیدیون کا مقابلہ اور اونپر حملہ کیا۔

جب سب انعام عطا ہو چکے تب جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے فرمایا کہ۔

یہ دربار ایک موقع مناسب معلوم ہوتا ہے اِس بات کے لیے کہ آپ لوگون کے روبرو بیان کرون کہ سرکار انگریزی امورات مذہبی کے باب مین کس ضوابط اور قواعد سے کاربند ہوتی ہے اور نیز یہ کہ بریلی کے شہر کی نسبت کیا تجویز ہوئی قاعدہ مختصر یہ ہے کہ جیسے سرکار یہ چاہتی ہے کہ ہر شخص آزادی مطلق کے ساتھ اپنی رسوم مذہبی کو جس طرح چاہے ادا کرے ویسے ہی یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی امورات مذہبی مین فراحم نہ ہو۔

شروع عملداری سے سرکار کمپنی بہادر نے باحتیاط تمام اپنی رعایا کی مذہبی باتون مین دست اندازی کرنے سے نہایت پرہیز کیا۔

اور آپ لوگون کو یاد ہوگا کہ جب حضرت ملکہ معظمہ نے حکومت ہندوستان کی اپنے قبضۂ قدرت مین لی تو بڑی تاکید کے ساتھ اوسی اصول کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا حضرت ملکہ معظمہ نے فرمایا کہ اگرچہ مجھکو مذہب عیسوی کے

صدق کی نسبت یقین کلی حاصل ہے اور اوس اطمینان اور تسکین باطنی سے جو اوس سے حاصل ہوتی ہے
شکرگذاری کے ساتھ اعتراف ہے تو بھی مجھے نہ منصب ہے نہ خواہش کہ کسی سے خواہ مخواہ اپنے عقیدے کو
قبول کراؤن حضرت ملکۂ معظمہ نے ارشاد کیا کہ کسی شخص کو اپنے مذہب یا رسمیات کے سبب سے تصدیع اور
ایذا رسانی کسی صورت سے نہ ہووے بلکہ بلا طرفداری سب لوگ برابر سرکار کے امن مین رہین اور اگر کوئی
متنفس کسی رعیت کے اعتقاد اور عبادت مذہبی مین دست اندازی کریگا تو اوسپر ہمارا غضب شاہانہ نازل ہوگا۔
غرض یہ وہی اصول ہین کہ جو سرکار انگریزی اور اوسکے عہدہ دار ملحوظ رکھتے ہین ہم اپنی مذہب عیسوی
کو بطور جوہر بے بہا جانتے ہین اس وجہ سے یہ بھی سمجھتے ہین کہ مسلمان اور ہندو بھی اپنے مذہبون کو عزیز رکھتے ہین
ہم توریت اور انجیل مقدس پر ایمان لائے ہین اور اونکو کلام الٰہی جانکر عزیز رکھتے ہین اور جانتے ہین کہ ہندون
کو اپنا شاستر اور مسلمانون کو اپنا قرآن بھی ایسے ہی عزیز ہے اور جیسا کہ ہم اپنے اعتقاد اور ایمان اور
مذہبی رسمیات مین کسی کی دست اندازی برداشت نہین کرسکتے اسی طرح سے ہم کسی رعایا کے اعتقاد
اور ایمان اور رسمیات مذہبی مین کسی صورت سی دوسرے کو دست اندازی نکرنے دینگے۔
جس طرح سے مسلمان بلا مزاحمت مطلق العنان ہین کہ اسلام کے سب ارکان کو ادا کرین جیسے اذان دینی
اور نماز اور عید اور محرم اور روزہ اور زیارات وغیرہ تمام رسوم مذہبی علی ہذا القیاس ہندو بھی ہر فرقہ کے
اپنی عبادات تیرتھ اور اشنان اور پوجا پاٹ سب تیوہار کو جس ریت سی پسند ہو کمال آزادی کے ساتھ
انجام کرتے رہین الغرض تمام ملک مین ہر کس و ناکس بالکل ذی اختیار ہے کہ اپنی خوشی اور دین اور ایمان کے
موافق عبادت خدا کو جس صورت سے مناسب سمجھے بجا لائے۔
ایک شرط البتہ ہے لیکن یہان اسکا ذکر لا حاصل ہے وہ یہ ہے کہ آئین سرکار اور گورنمنٹ کی
وفاداری کے خلاف کوئی بات عمل مین نہ آئے۔
سرکار انگریزی کسی کی عدول حکمی اور نمک حرامی برداشت نکریگی اور بڑے زور و قدرت سی اوسکی مرتکب کو

نیست و نابود کرسکتی ہے اور کہین ایسا ظاہر ہوتو اوسے نیست و نابود کرڈالے گی لیکن آپ سبھون سے
یہ امر کہنا فضول ہے اس لیے کہ مجھے خوب اطمینان ہے کہ آپ لوگون کے دلونمین کیا مسلمان اور کیا ہندو
بجز اطاعت اور نمک حلالی سرکار انگریزی کی نسبت اور کوئی ارادہ نہین ہے۔

دوسری بات جو اوپر مذکور ہوئی یہ ہے کہ جیسا سرکار خود اورون کے امورات مذہبی مین دست اندازی
کرنے سے پرہیز کرتی ہے ویسا ہی یہ امر بھی برداشت نکریگی کہ کوئی شخص یا فریق یا دینی جماعت کسی دوسرے
دینی اعتقاد اور ارادہ مین مداخلت کرے کسیکو یہ جرات نہین کہ انسان کے دل اور اوسکے دینی اعتقاد
اور اون رسومات مین جنکو وہ واجب جانتا ہی دخل دے اور اگر کوئی شخص اسمین دست اندازی کرے
توسرکار کے زور سے وہ فی الفور اوس سے باند کھا جاتا ہے لیکن اس بات مین ایک یہ امر مشکل ہے کہ
بعض ایسی تقریب ہین جنکی رسوم علانیہ ہوتی ہین اور شاہراہ پر کی جاتی ہین کہ جسکے سبب سے ایک
فریق کے دل مین دوسرے فریق کی اون رسوم کے ادا کرنے سے رنج اور ملال پیدا ہوتا ہی بلکہ اوسکا برداشت کرنا
ایک گونہ اپنے ایمان کے خلاف جانتا ہی اونھین تقریبات سی ہین محرم اور رام نومی کہ بڑی دھوم دھام سے
جیسا ہر فریق مناسب حال اپنے جانتا ہے مسلمانون کو رام نومی کا نکالنا اور ہندؤن کو محرم مین تعزیہ اور
علم کا گشت وغیرہ ناگوار ہے اس حالت مین سرکار اس قاعدے کو ملحوظ رکھتی ہے کہ شدآمد اور دستور قدیم جو
کچھ چلا آتا ہے اوسی کو بحال اور برقرار رکھے اور اسی قاعدے کے موافق سرکار عمل کرتی رہیگی بشرطیکہ ہر طرح
کی امن اور سلامتی مین خلل نہو

افسوس ہے کہ جیسا آج کی کارروائی سے ظاہر ہے شروع سال حال مین اس شرط کے خلاف بریلی
اور پیلی بھیت مین واقع ہلو خیر جنھون نے اون شہرون کی امن مین خلل اندازی کی اونکی سزا قرار واقعی ہوئی
اور اس محل مین مجھی اختیار تھا کہ اون تقریبون کو جو ان شہرون کے شاہراہ مین ہوتی ہین بند کردون
چنانچہ بعضون نے یہ مشورہ دیا کہ ایسا ہی کرون بلکہ بعض وہ مشیر آپ ہی لوگون مین سی تھی لیکن یہ صلاح

مجھے پسند نہ آئی اور میری تجویز کے خلاف ہوئی مجھے منظور نہین کہ میرے عہد حکومت مین بریلی کے شہر مین
دستورات قدیمی کے سوا کوئی ایسا نیا حکم مانع رسومات دینی جاری ہو کہ جو شہر کے امن کے واسطے خواہ مخواہ
ضروری نہ سمجھا جاے اور اب کہ اختلاف ایام کی وجہ سے تنازع کا سبب ایسا جاتا رہا کہ عرصۂ کثیر تک پھر نہ ہوگا
مجھے یہ امید ہے کہ آپ لوگون مین ایسا میل ملاپ ہو جاے کہ جسکے سبب سے مقابلہ اور اختلاف پھر نہ واقع ہو
اس واسطے مین آپ لوگون کو مطلع کرتا ہون کہ وہ قاعدہ جو مینے پارسال جاری کیا بحال رہیگا اور وہ یہ ہے
کہ کسی ایسی تقریب کی لوازم چوک یا بریلی کی بڑی سڑک سے نکالے نہ جاوینگے اوسکی داہین یا باہین جو رستہ نزدیک
ہو یا صاحب مجسٹریٹ بہادر جدھر سے بتائین شہر کے باہر تک لیجائے جاوینگے لیکن مین آپ لوگونکو جتاتا ہون
کہ اگر ایسی تقریب مین طرفین کا مقابلہ ہو جائے اور اوس سے شہر کی امن مین فتور پڑے تو جو فریق ایسی زیادتی
کرے اوسکے لیے سواے اوس سزا کی جو اوسپر عاید ہوگی یہ بھی عمل مین آئیگا کہ سرکار کی طرف سے اوسکی تقریبون
مین وہ دست اندازی کیجائیگی جو شہر کے امن کے واسطے ضرور ہو۔
مگر مجھے یہ امید کامل ہے کہ جو مخاصمت اور بدگمانی ہوئی وہ سب دلون سے اب دور ہو جاے اور اگر دونون
فریق کے درمیان اختلاف ہو تو مغائرت چھوڑ کے اس امر مین ہو کہ کارہاے نیک اور رفاہ عام مین کون
دوسرے پر سبقت لے جاے اب مین تمام روہیلکھنڈ کے رؤسا کی طرف خطاب کرتا ہون مسلمان اور ہندو
دونون اس اہتمام مین اتفاق کرین کہ تہذیب اخلاق اور غریبونکی حاجت اور دردکی علاج اور ملک کی
ترقی مین سعی اور کوشش کیجاے اگر چارون طرف دیکھیے تو خدا کے بندون مین کتنی صورتین بیماری اور
درد دکھ اور مفلسی اور جہالت کی ہین پس ایسے ایسے امور اور برائیون کے رفع کرنے اور بیکسونکی رفاہ حالت
کے واسطے سب لوگ آپسمین مل جُل کر کوشش کرین جیسا شاعر نے کہا ہے۔

شناسند بیگانہ را ہمچو خویش ٭ رہ آشتی راہگیر ند پیش ٭

چاہیے کہ ہر ایک اس امر مین دوسرے کا بار اپنے اوپر لے اور جو کچھ مصائب اور تکلیفات خلق اللہ میں ہیں

اوسکے رفع کرنے مین مصروف ہووے اسمین چاہیے کسی دین اور مذہب اور قوم کا ہو کیا ہم سب ایک ہی خدا کی خلقت نہین ہین جیسا کہ سعدی نے بڑے لطف سی کہا۔

بنی آدم اعضاے یکدیگر اند — کہ در آفرینش زیک گوہر اند

اب ایک لفظ پر ختم سخن کرتا ہون اپنی اولاد کی تحصیل علم کی طرف التفات کرو۔

ہمارا یہ ارادہ ہو کہ جب ہم گذر جائین تو دوسری پشت کو ہماری سعی اور کوشش کی سبب سی ترقی اور بہتری ہو کیا آپ لوگ اسمین راضی ہین کہ دوسرے ملک والون کی اولاد آپکی اولاد سی سبقت لیجاے حضرت ملکہ معظمہ کا یہ منشا ہی کہ اس ملک کی رعایا بشرط اونکی دیانت اور لیاقت کی عمدہ عمدہ بڑی بڑی عزت اور تنخواہ کے عہدون پر اس ملک مین ترقی پائین اور اگر اسکا ثبوت پوچھیے تو مین اون تین بنگالی جوانون کی طرف اشارہ کرتا ہون جو حال مین سول سروس مین داخل ہو کر ولایت سی پھر اپنی ملک مین آئی اونکی لیے ملک کی تمام عہدے کلکٹری اور ججی سے لیکر تا بہ ہائی کورٹ موجود ہین ایسی صورت مین کیا محل استعجاب ہی اگر اونکے الہ آباد اور کلکتے مین پھر آنے کے وقت بڑی رونق کے ساتھ اونکی ضیافت کی گئی پس آپ لوگ اسپر راضی ہین کہ اور ملکون کے آدمی ایسی ترقی پائین اور آپ اسی طرح سی کہالت اور جہالت مین پڑے رہین یقین ہے کہ مجھی پھر آپ لوگونسی ایسے دربار مین باتین کرنے اور صلاح دینیکا اتفاق نہو اسواسطی چاہیے کہ میری باتین آپ لوگون کی دلون پر نقش ہون پس آپکی اولاد کے حق مین پھر منت کہتا ہون کہ بیدار ہو کر اونکی تعلیم مین کوشش کیجیے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ایسی ترقی مین مذہبی تنازع اور فساد کی سبب سی حرج واقع ہوگا تکرار اور خونریزی جیسی کڑوی دانیکا بونا ہی کہ وقت پر اوسکی فصل ضرور بُری ہوگی اور اون فوائد نیک کی فصل کہ جو آپ لوگونکی ملکے جستجو کرنے سے ہوسکتی ہی موقوف ہوگی پس چونکہ موانست اور اتحاد خدا ہی کی طرف سی پیدا ہوتا ہی مین اوس مؤلف القلوب کی دربار مین ہمہ تن اس دعا سے مصروف ہون کہ وہ الفت اور تالیف آپ لوگون کی دلون مین پیدا کرے تاکہ مذہبی فساد اور خونریزی کا پھر نام و نشان باقی نرہے بلکہ اوسکی جگہہ تمام نیکی اور خیر خواہی اور حسن اخلاق پیدا ہوجاے۔

تتمہ نمبر ۱۴

شہر مرادآباد مین دربار کی شام کو بنظر تعظیم دربار کے چراغان ہوا اور بندگان ذیشان نواب معلی القاب
لفٹنٹ گورنر بہادر مع جناب عصمت مآب لیڈی صاحبہ زادحشمتہا اوسکے ملاحظے کے لیے شہر کی شاہراہ سے
سیر فرماتے ہوئے مینڈرسن اسکول مین رونق افروز ہوئے اور ارباب انسٹیٹیوٹ نے شرف ملازمت حاصل کی
اسکول کا احاطہ اور بڑا کمرہ روشنی سے نہایت آراستہ اور مزین تھا اور آنریبل جان اسٹیریچی صاحب بہادر اور
آنریبل جان انگلس صاحب بہادر اور آنریبل رابرٹ ڈرمنڈ صاحب بہادر اور اور حکام اور صاحبان عالیشان
جو دربار مین موجود تھے جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے ساتھ تھے جب وہان اجلاس ہوا تو منشی
گنگاپرشاد ڈپٹی کلکٹر اور سکرٹری انسٹیٹیوٹ نے ایک اڈریس پڑھا جسمین انسٹیٹیوٹ کی انواع انواع
کارگزاریون کا حال مندرج تھا اور پھر بالخصوص اون فوائد کا بیان کیا جو بنگالہ کے باشندون کو اپنے لڑکون کو
ولایت بھیجنے سے حاصل ہوتے ہین اور اس فائدے کو بندوبست استمراری کا نتیجہ ظاہر کیا اور بندوبست میعادی
جو ممالک مغربی او رشمالی مین جاری ہے اوسکی شکایت کی اور کہا کہ اس سبب سے لوگونمین اتنی استطاعت
نہین ہے کہ وہ اپنے لڑکون کو ویسی تعلیم دین جیسے کہ ملک بنگالہ کے لوگ دیتے ہین اور سفارش کی کہ ملک بنگالہ
کی طرح ممالک مغربی اور شمالی مین بھی استمراری بندوبست جلد ہوجاے اور بیوہ عورتون کی شادی کی نسبت
بھی کچھ تقریر کی جب وہ یہ اڈریس پڑھ چکے تب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے کھڑے ہوکر یون جواب دیا پہلے
شہر مین ایسی رونق کے ساتھ روشنی ہونے کی نسبت اپنی خوشنودی بیان فرمائی اور تسلیم فرمایا کہ یہ لوگون کی
نمک حلالی اور عقیدت اور محبت کی علامت ہی اور اوس عمدہ عمارت مین جلسہ ہونے سے سر رابرٹ مینڈرسن صاحب بہادر
مرحوم کلکٹر سابق کو جنکی ہمت اور کوشش سے وہ خوشنما مکان تعمیر ہوا ہے تاسف کے ساتھ یاد فرمایا یقیناً

اوس وقت سب باشندگان مرادآباد بھی اوس تاسف مین شریک تھی اوسکے بعد اوس ایڈریس کی نسبت جو پڑھا گیا تھا یہ ارشاد کیا کہ اکثر بڑے شہرون مین جو انسٹیٹیوٹ قائم ہوئے ہین یہ بہت پسندیدہ امر ہے اور اس سے بڑے بڑے فائدے ہوتے ہین ممبرون کے باہمدیگر اون امور مین مباحثہ کرنے سے جو حسن اخلاق اور ملکی بندوبست سے متعلق ہین علاوہ اسکے کہ خود اونکو روشنضمیری اور عقل کی تیزی حاصل ہوتی ہی گورنمنٹ کو بھی یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اوسکے ذریعے سے حکام کو لوگون کی ضروریات اور مطلوبات سے واقفیت ہوجاتی ہے اور گورنمنٹ کو یہ امر غایت درجہ ملحوظ ہے کہ جہان تک ملک کی بہتری اور انصاف کے ساتھ ممکن ہو ملکی انتظام اور اجرای آئین رعایا کی رسوم اور خواہش کی موافق کرے اسواسطے مجھے یہ توقع ہے کہ جو امور ملک کے انتظام اور خلقت کی رفاہ کی باب مین مفید ہون اوسمین آپ سب مباحثہ کرتے رہین اور عندالضرورت اپنی رای اور اپنے مشورون کے اختتام سے گورنمنٹ کو مطلع کرین—

اسکے بعد بہ نسبت استمراری بندوبست کی جو انسٹیٹیوٹ کے سکرٹری نے ذکر کیا تھا فرمایا کہ اس امر کا مباحثہ بہت دقیق اور طویل ہے اگر اسمین گفتگو شروع ہو تو یقین ہے کہ صبح ہوجاے تو بھی ختم نہو اور تسپر کچھ اوسکا نتیجہ نہ نکلے ہان اس قدر کہتا ہون کہ اگر آپ لوگون کو اپنے لڑکون کی تعلیم منظور ہو تو کچھ ایسی بڑی مقدوری نہین ہے جس قدر آپ لوگ شادی وغیرہ مین لاکھون روپیہ فضول صرف کرتے ہین اگر اسکا چھوٹا حصہ بھی اس کام مین خرچ کیجیے تو اس کسر قلیل سے ترقی تعلیم کے لیے کافی اور آپ سبھون کے حق مین بھتر ہو سرکار اسمین کوشش کرتی ہی کہ تعلیم کے وسیلے جمع ہوجاوین پس ہر کس و ناکس کو چاہیے کہ اون وسیلون کو نعمت عظمی سمجھکر اون سی اپنے لڑکون کو تعلیم دے اور اگر ہوسکے تو ہر شخص یونیورسٹی کی تعلیم اور امتحان مین اوسکا خطاب حاصل کرے ہی جناب ممدوح نے نہایت پسند کیا اون لوگون کو جنکو استطاعت ہے کہ لڑکون کو تعلیم کے لیے ولایت بھیجین اور اونھون نے بھیجدیا سید احمد خان بہادر صاحب بالاو طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ ایک نمونہ ہین اس بات کی کہ خود اپنے لڑکون کے ساتھ ولایت گئی اور اب اونکے ایک لڑکے کی اچھی سی اچھی تعلیم مو انگلستان مین

ہوسکتی ہے کیمبرج کے قدیم یونیورسٹی کالج نہین ہوتی ہے پھر جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے ارباب انسٹیٹیوٹ سے نسوان کی تعلیم کے باب مین تاکید کی اور بیان فرمایا کہ اوسکے فوائد سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اوسکی سبب سے لڑکون کی تعلیم اونکی والدہ سے بخوبی ہوسکتی ہے اور اس باب مین جو کوشش **مولوی شاہ علی** انڈنون شہر مراد آباد مین کرتے ہین اوسکی تعریف کی اور نیز نواب صاحب بہادر **والی رامپور** کی توصیف فرمائی کہ اونھون نے بریلی مین اپنا بڑا مکان مشن کی عورتون کے اسکول کے واسطے عطا کیا جسمین عورتین طبابت کا کام سیکھتی ہین اور جس سے امید ہو کہ رعایا کے زنانے مین معالجہ کی آسانی اور آسایش ہو اس تقریر کے ختم کرنے کے وقت جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے ارشاد کیا کہ یہ جو ڈپٹی صاحب سکرٹری انسٹیٹیوٹ نے کہا اسمین بالکل میرا بھی اتفاق ہے کہ جیسے شہر کی نہایت لطف کے ساتھہ روشنی کی گئی ہے اسی طرح یہ نظیر اور مثال ہو کہ تہذیب اخلاق اور تعلیم کی ترقی کی روشنی شہر مراد آباد اور روہیلکھنڈ کے تمام ملک مین چھا جاے —

نمبر ۱۵

کالپی کا ضلع اسکول

ماہ فروری ۱۸۷۲ء

دسوین فروری ۱۸۷۲ء کو جو مکان نئے ضلع اسکول کے لیے تعمیر ہوا ہے اوسکے افتتاح کے واسطے جناب **سر ولیم میور صاحب بہادر** لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی دام اقبالہ تشریف لے گئے ممبران میونسپل کمیٹی اور اکثر رؤسائے شہر کالپی اور حکام ضلع اور عہدہ داران اعلی ہمراہیان جناب ممدوح کے سوا نواب صاحب باؤنی مع اپنے بھائیون اور ولیعہد کے اور راجہ **گوپال پور** اور راجہ **جگمن پور** بھی موجود تھے۔

اجلاس کے وقت پہلے **ایڈورڈس صاحب** بہادر کمشنر جہانسی نے ایک ایڈریس انگریزی زبان مین گذرانی جسمین اونکی استدعا تھی کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اسکول کے افتتاح کی رسم ادا کرین اور اوس ایڈریس کو اردو زبان مین سکرٹری کمیٹی اور فیض علی ممبر میونسپل کمیٹی نے پڑھا۔

جب ایڈریس ختم ہوئی تب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اول انگریزی زبان مین تھوڑی سی تقریر ایڈریس کے جواب مین فرمائی اور پھر اوس سے زیادہ ہندوستانی زبان مین یہ فرمایا۔

چونکہ تیس برس سے زیادہ ہوا کہ مینے اس کالپی کے ضلع کا بندوبست کیا تھا اس لیے اب جو پھر اتنی عرصے کے بعد یہان آنا ہوا تو اوسکی ترقی اور بہتری کے امور مین دل لگتا ہے خاص کر اس موقع پر کہ جو رعایا کی تعلیم کی ترقی کا ایک نشان معلوم ہوتا ہے زیادہ جی خوش ہوتا ہے۔

یہ مکان جسکا افتتاح ضلع اسکول کی واسطے کیا جاتا ہے خوش نما اور وسیع اور مدرسے کے امور ضروری کے لیے کافی ہے

اسکی تعمیر کا ارادہ پہلے کرنل ڈیوڈسن صاحب بہادر نے اور اوسکے بعد ویٹ صاحب بہادر قائم مقام ڈپٹی کمشنر نے کیا اور میونسپل کمیٹی نے اوسمین امداد اور اعانت کی اور گو کہ صرف چند ہی مہینے سے اسکی تعمیر شروع ہوئی لیکن مسٹر ہال صاحب بہادر انجنیر ضلع اور ویٹ صاحب اور کپتان کوین صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کالپی کے اہتمام اور کوشش سے اتنا جلد قریب اختتام کے پہونچا ان سب اصحاب علی الخصوص مسٹر ہال صاحب بہادر اور کپتان کوین صاحب بہادر کی شکرگذاری ادا کرتا ہون —

بعد باندہ کے کالپی بوندیلکھنڈ کے سبب سے بڑے شہرون مین ہے اور لائق اس بات کے ہے کہ اوسمین اچھا انگریزی مدرسہ ہو لیکن اس شہر کے باشندون کو اس بات پر اکتفا نکرنا چاہیے کہ میونسپل کمیٹی نے اسکول کے لیے مدد کی یہ تو اعانت کرنے کا ایک سہل طریقہ ہے بلکہ چاہیے کہ ہر شخص بذات خود اسکول کی ترقی کے لیے امداد کرے اس صورت مین مناسب ہی کہ اپنے گھرانے کی اولاد کو اسکول مین بھیجے اور اپنے پڑوسی اور قرب وجوار کے لوگون کو ترغیب دے کہ لڑکون کی تعلیم کرین اور جو اشخاص کمیٹی مین شامل ہین وہ اپنی کمیٹی کا کام انجام کرنے اور اوسکی ترقی مین کوشش کرین اور وہ اچھی طرح اس مشورہ اور صلاح مین مدد اور اعانت کرسکتے ہین کہ کس انتظام سے رعایا کے لیے طرز تعلیم اونکی ضروریات کے واسطے موافق اور مناسب اور مدرسہ سبھون کے لئے پسندیدہ ہوسکتا ہے اگر لڑکون کے ماباپ چاہین تو فارسی اور سنسکرت اور عربی پڑھا سکتے ہین اور خاص مدد دیکر ہر شخص کو اختیار ہے کہ ان زبانون کی تعلیم کے لیے ایسی مدد کرے جسمین اونکی تعلیم قرار واقعی ہو

یہ ارادہ نہین ہے کہ اس ضلع اسکول کے سبب سے تحصیلی اسکول بند ہو جاے یہان دونون کی گنجایش ہے ہان شاید یہ صلاح ہو کہ تحصیلی اسکول پرانی کالپی مین منتقل ہو جاے کہ غربا اوسمین بلافیس تعلیم پائین —

اس تیس برس کے عرصے مین ہندوستان مین بڑے تغیرات واقع ہوئے ہر کہین زراعت کی پیداواری مین افزایش اور آمد و رفت کے اسباب کی ترقی ہوئی اور نہر اور ریل اور تار برقی وغیرہ اور تعلیم روشنضمیری نے رواج پایا تم لوگون مین سے جنھون نے میان دوآب اور اوراطراف مین سیر کی ہے اونکو معلوم ہوگا کہ یہان کے لوگ اور جگہ کے

لوگون سے اِن فوائد مین بھی پیچھے ہین اور کسی قدر یہ امر دور رہنے کے باعث سے ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ریل جو اوراطراف مین گئی اوس سے یہان کی تجارت مین نقصان ہوا ہو مگر اسپر بھی سڑک کے بنجانے اور شہر دریای جمن کے کنارے پر واقع ہونے اور تجارت کی قدیم جگہہ ہونے کے سبب سے اکثر فوائد کے امور یہان باقی ہین اور گورنمنٹ کی طرف سے جہان تک ممکن ہوگا اسکی ترقی کی مدد کرنے مین ہرگز کوتاہی نہوگی اگرچہ ابھی تک یہان ریل اور تار برقی جاری ہونے کی کوئی صورت نظر نہین آتی مگر امید ہی کہ عنقریب ایک نہر جاری ہو جو بتوا ندی سے جھانسی کی نواح مین نکالی جاے اور اوسکی شاخین اس جالون کی خشک زمین مین ہوکر کالپی اور شاید باونی کی علاقہ تک پہونچین۔

تعلیم کے باب مین بھی جمنا کے اس طرف ترقی ہونی صاف ظاہر ہے بہ نسبت اون دنون کے جب مین یہان بند وبست کرتا تھا بند وبست کی رپورٹ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اوسمین ایک یادداشت ہی کہ اوس زمانی مین کالپی مین ۵ اسکول اور ۱۰۵ طالب العلم تھے اور اب جالون کے ضلع مین قریب تین ہزار طالب العلم کی ہین اونمین سے قریب دو ہزار حلقہ بندی اسکولون مین جو ضلع کے ہر اطراف مین منتشر ہین اور ۱۰۰ تحصیلی مکتبون مین واضح ہو کہ ان دنون کی تعلیم اور اون دنون کی تعلیم مین زمین آسمان کا فرق ہے چنانچہ پرانے اسکولون کا حال یہ تھا کہ اکثر سواے حساب اور لکھنے پڑھنے کی زیادہ تعلیم نہین ہوتی تھی بخلاف اوسکے اب تمام سرکاری مدرسون مین سواے لکھنے پڑھنے اور حساب کی تعلیم کے سب علوم کی شاخین اچھی طرح پڑھائی جاتی ہین اور اس شہر سے بھی دو تین طالب العلم کالج مین بھیجے گئے چنانچہ اونمین سے ایک برج بلبب نام ہے جسکا نام ان دنون دوسرے درجے کے امتحان مین کامیاب ہونے کی نسبت گزٹ ہند مین مشتہر ہوا۔

پس مین امید کرتا ہون کہ ترقی تعلیم کے دن قریب آتے ہین مگر اسکی کامیابی کے لیے ضرور ہی کہ لوگ خود سعی اور کوشش کرین اور جو سرکار کی طرف سے اسمین انتظام ہوتا ہے لوگون کے لیے اوسکی پسندیدگی اور فوائد کا لحاظ اور شہر اور دیہات کی اسکولون مین لڑکون کے بھیجنے کی ترغیب سبھون سے کرین۔

اور امید ہے کہ اس نئے اسکول سے جسکا آج افتتاح ہوا اس امر اہم مین خوب مدد ہو اس نظر سے ضرور ہے

کہ اسکے متعلق ایک بورڈنگ ہوس یعنی طالب العلمون کی سراے بنا ہو جسمین دیہات کے اچھے اچھے لڑکے
یہان آکے اپنی تحصیل پوری کرین اور نیز اِس اسکول کے اچھے اچھے طالب العلم وظیفے کے ذریعے سے بڑی کالجون
اور اسکولون مین جیسے آگرہ کانپور الہ آباد بھیجے جائین کہ وہان جاکر اپنی تحصیل کی تکمیل کرین اِس ارشاد کے
بعد جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے فرمایا کہ کیسے کیسے عہدے اور عزت پانے کی موقع ہین اگر لڑکے اچھی
طرح پڑھین تو اوسکی حاصل کرنیکا حوصلہ کر سکتے ہین اور اون بنگالیون کا ذکر کیا جو حال مین ولایت جاکر سول سروس
کے امتحان مین کامیاب ہوئے اور فرمایا کہ کوئی بات اسکی مانع نہین ہے کہ اونکے لیے جو کامیابی اور عزت ہوئی
وہ اِس نواح کے لوگون کے لیے نہو مجھے امید ہے کہ جیسے کالپی اگلے دنون مین تجارت کے لیے مشہور اور معروف
تھی تعلیم کے باب مین بھی وہ ایسی ہی تعریف اور توصیف کے لائق ہو جاے ــ

جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے فرمایا کہ جو بات ایڈریس کے پچھلے جملے مین ہے اوسکے سننے سے مین راضی
اور خوش ہوا اِس ضلع اور شہر کی کتنی باتین جو میرے اوایل کے دنون کی ہین یاد آتی ہین اسکے لیے ہمیشہ
دل مین بہتری کا خیال رہیگا اور جب اِس ملک سے اپنے ملک مین جاؤنگا تو اِس موقع کو خوشی سے یاد کرونگا

نمبر ۱۶

روڑکی کے طامسن کالج

ماہ نومبر ۱۸۷۲ء

---

۲۸ - نومبر ۱۸۷۲ء روز پنجشنبہ کو جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی مع حکام اعلی درجے کے جو جناب ممدوح کے ہمراہ تھے طامسن سول انجنیرنگ کالج مین تشریف لائے جس وقت جناب سر ولیم میور صاحب بہادر کالج کے مختلف درجون کو ملاحظہ فرما چکے جنکے طالب علم اپنے اپنے مختلف درجون مین کام کر رہے تھے تو تمام انگریزی اور ہندوستانی طالب علم جو قریب دو سو کے تھے کالج کے بڑے کمرے مین جمع ہوئے اور جناب ممدوح نے اونسے بزبان انگریزی مخاطب ہو کر حسب تفصیل ذیل تقریر فرمائی ـ

اے میجر لینگ اے مدرسو اے طالب علمو ـ سابق مین جب کبھی مین اس کالج مین آیا تو مینے صرف مختلف درجون کے معاینہ کرنے پر اکتفا کیا تھا اور اب تک آپ سے کبھی ایسے مجمع مین یون گفتگو نہین کی تھی جو اب کرتا ہون ـ

آپ کو معلوم ہوگا کہ اسکا یہ سبب ہی کہ اس قسم کی گفتگو کرنیکا معمولی موقع سالانہ امتحان اور تقسیم انعام کا ماہ ستمبر مین ہوتا ہے اور سال مین یہ ایک ایسا وقت ہوتا ہی کہ اوس وقت ہمیشہ اس جگہ آنا باسایش ممکن نہین دو برس کا عرصہ ہوا کہ مینے اوس دلچسپ موقع پر میر مجلس ہونیکا بندوبست کیا تھا اور قریب روانگی کے تھا مگر ایک ایسے ناگہانی سبب سے جو بالکل میرے اختیار سے باہر تھا نہ آسکا ـ

مگر مین اپنی دانست مین اس موقع پر خاموش نہین رہ سکتا یہ میرا آخری معاینہ ایک ایسے مدرسے کا ہے

جسکی جانب ہمیشہ میری دلی توجہ رہی ہے مجھکو اس کالج کے دیکھنے سے اون ممتاز اور شریف آدمیون کا بڑا خیال آتا ہے جنمین سے بعض اب اس جہان سے گذر گئے ہین اور اوس خیال کے باعث سے مجھکو اس مدرسے سے نہایت محبت ہے یہ کالج اوس دانشمند رکن دوست کی دانائی اور دوراندیشی کا نتیجہ ہے جسکے نام سے یہ مشہور ہے ہندوستان مین جب روز بروز فن انجنیری یعنی ہندوستانی اور انگریزی دونون قسم کے انجنیرون کی ضرورت زیادہ ہوتی جاتی تھی اوسکے لحاظ سے مسٹر طامسن صاحب بہادر نے یہ کالج اس غرض سے تجویز کیا کہ افسرون اور طالب علمون کو اعلی درجے کے فن انجنیری کی تعلیم دیجاوے اور نیز لئیق سپاہیون اور اور شخصون کو ادنئے درجون مین روزگار کا موقع حاصل ہو اور سب سے زیادہ صاحب موصوف کو اسبات کا خیال تھا کہ اس ملک کے باشندون کو اسبات کا موقع اور ترغیب دیجاوے کہ وہ اپنے آپ انجنیری کے کام کرنے کی لیاقت پیدا کرین چنانچہ اوس دانشمند حاکم کی جیسی اور کامون مین دانائی اور لیاقت ظاہر ہوتی ہے ویسے ہی اس معاملے مین بھی ہویدا ہے اور اسکے ثبوت کے لیے جو کچھ اس وقت ہماری آنکھون کے سامنے موجود ہے وہی بس کافی ہے مجھکو خوب یاد ہے کہ جس وقت سرکار کمپنی کے ڈائرکٹرون کے محکمۂ عالیہ سے اس تجویز کی منظوری آئی تھی جسکی مفصل کیفیت مع نقشہ اس مکان کے جناب مسٹر طامسن صاحب نے بذریعے ایک اشتہار کے مشتہر فرمائی تھی تو صاحب موصوف کو اوسکے سننے سے دلی خوشی حاصل ہوئی تھی اور جو سرکاری کام مینے پہلے پہل کیے تھے منجملہ اونکے صاحب موصوف کے سکرٹری ہونے کی حیثیت سے ایک یہ کام بھی تھا کہ مینے اپنے دستخط اوس اشتہار پر کیے اور یہ لکھا تھا کہ محکمۂ عالیہ سرکار کمپنی نے اسکو دل سے منظور فرمایا پس جب کہ ہم اس کالج کی بنیاد پر خیال کرین تو ہم کو زیبا ہے کہ اوسکے ساتھ ہمیشہ اوسکے بانی کو بھی دلی محبت سے یاد کرین —

اگرچہ اس کالج کو قائم ہوئے پچیس برس نہین ہوئے تاہم بہت سے قابل یاد رکھنے کے خیالات اوس سے متعلق ہین یعنی کرنل کاٹلی کرنل بیرڈ سمتھ کرنل ڈیاس اور کرنل ٹرنبل علی التواتر اوسکی نگران ہے

اور وہ سب اس جہان سے اُٹھہ گئے جس موقع پر یہ کالج بنا ہوا ہے وہ بھی نہایت ہی موزون ہے کیونکہ وہ فن انجنیری کے اون عمدہ یادگارون کے قریب واقع ہے جنکے ذریعے سے نہر گنگ ہردوار سے نشیبون اور پہاڑی نالون سے گذر کر جاتی ہے اور یہ نہر سر پروبی کاٹلی صاحب کے ہنر اور ہمت کی ایک دائمی نشانی ہے۔

اِس کالج کے ضمن مین اون نیک اور لایق افسرون کی بھی بہت سی باتون کی یاد آتی ہے جو عہدہ پرنسپلی پر مامور رہے جسکا کام میرے دوست میجر لینگ صاحب آجکل نہایت خوبی کے ساتھہ انجام دیتے ہین یعنی مسٹر اولڈ فیلڈ اور میکلگن اور ولیمس اور میڈلی اور اوسکی بعض ممتاز طالب علمون کی بہت سی باتون کی یاد آتی ہے جنمین سے لفٹنٹ للنگسٹن صاحب ہین (جو دو برس تک میرے پرائیوٹ سکرٹری رہے) جنھون نے اپنا علم اور انجنیری کا شوق اسی جگہ حاصل کیا تھا اونکی یاد زیادہ تر موجب مسرت ہے۔

لیکن علاوہ ان باتون کے ایک خاص وجہ دلچسپی علم کی یہ ہے کہ انگلستان مین فن انجنیری کی تعلیم کے واسطے متعلق ہندوستان ایک کالج کے مقرر ہونے سے یہان کے لوگون کو اس کالج کی آیندہ حالت اور گورنمنٹ کی امداد کے برابر جاری رہنے کی نسبت تردد ہوا تھا اور مجھکو بھی اوسکی بڑی فکر تھی اور مجھسے اس باب مین گورنمنٹ ہند سے خط کتابت ہوئی پس مین نہایت خوشی کے ساتھہ آپ کو اور آپ کے ذریعے سے اون لوگون کو جو طامسن کالج سے سروکار رکھتے ہین مطلع کرتا ہون کہ جو کالج لندن مین قائم ہوا ہے وہ کسی طرح پر اون تعلقات مین خلل انداز نہوگا جو گورنمنٹ ہندوستان کو اس کالج کے ساتھہ ہین اور نہ اون خدمتون مین خلل واقع ہوگا جسکا بھروسہ اوسکے کامیاب طالب علمون کو دیا گیا ہے غرضکہ دونون کالجون کے درمیان کسی قسم کی مخالفت نہوگی اِس ملک کا کام اس قدر ہے کہ دونون کالجونکے طلبا کی گنجایش ہوجاویگی مین یقین کرتا ہون کہ جو انصاف جناب صاحب گورنر جنرل نے باجلاس کونسل درباب رڑکی کالج کے فرمایا اوسکے آپ سب صاحب میرے شریک ہوکر نہایت ممنون ہونگے۔

اب مین چند باتین ہر ایک جماعت سے کہنا چاہتا ہون - پہلے تو انجنیرنگ کلاس سے جسمین افسر اور سول اور ہندوستانی طالب علم بھرتی ہین افسران عالی حوصلۂ ولایت کو نصیحت جانفشانی کی کرنا فضول ہے کیونکہ یہان اونکا از خود آنا دلیل اسکی ہے کہ اونکی تحصیل بالضرور فائدہ بخش ہوگی ابھی مین ایک طالب علم فراغ یافتہ مرحوم کا ذکر کر چکا ہون تمکو چاہیے کہ اوسکا تتبع کرو -

جماعت انجنیری کے طالب علمو - آپکا پیشہ نہایت عمدہ ہے اور ہندوستان مین اس پیشے کی کرنے کے واسطے نہایت بڑی گنجایش ہے ترقی ملک تمھاری کوششون پر منحصر ہے یعنی ہم تم ہی سے اِس بات کی توقع رکھتے ہین کہ تم ملک مین جابجا آمد و رفت کے واسطے سڑکین اور لوگون کی آسایش کے واسطے پل اور مکانات بناؤ خشک سالی کی آفت سے بچانے اور ملک مین خوشحالی اور مرفہ الحالی پیدا کرنے کے واسطے نہرین جاری کرو تجارت اور آمد و رفت کو ترقی دینے کے واسطے آہنی سڑکین بناؤ اور ہماری شہرون اور دیہات کو وبائی امراض سے محفوظ رکھنے کے واسطے پانی کے نکاس کا بندوبست کرو اور اگر ملک کی اس قسم کی ترقی سے مناسب طور پر کام لیا جاوے تو اس سے حالت معاشرت کو بھی بڑی ترقی حاصل ہوگی مثلاً جن سررشتون کا مینے ذکر کیا اون مین سے ایک ریلوے لو تو جس قدر مدرسے ہمنے قائم کیے ہین شاید اون سب کی بہ نسبت اِس ریل کا ہندوستانیون کے دلون کو روشن کرنے مین زیادہ قوی اثر ہوا ہے اور اگر ہم نسوان کے پردے کا بندوبست کرنے سے اوسط اور اعلیٰ درجے کے فرقون کو اس بات کی ترغیب دیسکین کہ وہ اپنی مستورات کو ریل کے سفر سے مستفید ہونے دین تو مین یقین کرتا ہون کہ اور باتون کی - بہ نسبت اس سے لوگون کی زیادہ روشنضمیری اور اونکی طریق معاشرت کی تہذیب ہوگی کیونکہ اسکے باعث سے ایسی پردہ داری کا سخت دستور ٹوٹ جاویگا اور ہندوستان کی عورتین اور مرد سفر کے فائدے حاصل کر سکینگے اور قدرت کی خوبصورتی اور ہوائے خالص اور روشنی سے حظ اوٹھا سکینگے -

درجۂ انجنیری کے ہندوستانی طالب علمون سے جناب سر ولیم میور صاحب بہادر نے مخاطب ہو کر فرمایا

کہ جناب طامسن صاحب کو تمام جماعتون مین اسی جماعت سے ہندوستان کو اس طریق مین فائدہ پہونچنے کی توقع تھی کہ اسکے ذریعے سے ہندوستانی فن انجنیری اور اوسکا عمل سیکھ جاوینگے اور اس طرح پر ایک ایسا فرقہ دیسی انجنیرون کا طیار ہوجاویگا جو خود اپنے علم کو عمل مین لانے کی لیاقت رکھتے ہون چنانچہ اس مقصد سے صاحب موصوف نے پچاس پچاس روپیہ ماہواری کی چھہ وظیفے مقرر کیے تھے اور جناب سر ولیم میو صاحب بہادر نے بھی اسی غرض سے ہندوستانی امیدوارون کو اون وظیفون کے دینے مین نہایت ہی احتیاط فرمائی ہے اور جب ہندوستانی امیدوار نہین پیش آئی تو وظیفونکی اسامی جو خالی رہی اور جماعتون کے لیے منتقل کرنا ہرگز منظور نہین فرمایا ہے مگر جناب ممدوح کو اس بات کا افسوس ہے کہ اس جماعت سے اوسکے قائم کرنے والی کی امیدین اب تک پوری نہین ہوئین چند برس تک اس جماعت مین ایک بھی ہندوستانی طالب علم نہ تھا مگر جناب ممدوح کو اس بات کے دیکھنے سے خوشی حاصل ہوئی کہ چند روز سے یہ جماعت سرسبز ہونے لگی ہے سال گذشتہ ان اضلاع مین دو شخص اون وظیفون کے امیدوار تھے مگر اونھون نے اپنی تعلیم کو پورا کرنے سے پیشتر کالج کو چھوڑ دیا بالفعل پانچ امیدوار ہین جنمین سے دو پنجاب کے اور تین بنگالی کے رہنے والے ہین جو لیاقت ہندوستانی انجنیر حاصل کرسکتے ہین اوسکا ایک نہایت عمدہ نمونہ رائے کنھیا لعل ہے جو ۱۸۵۲ء مین اوس کالج کے طالب علم تھے اور اب قسمت لاہور کے ایکزیکٹیو انجنیر ہین اور وہان کے تمام مکانات متعلقہ فوج کی تعمیر کا اہتمام اونھین کے ذمے ہے اور گورنمنٹ کے عہدہ داران صیغۂ جنگ وصیغۂ سول کے ہمرتبہ ہین چنانچہ چند سال کا عرصہ ہوا کہ گورنمنٹ ہند نے اونکی کارگزاری کی بڑی قدرشناسی فرمائی اور رائے کا خطاب اونکو عنایت کیا سوائے اونکے مین چند اور لیئق اسسٹنٹ انجنیرون کا نام بیان کرسکتا ہون اور مجھکو بھروسہ ہے کہ تعلیم یافتہ اور ذی عزت ہندوستانیون مین یہ فن اور بھی زیادہ مروج ہوجاے اور اسکی کوئی وجہ نہین ہے کہ اس فن کو ترقی نہو اور وہ اون اعلی درجے کے انجنیری کے عہدون کے حاصل کرنے کے واسطے کوشش نکرین جنکا مشاہرہ معقول ہے اور جو ہندوستانیون اونکی اولوالعزمی کے آزمانے کے واسطے موجود کردیے گئے ہین جو ہندوستانی

رؤسای ذی مقدور ہین اونکو یہ بات نہایت شایان ہے کہ وہ اِس عمدہ کام مین ہندوستان کے نوجوان آدمیون کو ترغیب دینے کے واسطے وظیفے یا انعام مقرر کرنے مین گورنمنٹ کے عمدہ ارادون مین مدد دین اِس جماعت مین بجاے پانچ یا چھ طالب علمون کے پچاس ساٹھ ہندوستانی طالب علم ہونے چاہئین کیونکہ اونکے واسطے کثرت سی روزگار موجود ہے اور جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو یقین ہے کہ کیمپن صاحب بہادر حتی الامکان لئیق طالب علمون کو اس بات کی ترغیب دینے مین مدد دینگے کہ وہ ہمارے کالجون سی یہان آوین اور اس جماعت مین داخل ہون —

چونکہ ادنے درجے کی دفعۂ دوم مین صرف ہندوستانی طالب علم تھے لہذا جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اونسے مخاطب ہوکر اُردو مین تقریر فرمائی جناب ممدوح نے فرمایا کہ ادنے درجے کی دفعۂ دوم کی طالب علمون سے اکثر اوقات غفلت اور خیانت کے قصور سرزد ہوتے ہین اور اونکو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ مستعدی کی عادتین اختیار کرین اور جو کام اونکے متعلق کیے گئے ہین اونکو آمادگی اور لیاقت کے ساتھ پورا پورا انجام دین کیونکہ انجنیری کے اون تمام بڑے بڑے کامون مین جو آج کل جاری ہین یا زیر تجویز ہین اونکے روزگار کے واسطے بے انتہا گنجایش ہے اور اگر وہ ایمانداری اور لیاقت اور مستعدی کے ساتھ کام کرینگے تو یقیناً اونکو اپنی پیشے مین عروج حاصل ہوگا جناب ممدوح نے اس بات پر نہایت خوشی ظاہر فرمائی کہ اضلاع ممالک مغربی کے مدرسون کے بہت سی طالب علم اس سررشتے مین نوکری کے امیدوار ہین مگر خاص کر یہ طالب علم اونھین اضلاع سی آتے ہین جو قریب قریب مدرسۂ مذکور کے ہین کیمپن صاحب بہادر ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم کو اس امر کی فکر رکھنی چاہیے کہ ہر اطراف کے صوبون کے طالب علمون کو بھی یہان آنے کی ترغیب دیجاوے اور اس مقصد کے واسطے ذریعے اور آسان طریقے مہیا کرنے چاہئین تاکہ اس جماعت سی ہر ایک ضلع متمتع ہو —

خاتمے پر جناب سر ولیم میور صاحب بہادر نے میجر لینگ صاحب بہادر پرنسپل کی جانب مخاطب ہوکر انکی توجہ

ف چنانچہ مہاراجہ وزیانگرم نے اس اشارہ کے بموجب بعض وظیفے مقرر کئے —

اور سرگرمی کا دلی شکریہ ادا فرمایا جو صاحب موصوف نے کالج کی بہبودی مین ظاہر کی ہے صاحب موصوف اور میجر میڈلی صاحب پرنسپل سابق کی ہی سعی اور کوشش کا یہ نتیجہ ہے کہ اِس وقت تمام جماعتون مین بہت سے طالب علم ہین اور تعلیم نہایت عمدہ ہے اور جناب ممدوح مدرسون اور کالج کے عملے کی عموماً مشکور ہوئی اِس آخری دورے مین جناب ممدوح کو اِس امر سے نہایت رنج و افسوس ہوا کہ یہان پھر اونکی تشریف آوری کا اتفاق نہوگا جناب ممدوح نے فرمایا کہ جو تدبیرین فی الحال سوچی گئی ہین اونسے اِس کالج کو بڑی ترقی ضرور ہوگی اور جناب ممدوح اوسکی بہبودی اور کامیابی کی خبر سننے کے نہایت شوق سے منتظر رہینگے جناب ممدوح نے یہ بھی یقین ظاہر فرمایا کہ یہ کالج اب اِس ملک کے حق مین فائدہ رسان ہوتا جاتا ہے اور جس مقصد کے واسطے وہ قائم کیا گیا ہے وہ اوس سے پورا ہوجاویگا یعنی اوسکے ذریعے سے صرف ہر ایک درجے کے انگریز ہی اِس پیشے کے لائق نہوجاوینگے بلکہ شمالی ہندوستان کے نوجوان بھی اوسکے ذریعے سے اِس فن انجنیری سے مستفید ہونگے اور یہ کام وہ ہے جو ولایت کی کالج کی قدرت سے باہر ہے۔

نمبر ۱۷

دربار بمقام آگرہ
ماہ فروری ۱۸۷۳ء

۱۲- فروری ۷۳ء کو بدھ کے دن بندگان ذیشان نواب معلّی القاب لفٹننٹ گورنر بہادر دام اقبالہٗ کمشنری آگرہ کے اضلاع کے رؤسا کے واسطے دربار کیا جسمیں راجگان مفصلۂ ذیل موجود تھے یعنی۔

۱ مہاراجہ مہندر مہندر سنگہ بہادر راجہ بھداور۔

۲ راجہ پرتاب سنگہ راجہ مین پوری۔

۳ راجہ بیربھدر سنگہ نبیرۂ راجہ بلوان سنگہ متوفی کاشی والہ۔

۴ راجہ ٹیکم سنگہ بہادر مصاحب دلاور طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند راجہ مڈسان۔

۵ راجہ پرتھی سنگہ راجہ آوا۔

۶ راجہ دلسکھہ راے بہادر راجہ بلرام۔

۷ راجہ جسونت راؤ مصاحب دلاور طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند راجہ لکھنان۔

۸ راجہ رام چندر راجہ رام پورہ۔

۹ راجہ لچھمن سنگہ راجہ کراولی۔

۱۰ ہرنراین سنگہ متبناے راجہ گوبند سنگہ متوفی۔

۱۱ راؤ پرتھی سنگہ کھمسی پور۔

۱۲ چودہری جے چند بنسیا۔

۱۳ سیٹھہ لچھمن داس برادرزادہ سیٹھہ لکھمی چند متوفی۔

جس وقت سب درباری پیش ہوکر نذرین دکھا چکے تو لعل بہادر طالب علم ساکن سنبھل پیش کیا گیا اور بندگان نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اوسکو تین سو روپیہ جو متھرا کے گوشائین مہاراج پرسوتم داس جی نے اوس طالب علم کے دینے کے لیے دیا تھا جو داخلا کے امتحان مین نمبر اول ہوا اور نیز ایک گھڑی جو بابو لیسری پرشاد منصف فتح آباد نے دی تھی عطا فرمائی۔

پھر بشن لعل جسنے بی اے کا امتحان دیا تھا پیش ہوا اور اوسکو حسبہ موافق اوسکی ڈگری کے مرحمت کیا اور وہ اور یونیورسٹی کی سند پائے ہوؤن کے ساتھ دربار مین بٹھایا گیا۔

بعد اوسکے بندگان حضور ممدوح نے درباریون سے مخاطب ہوکر اردو زبان مین یون ارشاد فرمایا۔

اے مہاراجہ و راجگان و رؤسا و تعلقداران کمشنری آگرہ و ضلع علیگڈہ۔

آپ سبھون کو یاد ہوگا کہ پچھلی دفعہ جو مین آگرہ مین آیا اور وہ وہ وقت تھا جب **حضرت شاہزادہ** تشریف لائے تھے اور اب تین برس کے بعد پھر یہان آیا کہ یہ آخری دربار کرون۔

اس درمیان مین جو ترقی اور بہبودی کے آثار مترتب ہوئے وہ بخوبی نمایان ہین خصوصاً دو امر عظیم شروع ہوئے اور اونکے انجام کو پہونچنے کا آغاز ہوا اول آگرہ کی نہر جو دہلی کی جانب جنوب جمنا سے نکالی جائیگی اوس سے جمنا کی داہنی جانب آگرہ متھرا گورگانوان کے اضلاع کی آبپاشی ہوگی اور وہان کے ریگستان مین اوسکے سبب سے پیداواری کی افزایش بخوبی ہوجائیگی اور خصوص ایام خشک سالی مین قحط کی خرابیان اوس سے دور ہوجائینگی علی ہذا القیاس گنگا کی نہر مین ایک دوسرے بند کے ذریعے سے جو راج گھاٹ کی پاس بنتا ہے پانی دونا ہوجاویگا اور جسکے سبب سے دوآبے کے بعض اطراف جو آب نہر کی آبپاشی سے محروم ہین آبپاشی کے فوائد سے فیضیاب ہونگے۔

دوسرا امر عظیم راجپوتانہ کی ریل ہے جسکے ذریعے سے کیا بوجہ تجارت اور کیا بسبب آپس کے میل جول کے
ممالک مغربی و شمالی اور خاصکر شہر آگرہ اجمیر اور اضلاع راجپوتانہ اور آخر کار بمبئی سے وصل ہوجائیگا
اور اِس کار عظیم سے جو ملک کی بہتری اور ترقی ہوگی وہ بیان سے باہر ہے کل میونسپلٹی کمیٹی کی مجلس
مین بعضون نے یہ احتمال کیا کہ آگرہ مین مال نہ اترنے اور یکسر آگے چلے جانے کے باعث سے اس شہر کی تجارت
مین کساد ہوگا لیکن میری راے مین ایسا نہین ہے بلکہ امید ہے کہ بعض باتون مین اوسکو فائدہ ہو اب آگرہ کا
شہر شاہراہ سے علحدہ ہے اگر کوئی اوسکے دیکھنے کو آوے تو اوسے پھر لوٹنا پڑتا ہے اور اس سبب سے لوگ
اوسکے دیکھنے کو کم آتے ہین جب ریل طیار ہوجاویگی تو پھر آگرہ کا شہر ہندوستان کی شاہراہ پر ہوجائیگا اور
لوگ اوسکی عمدہ عمارت دیکھنے کو بکثرت آمد و رفت کرینگے اور نیز راجپوتانہ اور وسط ہند کے اسباب تجارت
زیادہ سہولت سے موجود ہونگے اسواسطے جو اس شہر کے تنزل کا احتمال بعضون کے دلون مین ہے وہ میری
دانست مین بے بنیاد ہے۔

چونکہ دربار مین آپ لوگون سے ملنے کا یہ آخری موقع ہے چاہتا ہون کہ مثل میرٹھ کے دربار کے یہان بھی
نصیحت کے بعض کلمات کہون مجھے اپنے عہد حکومت مین یہ دلی آرزو ہے کہ اس ملک کی لوگون مین خود انتظامی
کے قاعدے کو زیادہ وسعت دون کیونکہ مجھے خوب معلوم ہے کہ اس صورت کی خودمختاری سے اپنے امورات کا
انصرام کرنا رعایا کی ذات کو فائدہ بخشتا ہے اور نیز اس سبب سے کہ اکثر امور مین وہ اپنی ضروریات اور مایحتاج سے
بخوبی واقف ہین بہ نسبت گورنمنٹ کے وہ خود اوسے زیادہ اچھی صورت سے انصرام کر سکتے ہین
اس لحاظ سے ہر بڑے شہر مین میونسپلٹی اور ہر ضلع مین لوکل کمیٹی قائم کی گئی بعضون نے برملا
اس امر کا دعوی کیا ہے کہ اس ملک کی رعایا ہنوز میونسپلٹی کے انتظام اور خودمختاری سے
اپنے امورات کی انصرام کرنیکے لائق نہین ہوئی ہے یہ دعوے کچھ صحیح ہے اور کچھ غلط بعض میونسپلٹی
ایسی ہین جنمین ہندوستانی ممبران ہوشیاری اور دانائی سے مشوری مین شریک ہوتے ہین اور قوانین سے

جو اونکو اختیار دیا گیا ہے اوسے اپنی ذاتی ذمہ داری جانکر انجام دیتے ہین اور ایسی میونسپلٹی کا مین
ممنون اور مشکور رہون اوس مدد کی وجہ سے جو گورنمنٹ کو اونکی کوشش سے ملتی ہے لیکن مین افسوس
کرتا ہون کہ بعض میونسپلٹی مین خود اختیاری اور اپنی ذاتی ذمہ داری کم معلوم ہوتی ہے بلکہ برعکس اوسکے
اونکے ممبر گورنمنٹ پر بھروسا رکھتے اور تکیہ کرتے ہین اور یہ حال بالکل اون امورات کے خود انتظام دینے کے
برخلاف ہی اکثر کمیٹیون مین کوئی بھی اپنی ذاتی راے دینے اور ذمہ داری پر دعوی کرنی مین کچھ سعی نہین کرتا
جو حاکم میر مجلس ہو اونکی طرف دیکھتے رہتے ہین اور اوسی کی راے کو بے سمجھے تسلیم کر لیتے ہین چاہیے کہ یہ جائے الزام
باقی نرہے گویا زمانہ حال مین یہ خود اختیاری کے قاعدی کا امتحان ہوتا ہے آپ لوگون کو اسمین سعی
اور کوشش چاہیے کہ امورات کی انصرام مین حقیقی اور ذاتی شرکت کرین اور کیا میونسپلٹی اور کیا لوکل کمیٹی مین
اون امور کے تجویز کرنے مین دل وجان سے شریک ہون جو ملک اور رعیت کی بہبود کے لیے زیادہ مفید ہین
اور پھر اوسکے انجام مین شریک رہنے اور کوشش کرنے مین —

واضح ہو کہ جتنے کام میونسپلٹی کے سپرد ہین اونمین صیغۂ تعلیم سب سی زیادہ بھاری اور ضروری ہے
ممالک مغربی اوشمالی مین یہ پہلا مرتبہ ہے کہ یونیورسٹی کے سندیافتہ دربار مین شامل ہونے سے مشرف ہوئے
اور امید ہے کہ آپ لوگ اونکو عزت دینے مین گورنمنٹ کے شریک ہونگے اور آج کے دن اس ممالک مغربی
اور شمالی کو زیادہ فخر کا باعث یہ ہی کہ وہ طالب علم **لعل** بہادر سنبھل ملک روہیلکھنڈ کا رہنے والا جسکو مینے
ابھی انعام دیا بریلی کالج کا بولڈر کلکتہ یونیورسٹی کے داخلا کے امتحان مین سب سی اول نمبر ہوا حالانکہ
دو ہزار ایک سو چوالیس طالب علم اس امتحان مین شریک تھے یہ امر البتہ ممالک مغربی اور شمالی کے لوگون کی
خوشی اور مسرت کا باعث ہی اور اس سے آپ لوگون کو اپنے لڑکون کی تعلیم مین تقویت پکڑنی چاہیے کیونکہ
اس سے ثابت ہی کہ ان ممالک کی طلبہ ہندوستان کے اور ملکون کے لڑکون سے سبقت لیجا سکتے ہین حقیقت
مین اس آگرہ کی کمشنری مین بہت وسیلون سے تعلیم کے اسباب بکثرت مہیا اور میسر ہین صرف یہ ضرور ہے

کہ آپ لوگ جو صاحب اختیار ہین رعایا کو ترغیب دین کہ وہ اپنے لڑکون کی تعلیم مین بخوبی کوشش کرین
ان چھہ ضلعون مین تخمیناً تینتیس ۳۳ ہزار لڑکے اور تین ہزار لڑکیان پڑھتی ہین اور ترغیب دلانے کے لیے
جسمین وہ زیادہ سعی اور کوشش کرین ہرجگہہ روزگار اور عزت طلبہ کے واسطے موجود ہے اور اگر صرف بخوبی
علم اور لیاقت حاصل ہو تو ملک مین ایسا کوئی عہدہ نہین ہے کہ جو وہ نہین پا سکتے اور اب خاص کرکے
جناب ویسراے نے علانیہ اپنی مرضی ظاہر فرمائی ہے کہ اس بات پر عمل ہو —

اب ایک اور امر کا بیان ہے جسکی میرے دل مین زیادہ رنجش ہے اور وہ ہندوستان کی نسوان کی
حالت ہے کہ وہ اکثر تعلیم کے فوائد سے محروم اور باہر کے کاروبار کے سرور اور نتائج سے معطل ہین دنیا کے
اور کسی ملک مین نسوان باہر کے کاروبار مین مدد کرنے سے معذور اور زنانہ کی چار دیواری کے قفس مین
مقید اور محبوس نہین ہین خدا نے کسی مخلوق کو بے مطلب پیدا نہین کیا ہے اور ہندوستان کی نسوان جبتک
اِس طرح سے محبوس رہتی ہین اپنی زیست کے بڑے مقصد سے محروم رہتی ہین اگر ہمالے کے برفستان کی
آپ لوگ سیر کرین تو وہان پہاڑ کی سفیدی اور روشنی اور صفائی ایسی درخشان ہے کہ بینائی اوسکے
دیکھنے سے رہ جاتی ہے اور بلندی اوسکی انسان کی رسائی سے محفوظ ہے خدا کی ایک عجیب قدرت ہے
اور تجلی اوس پہاڑ کی روشنی کی گویا آسمان کو چاک کرتی ہے اوسکی ایسی تشبیہ ہے جیسے خانقاہ مین
دنیا کی ناپاکی اور خرابیون سے پناہ لیتے ہین مگر خالق کا مدعا یہ نہین ہے اس برفستان سے خدا کی لطف سے
ایک عجیب اور عمدہ مقصد نکلتا ہے ایام گرما مین دھوپ کی اثر سے برف گل جاتی ہے اور پہاڑ کی بلندیون سے
ہزارون لاکھون چھوٹی چھوٹی نہرون مین پانی گرتا ہے اور وہ نیچے کے وادی مین طغیانی سے بہتا ہے
پھر وہ سب گنگا اور جمنا کے دریا مین ملتا ہے اور گرمی کی فصل مین اوسکے سبب سے دریا بڑھتا ہے اور خشکی کے
دنون مین پانی کی قلت کے وقت اوسنے نہرین بھری جاتی ہین اور اونکے ذریعے سے سرسبزی اور شادابی
اور پیداواری پھیلائی جاتی ہے اب اس تشبیہ کو آپ لوگون کے طریقے سے مقابل کرتا ہون جب آپ

لوگون کی نسوان تعلیم پاوین اور جیسا سب تعلیم یافتہ ملکون مین دستور ہی آپ لوگون کے ساتھہ کارہای نیک
جیسے غریبون کا اہتمام بیمارون کی خبرگیری وغیرہ مین شریک ہون اور باہر آکے خدا کی کارخانون
یعنی ہوا اور روشنی اور عجائب خلقت کی سیر سے جس طرح ہم سب اپنی دل کو بہلاتے ہین اپنا جی
بہلائین اور انسان کی خلقت سے جو خدا کا مطلب ہی اور جو باعتبار اسکے کہ زن و مرد شمار مین
نصفا نصف ہین گویا نصف ابھی پردہ اخفا مین ہے اور جس مقصد کو خدا نے نسوان کی لائق کیا ہی
اور وہ اس سے محروم ہین مناسب محل اور موقع پر مستفید ہون تب اس تمثیل کے موافق روشنضمیری
اور ترقی اور نئی زندگی اور اعلی ہمتی مثل شادابی اور سرسبزی کے تمام ہندوستان مین پھیل جاوی —
مین خوب جانتا ہون کہ یہ بات دقت اور مشکلات سے خالی نہین اور یہ میرا مطلب نہین ہی کہ ملک کی
رسومات مین جلدی سے تبدیلی ہو جاوے یا کوئی ایسا دستور جاری ہو جو ملک کی رسم اور عادات کی
برخلاف ہو لیکن یہ بات آپ لوگون کے غور اور مشورہ کے لائق ہے اور اسلام کی اور ولایتون مین
کسی قدر آزادگی مستورات کی واقع مین اونکی عصمت اور عفت کے مخالف نہین ہے اس بات کو آپکو اونکی
مشورہ پر چھوڑتا ہون میری نصیحت یہ ہی کہ اپنی دخترون کو تعلیم شروع کیجیئے تا کہ رفتہ رفتہ یوماً فیوماً آزادگی
کے لیے جسکی مین ترغیب دیتا ہون زیادہ لائق ہو جاوین وہ آزادگی جس بغیر اونکی زیست کا مقصد
مکمل نہین ہے اور جسکے بغیر مرد بھی موانست کی کمال اور نیکی کی اعلی درجے تک پہونچ نہین سکتے —
اس امر مین جہان تک ہو سکتا ہے سرکار مدد کرنے کو طیار ہے لیکن ایسے امورات مین جبتک آپ لوگ
خود سعی نکرین کچھ ہونا ممکن نہین اگر کچھ کامیابی کی امید ہے تو آپ ہی سبھون کی سعی اور کوشش سی خدا کری
یہ ملک تہذیب اخلاق سے آراستہ اور پیراستہ اور علم کی روشنی سے روز بروز زیادہ منور ہو —

نمبر ۱۸

مدرسۃ العلوم مسلمانان مقام علیگڈھ

۹-نومبر ۱۸۷۵ء

اے عزیزان اہالیان کمیٹی و نواب صاحبان و دیگر رئیسان متعلق کالج علیگڈھ
اِس موقع پر مجھے آنے سے نہایت خوشی ہے مین مبارکباد دیتا ہون کمیٹی کو اور سید احمد خان بہادر
کو سید احمد خان کا جو دلی ارادہ برسون سے چلا آتا تھا وہ اب پورا ہوا پس مین دوبارہ اونکو بہت مبارکبادی
دیتا ہون مین دو وجہ سے اس کالج کے دیکھنے کو یہان آیا ایک یہ کہ کمیٹی نے مجھکو اس کالج کا وزیٹر یعنی نگران
مقرر کیا تھا اور اس لیے ضرور تھا کہ مین یہان آکر کالج کا حال دیکھون کہ جو تجویز کی گئی تھی وہ پوری ہوئی
اور انتظام بورڈنگ ہوس و تعلیم کا پورا ہو گیا اور اگر کچھ اصلاح کی ضرورت ہو تو اسمین اصلاح کرون
کیونکہ وزٹیر کا یہ منصب ہی (اور ذمہ داری) کہ جس کام کی ضرورت ہو اوسکو بتادی اور جو نقصان ہو اوسکی اصلاح کرے
دوسری یہ کہ مینے اس کالج کے لیے چندہ دینے کا اقرار کیا تھا اس شرط پر کہ دنیاوی علوم کی تعلیم مین خرچ کیا جاوے
جب سید احمد خان نے مجھکو خط لکھا کہ اب انتظام پورا ہو گیا اور چندہ دینے کا وقت آگیا تب مینے اونکو لکھا
کہ مجھے اور کمیٹی دونون کو یہ بات طمانیت کی ہوگی کہ مین خود آکر دیکھون کہ سب لوازمات پورے ہو گئے اب کہ
اونھون نے رپورٹ پڑھی اوس سے بخوبی واضح ہے کہ سب لوازمات جمیع وجوہات سے تکمیل تک پہونچے
پس اب مین سب صاحبون کو ایک نازک بات تفصیل سے بتاتا ہون کہ یہ کالج کس اصول پر قائم ہوا اور
کس طرح صاحبان انگریز اسمین شامل اور اسکی مددگار ہوسکتے ہین — اکثر لوگ تسلیم کرتے ہین کہ بغیر مذہبی تعلیم کے

تکمیل نہین ہوسکتی کتر ایسے ہین جو اسکو تسلیم نہین کرتے۔ سبب یہ ہے کہ لڑکے کی طبیعت نازک ہوتی ہے اوسکی مثال پودی کی ہے اگر پہلے ٹیڑھا ہوجاوے تو پھر بڑا ہوکر سیدھا نہین ہوسکتا اگر سیدھا ہوجاوے تو پھر کج نہین ہوسکتا۔ اگر بچپن مین اخلاق درست ہوجاوین تو امید ہوتی ہے کہ جب بڑا ہوجاوے تو نیک اور اچھے اخلاق کا ہو ایام سلف مین کسی فلاسفر روم نے بھی کہا ہے کہ اگر نصیحت چھوٹی عمر مین دیجاوے تو دل مین گہری جڑ پکڑ جاتی ہے ان دونون باتون سے یہی نکلتا ہے کہ اگر بچپن سے اخلاق کی وہ باتین جنسے دل سیدھا ہوتا ہے نیکی دل مین آتی ہے نہ بتائی جاوین مثلاً خالق کو حاضر ناظر جاننا عقبی کے حالات جزا و سزا کی تعلیم وغیرہ بچپن ہی مین نہو تو بڑا ہوکر بے ایمان رہتا ہے فجور کی حالت مین بدکاری مین مبتلا رہتا ہے پھر وہ کجی جو بڑے درخت کی کجی کی مانند اوسمین ہے سیدھی نہین ہوتی۔

پھر اگر کوئی پوچھے کہ اگر ایسا ہے تو سرکار بلا مذہب کیون تعلیم دیتی ہی۔ مگر اکثر اسمین متفق الراے ہین کہ مذہب کی تعلیم دینا گورنمنٹ کا کام نہین ہے اگر ایک مذہب ہو تو گورنمنٹ کسی قدر کرسکتی ہے مگر ہندوستان مین مختلف مذہب ہین۔ سرکار عیسائی مذہب رکھتی ہے رعایا مین ہندو اور مسلمان ہین اس لیے سرکار تعلیم مذہبی نہین کرسکتی اگر مذہبی تعلیم عیسائی مذہب پر داخل کرے تو لوگ اس سبب سے ناراض اور شاکی ہون کہ ملکہ معظمہ نے جو فرمان مبارک جاری کیا اوسکے برخلاف ہی ملکہ معظمہ نے یہ فرمایا کہ اگرچہ مین عیسائی مذہب پر یقین واثق رکھتی ہون اور مجھکو اوسکے عقیدون سے تسکین خاطر ہے مگر میرا حق نہین ہے اور اگر ہو تو بھی میری خواہش کسی خاص وعام کی طرف مذہبی مداخلت کی نہین ہی اس لیے سرکار اگر اخلاق کی جو عام وعمدہ باتین ہین وہ تو سکھلاتی ہے مگر مذہبی تلقین سے علاقہ نہین رکھتی۔

گورنمنٹ دنیوی علوم مدرسون مین سکھاتی ہے اور تعلیم مذہبی اونکے مان باپ پر ڈالتی ہے تاکہ وہ خود اپنے اپنے گھر مین سکھائین سرکار کا یہ اصول تعلیم ہے تاکہ سب لوگون کو طمانیت ہی کہ کچھ مذہبی مداخلت نہین جبکہ ہم اپنی حیثیت خاص سے بلا لحاظ سرکاری عہدہ کے کاربند ہوتے ہین تو اس حالت مین قاعدہ مذکور کو

بالکل علاحدہ ہین اور اس صورت مین از بسکہ عیسوی مذہب کی حق کے قائل ہین اور اوسکے عقائد کی فواید
بے بہا جانتے ہین سوا ون مدرسون کے استعانت کرتے ہین جنمین دین مذکور کے ضوابط پر تلقین اور
تعلیم ہوتی ہے ـ پس یہی وجہ ہے کہ ہم اس کالج محمدی کے اصول پر اتفاق دلی کر سکتے ہین کیونکہ
جب ہم قطع نظر سرکاری عہدہ داری کے اون مدرسون کی اعانت کرتے ہین جنمین مذہبی تعلیم ہوتی ہے
تو کیون مسلمان اپنے لڑکون کو اپنا مذہب نہ سکھاوین یہ تو اونکے عقیدون کے بموجب اونپر لوازمات سے ہے
اب رہی یہ بات کہ اونکی اعانت اور امداد ہم کہان تک کر سکتے ہین ـ البتہ جو کہ ہم اسلام کو تسلیم نہین کرتے
اس لیے اوسکی تلقین مین شامل نہین ہو سکتے صرف دنیوی علوم مین مدد کر سکتے ہین اس لیے دنیوی
علوم مشرقی علوم علم ہیئت جغرافیہ ریاضی تاریخ جو آپ نے اس مدرسے مین شامل کین تو اوسکی اجرا کی لیے
ہم مدد کرتے ہین اور اوسکی ترقی کے لیے چندہ دینے مین شامل ہو سکتے ہین جو کہ یہ امر دقیق تھا اس لیے
مینے ذرا طوالت سے بیان کیا ـ جو دنیوی علوم کے سکھانے کی اس مدرسے مین تجویز کی ہے وہ مجھکو نہایت
پسند ہے ـ جو لوگ خدا کی صنعت کاری کو نہین جانتے علم ہیئت کو چھوڑتے ہین تاریخ سے بیخبر رہتے ہین
وہ جہالت مین پڑے ہین وہ ایسے ہین کہ اپنے آس پاس بہت تھوڑا دیکھتے ہین ٹیلے پر چڑہنے سے کسی قدر
اور دیکھ سکتے ہین یہی حال علم کا ہے آپ کبھی پہاڑ پر گئے ہونگے تو دیکھا ہوگا کہ اوسکے نیچے کے غار اور
وادیون مین کم دیکھائی دیتا ہے جب تھوڑا اوپر چڑھو تو دور دور دیکھائی دیتا ہے اور کچھہ بادل وغیرہ
اوسکو چھپا لیتا ہے جب اور اوپر چڑھو تو بہت کچھ یعنی دور دور کے دیس اور ملک ملک کی سرحد تک
دیکھائی دیتی ہے اور جب اور اوپر چڑھو تو پرفستان درخشان نظر آتا ہے گویا آسمان اور زمین دونون پاؤنکے
تلے پھیلے ہین اور خدا کی عجائبات سے یون دل کشادہ ہو جاتا ہے یہی اسکی مثال ہے اگر لڑکے جہالت مین
رہے تو اونکے دل کیونکر روشن ہو سکتے ہین موانست نہین ہوتی اخلاق نہین ہوتا خلقت کی ساتھہ
محبت محدود اور مقصور رہتی ہے پوری ہمدردی نہین ہوتی یہی سبب ہے کہ اس کالج کی بہبودی کے لیے

میرا دل چاہتا ہے جبکہ لوگ علم ہیئت تاریخ جغرافیہ اور علوم و فنون وغیرہ سے واقف ہو جاوینگے دنیا کا اور ملکون کا اور ملک کے لوگون کا اونکو حال معلوم ہو گا تو اونمین کشادہ دلی ہو جاویگی اور اس ملک کے اور ملکہ معظمہ کے رعایای وفادار بنجاوینگے اور ہم لوگون سے یعنی صاحبان انگریز سے یکدلی اور محبت بڑھ جاویگی موانست کا نام ونشان یہی ہے۔

اب مین ایک آدھ بات لڑکون سے کہتا ہون کمیٹی تمھارے اخلاق کی بہت نگہبانی کرنی چاہتی ہے پس صرف یہی نہین ہے کہ تم محنت سے علم حاصل کرو بلکہ اس کالج کے طالب علم اخلاق دیانت داری راستبازی والدین کی اطاعت رشتہ مندون کی پاسداری آپسمین سب لوگون کی ہمدردی کرنے مین تمام ملک مین مشہور ہو جاوین۔ اخلاق کا ستون اسی پر ہے کہ ایک دوسرے کا بوجھ اوٹھاوے تاکہ شریک ہونے سے ہمسائی کا بوجھ ہلکا پڑ جاے۔

ایک بات اور ہی کہ جب کالج سے کامل ہو جاوے تو اپنے تئین کامل نہ سمجھے یہ بات اپنی دل مین یاد رکھنی چاہیے کہ جو طالب علم ہو وہ صرف اسکول کی لیے نہین بلکہ عمر بھر کے لیے ہو فائدہ کالج کے لیے نہین بلکہ اگر عمر بھر کے لیے اسکا فائدہ نہو تو سب کچھ ضائع ہوا۔ اب تم لوگ جو پڑھو گے تو آگے کو اپنے ملک کی بہتری کرو گے تا کہ لوگون کو فائدہ ہو میری دل مین بہت رنج ہوتا ہے کہ مسلمان طالب علم بہت کم کالجون مین آتے ہین نتیجہ یہ ہوا کہ ہزارون لاکھون جہالت مین پڑے ہین تمھارے سبب سے یہ فائدہ ہو کہ علم اخلاق محبت راست بازی سب مین پھیلے۔ قرآن مین یہودیون کی نظیر لکھی ہے مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا گدھی پر کتابین لادے جانے کی تشبیہ خوب یہ ہی کہ علم سے اگر اخلاق اور عقل اثر پذیر نہون تو گدھے پر کتابین لدے ہونے کی مانند ہے کیونکہ گدھے پر کتنی ہی کتابین لادو اوسکی دماغ مین اوسکا کچھ اثر نہین ہوتا وہی خر دماغی باقی رہتی ہے مطلب یہ ہی کہ لڑکا پڑھ سکتا ہے علم سیکھ سکتا ہے مگر ذہن واخلاق درست نہوے تو مثل گدھے کے رہے گا تمکو یاد رہے کہ علم کا نتیجہ اور فائدہ اسمین ہے کہ تمھارا دل اور طبیعت روشن اور ملائم ہو جاوے

اور اس سبب سے خلقت مین کچھ بہتری ہو جاوے اور اس زندگی مین تم سے لوگون کو فائدہ پہونچے۔
ایک بات اور کہنی باقی ہے جیسے کہ مینے بہت دفعہ عہدۂ سابق مین دورہ پر جاتے وقت کہا ہے کہ مسلمان
مستورات کی تعلیم کرنے مین توجہ نہین کرتے اور اس سبب سی نصف آدمی جہالت مین رہتے ہین ایک
اخبار سی جناب خدیو یعنی والی مصر کا حال معلوم ہوا کہ اونکی ایک بیگم نے لڑکیون کا اسکول جاری کیا ہے
مکان عمدہ بنایا ہے جسمین دو سو لڑکیین رات دن رہتی ہین اور ایک سو دنکو پڑھنے کو آتی ہین ملک تمام سے
ایک عورت ستی رؤسا کو بلایا ہی وہ اونکو ہر قسم کے ہنر کا کام ولایت اور مصر اور مشرقی ہنر عمدہ
باریک کام کھانا پکانا حساب کا لکھنا پڑھنا اور اور علم مناسب سب سکھاتی ہے خیر جب مینے اس خبر کو
پڑھا تو میرے دل مین آیا کہ کاش کوئی شخص اس ملک مین بھی والی مصر کی بیگم کی مانند کوئی اسکول
جاری کرے پس یہی تمھاری ایک نظیر بنے کہ اسطرح تم اپنے ہمعصرون کے لیے موجب فائدہ اور ترقی کے
ہو سکو امید ہے کہ یہ سب باتین تمھارے دل مین رہین کہ علم کا چرچا ہو جاوے۔
اے لڑکو نیک کرداری کو ملحوظ رکھو اور یاد رکھو کہ نہ صرف علم سے بلکہ دیانت داری نیک کرداری
خدا پرستی پرہیزگاری سے آدمی آدمی بنتا ہے یہ دونون باتین اس کالج مین حاصل ہونی چاہئین
اور ان اثرون کے باعث اونکا نام تمام ملک ہندوستان مین مشہور ہو۔
مین اپنے عہدہ وزیٹر مدرسے کے سبب سے سید احمد خان کی رپورٹ پر سب کا جنھون نے مدرسے مین
مدد دی اور نواب صاحب رامپور کا کمیٹی کی طرف سے شکر کرتا ہون اصغر علیخان صاحب
جو اس جلسے مین موجود ہین نواب صاحب کو اطلاع دین کہ نہایت طمانیت سی مینے سب حال دیکھا
تاکہ اونکو طمانیت ہو جاوے کہ کالج کی تجویزین عمدہ طرح پر انجام پاتی ہین۔
مہاراجہ پٹیالہ نے نہایت کشادہ دلی سے مدد کی اگرچہ وہ ہندو ہین مگر اونھون نے مدد دی اور جانا
کہ موقع ہے کہ اسمین مدد کرون تاکہ ملک کی بہتری ہو جاوے۔

سر سالار جنگ کا بھی دور دراز ملک سے مدد کرنا نہایت شکرگذاری کی قابل ہی راجہ سید باقر علیخان ولطف علیخان وعنایت اللہ خان نے جو مدد کی اور اور رئیسون کا جو مدد کرتے ہین کمیٹی کی طرف سے نہایت مشکور ہون —

مولوی سمیع اللہ خان کی توجہ بغیر اِس مدرسے کی اِس قدر بہبودی نہوتی جو کچھ دیکھا جاتا ہے اونکے سبب سے ہے —

نواب محمد عبید اللہ خان کے لڑکون کے یہان آنے سے زیادہ رونق ہے سب جان جاوینگے کہ رؤسا اپنے لڑکے بھیجتے ہین اور اس کالج کے اصول پر اعتبار کلی کرتے ہین —

سید احمد خان کے سامنے اور کچھ کہنے کا یہ موقع نہین صرف یہی کہنا کافی ہے کہ اونکے دل کی جو برسون سے آرزو چلی آتی تھی اب پوری ہوئی ہے یہی جزا اونکے لیے ہی امید ہے کہ اونکے دل کی آرزو روز بروز زیادہ پوری ہوتی جاویگی دو سو نہین بلکہ اِس سے بھی زیادہ لڑکے اسمین تربیت پاوینگے اور اونکا نام شکرگذاری سے ہمیشہ یاد کیا کرینگے —

پہاڑ سے روانہ ہوتے وقت جناب لارڈ نارتھ بروک نے مجھسے ارشاد کیا کہ پہاڑ پر جاتے وقت اگر مجھکو فرصت اور ملکی کامون سے ہوئی تو مارچ کے مہینے مین اس کالج کا فونڈیشن کرونگا یعنی نیو کا پہلا پتھر رکھونگا اونکی دلی آرزو اس کالج کی بہتری اور بہبودی کی ہے

ڈپٹی صاحب آگرہ کالج کے پرنسپل کو یہان دیکھنے سے مین خوش ہون اونکی امداد سے امید ہی کہ یہ مدرسہ سرسبز ہووے مجھے امید ہی کہ مین ولایت جانے سے پہلے پھر آنکر اس مدرسے کی سرسبزی دیکھون اور اوسکی عمارات خوشنما میری نظر مین آوین (اس مقام پر تمام حضار مجلس نے نہایت خوشی اور جوش سے آفرین پکارا) والا مین اِس مدرسے کی سرسبزی اپنی ولایت مین سنونگا اور اوسکی بہتری چاہونگا —

نمبر ۱۹

دربار بریلی

ماہ دسمبر ۱۸۷۳ء

۲۷- دسمبر ۱۸۷۳ء روز شنبہ کو بریلی مین جناب نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی دام اقبالہ نے کل قسمت روہیلکھنڈ کا دربار کیا جسمین راجہ اور شرفا اور تعلقہ دار اور رئیس حاضر ہوئے اور اونمین سوا اور لوگون کے نواب اور راجگان مفصلۂ ذیل تھے -

۱ نواب کلب علیخان بہادر والی رامپور -
۲ راجہ پرتاب سنگہ راجہ ٹہری متعلقہ کمایون -
۳ راجہ شیوراج سنگہ مصاحب دلاور طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند راجہ کاشی پور -
۴ راجہ جگناتھ سنگہ راجہ پوایان ضلع شاہجہانپور -
۵ راجہ شیوراج سنگہ راجہ مجھولہ ضلع مرادآباد -
۶ راجہ پرتاب سنگہ راجہ شیوپوری ضلع بریلی -
۷ راجہ جے کشن داس مصاحب دلاور طبقۂ اعلاے ستارۂ ہند -
۸ کنور جگت سنگہ تاجپور ضلع بجنور -
۹ راجہ بھیم سنگہ کرولی ضلع مین پوری -
۱۰ مادہو راؤ نبایک ترہوان -

۱۱ راجہ دریاؤ سنگہ رئیس گڈھہ ضلع بریلی—

نواب رامپور اور راجہ ٹہری کی سلامی معمولی ہوئی

جب سب حاضرین دربار پیش ہو چکے تب بندگان حضور ممدوح نے اردو زبان مین یون ارشاد فرمایا جسکا خلاصہ یہ ہے—

پانچ برس ہوئے کہ میرا پہلا دورہ روہیلکھنڈ کی قسمت مین ہوا تھا اور مینے پہلا دربار بھی بریلی مین کیا تھا اسی طرح اب میرا پچھلا دورہ بھی اسی روہیلکھنڈ کی قسمت مین اور پچھلا دربار بھی اسی بریلی مین ہوا—

اِس عرصے مین اودہ اور روہیلکھنڈ کی ریل جاری ہوئی اور اوسکے سبب سے آمد و رفت اور تجارت مین صدہا فوائد حاصل ہوئے جنسے ان اضلاع کی ترقی کی امید ہے—

مین یہ بھی امید رکھتا تھا کہ میرے زمانۂ حکومت کے ختم ہونے کے قبل مشرقی نہر گنگا کی بھی طیاری کے قریب ہو بلکہ اوسکا پانی بھی اضلاع مغربی روہیلکھنڈ مین جاری ہو جاے لیکن یہ امید پوری ہنوئی باہم کے رد و قدح سے اوسمین دیر ہو گئی مگر مجھے اب بھی امید ہے کہ تھوڑے ہی عرصے مین یہ نہر اون ضلعونکو سرسبز کرنے اور قحط سے بچانے کے لیے جاری ہو جائیگی—

انتظام میونسپلٹی جو میونسپل کمشنرون کی جد و جہد سے اضلاع ممالک مغربی و شمالی مین بخوبی ترقی پر ہے اور فوائد انتظام خود اختیاری جو آزادانہ اختیارات تفویض کرنے سے خیال کیے گئے تھے قابل آفرین ہین—

بریلی کی میونسپلٹی کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ اوسکے ممبرون نے اپنا کام نہایت حسن انتظام سے انجام دیا اور اونکی یہ فیاضی بھی قابل تحسین ہے کہ اونھون نے تعلیم اور شہر کے خیرات خانون کو بخوبی مدد دی اور بریلی کالج کی ترقی اور عام پسند تعلیم او رنبد و بست اور نیز وہ فوائد جو کالج اور ضلع اسکولون کو بورڈنگ ہوس کے قائم ہونے سے پہونچے پسندیدہ ہین امریکن مشن نے رعایا کی تعلیم مین مدد دی اور مس سوئین صاحبہ اور

ڈاکٹر ہمفری صاحب کی کوشش سے مستورات فن طبابت مین تعلیم پاتی ہین مین ان دونون باتون کا بھی شکریہ ادا کرتا ہون اور بریلی کے زنانہ ہسپتال کی بھی تعریف کرتا ہون جسکو مس سوئین صاحبہ نے اوس زمین پر قائم کیا جو نواب صاحب والی رامپور نے اپنی سخاوت سے عطا کی۔

اب لوگون کو اسپر توجہ کرنی چاہیے کہ یہ اضلاع اعلی تعلیم کے باب مین اضلاع بنگال سے پیچھے ہین اور والدین پر جو اولاد سے اصلی محبت رکھتے ہین اور اونکے دلی خیرخواہ ہین فرض ہے کہ اپنی اولاد کی تعلیم اور تربیت مین کماینبغی کوشش کرین ورنہ یقیناً اور اضلاع کے باشندے روزگار اور عزت مین اونپر سبقت لیجاوینگے

بڑے تعلقہ دارون اور زمیندارون کو دیہاتی مدرسون کی ضرورت مدنظر رکھنی چاہیے دیکھیے کہ اسی عرصے بیس سال مین کس قدر اوسکی ترقی ہوئی تعلیم نسوان کے فائدے بے حد ہین لیکن مقام افسوس ہے کہ یہان اب تک اوسکا رواج اور ترقی اوسکی بہت کم ہوئی اور یقین ہے کہ جب تک اس ملک کی نسوان تعلیم یافتہ نہون اصلی ترقی تہذیب اخلاق اور معاشرت مین ہرگز نہوگی۔

اس بات کا افسوس ہے کہ مجھکو ان اضلاع کے احباب یعنی آپ لوگون سے یہ آخری ملاقات ہے اور میری آرزو اور دعا ہے کہ آپ لوگ آیندہ خوش و خرم رہین۔

نمبر ۲۰

افتتاح ضلع اسکول الہ آباد

ماہ مئی ۱۸۷۲ء

جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے ۳- ماہ حال کو صبح کے وقت الہ آباد کے ضلع اسکول کے مکان جدید کا افتتاح فرمایا اور سالانہ انعامات طلبا کو تقسیم کیے۔

جناب سر ولیم میور صاحب بہادر نے ضلع اسکول کے واسطے مکان مذکور کے افتتاح کا اظہار فرمانے کی تقریب سے بزبان انگریزی فرمایا کہ ہم مدت سے یہ آرزو رکھتے تھے کہ اِس اسکول کے واسطے ایک مکان مناسب و معقول مہیا ہو چنانچہ اب اِس اسکول کو اِس عمدہ عمارت مین کہ ایسی وسیع اور اِس مطلب کی واسطے بہت مناسب ہے اور سہولت و آسایش کے موقع پر وسط مین واقع ہے لے آنے کی رسم بکمال خوشی اِس تقریب کے ساتھہ ادا کرتے ہین اِس اسکول نے تحت اہتمام بابو آتمارام کے نہایت طرز پسندیدہ اور دلخواہ کے ساتھہ ترقی کی چنانچہ تعداد طلبا اور طرز تعلیم دونون پسندیدہ ہین اور ہمکو امید ہے کہ اِسی طور پر ترقی اسکی روز افزون ہوتی رہیگی اِس شہر الہ آباد کی آبادی چند سالہاے گذشتہ مین ایک لاکھہ سولہ ہزار متنفس سے قریب ایک لاکھہ پینتالیس ہزار کے ہوگئی ہے اور اوسمین یوماً فیوماً افزایش ہوتی جاتی ہے جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے امریکائی سوسیٹی اور چرچ مشن سوسیٹی کے اسکولون کی تعریف بھی جسکے وہ مستحق ہین فرمائی کیونکہ اہالی سوسیٹی مذکور کی مساعی جمیلہ سے اِس شہر مین تعلیم و تربیت کا بہت چرچا ہوا ہے لیکن جس مقام مین کہ اِس قدر کثرت آبادی کی ہو وہان اِن اسکولون کے واسطے اور ضلع اسکول

بلکہ اس طرح کے اگر اور کئی اسکول ہون تو اونکے لیے بھی بہت گنجایش ہے۔

جناب ممدوح نے باظہار خوشنودی کہ جسمین حاضرین وقت کو بھی جناب ممدوح کے ساتھ اتفاق تھا فرمایا کہ نواب والاخطاب **لارڈ نارتھ بروک** صاحب بہادر جو کل کے روز الہ آباد مین رونق افروز ہوئے تھے اپنے قیام کے عرصۂ قلیل مین فرماتے تھے کہ مثل رعایای قوم ہنود کے اہالی اسلام کی ترقی تعلیم و تربیت کے بھی ہم یکسان آرزوے دلی خواہان ہین پس اوس توجہ باطنی سے جو نواب ویسراے جدید بلاشک اس امر مین مبذول رکھتے ہین امید قوی اس بات کی پیدا ہوتی ہے کہ جناب ممدوح کے عہد حکومت مین سررشتۂ تعلیم و تربیت کو بہت رونق ہوگی۔

اسکے بعد جناب نواب والاخطاب **سر ولیم میور صاحب** بہادر نے پھر حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر اعادہ اوسی مضمون کا جو زبان انگریزی کی تقریر مین تھا اردو مین کیا اور ایسے کلمات فرمائے جنسے طلبا کو دوچند تندہی اور کوشش تحصیل علم کی ترغیب ہو اور چند مطالب باظہار آرزوے دلی درباب تعلیم نسوان کے باین مضمون ارشاد کیے کہ صرف اوسی سے ترقی اخلاق اور نور علم کی امید ہوتی ہے اور نواب ممدوح نے الہ آباد کے بنگالیون کی تعریف کی جنھون نے اپنے ملک کا رواج اپنی لڑکیون کی تعلیم و تربیت کا جسکا وہان ازبس عمدہ نتیجہ پیدا ہوا ہے یہان بھی جاری کیا ہے لیکن مردمان ممالک مغربی و شمالی کے باب مین جناب ممدوح نے تاسف اور دلسوزی کے ساتھہ یہ بات ظاہر کی کہ یہان ایسی ترقی کا نشان کم دیکھا جاتا ہے اور نیز یہ کہ ہمنے اکثر اونکے ذہن نشین کیا کہ اونکو اپنی دختران و زوجگان کا تعلیم و تربیت کرنا نہایت فائدہ مند اور ضروری ہے اور گورنمنٹ اس امر مین مدد کرنے کو آمادہ ہے لیکن تعلیم نسوان سرکار کی طرف سی بطور حاکمانہ نہین ہوسکتی البتہ جو کوشش کہ خود اونکی طرف سی ہو اوسمین اعانت کرسکتی ہے اسمین شک نہین کہ بغیر تعلیم نسوان کے وہ جہالت اور تاریکی جو اس وقت اس سرزمین مین پھیلی ہوئی ہے کبھی دفع نہوگی اور نہ اس ملک کی باشندی نور عقل کے حاصل کرنے اور اپنے اخلاق کی تہذیب و اصلاح مین ترقی خاطرخواہ اور بالاستقامت

کرسکینگے بغیر تعلیم و تربیت نسوان کے نتیجہ عارضی اور چند روزہ ہوگا اور علی العموم تمام قوم مین ایسی ترقی تہذیب و تربیت کا پیدا ہونا جسکے واسطے سبکو کوشش کرنی چاہیے میسر نہوگا ہماری دانست مین ایسی تعلیم و تربیت مین کوشش کرنا جس سے نسوان محروم رہین پہاڑکے اوس سیلاب کی مثال ہے جو بلندی سے زور و شور کرتا ہوا جلد بہکر نکلجاے اور جہان تہان غار و خندق پانی سے بھری ہوئی اور ادھر ادھر کچھ سبزہ اور چند درختونکا اجتماع رہ جاے اور باقی سب جگہہ ریگستان اور پہاڑون کی چٹان اور پتھر یعنی ایک ویرانہ مایوسی نظر آنے لگے بخلاف اِسکے اگر مردون کی تعلیم کے ساتھہ تعلیم نسوان بھی ہو تو جو نتایج اوس سے متوقع ہین وہ مثل اوس دریا کے ہین جو سال بھر بہتا رہتا ہے اور جسکا منبع برفستان کے پہاڑ سے ہوتا ہے اور جسکے صاف اور خنک پانی کا سیلان پورا اور دایمی رہتا ہے اور اوسکے مجرے مین چارون طرف سرسبزی اور شادابی اور بہر جانب طراوت و تازگی نظر آتی ہے۔

اِس تقریب کی کارروائی کے اختتام مین جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے بابو آتمارام کو باظہار خوشنودی گورنمنٹ بصلہ اون مساعی جمیلہ کے جو مشار الیہ سے بمنصب ہیڈ ماسٹری ضلع اسکول کے عمل مین آئی تھین الفاظ تحسین آمیز مناسب وقت کی ساتھہ بطور خلعت ایک تھیلی دو سو روپیہ کی عنایت فرمائی

نمبر ۲۱

دربار جونپور

ماہ دسمبر ۱۸۷۸ء

۸- دسمبر ۱۸۷۸ء روز پنجشنبہ کو دربار جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کا بمقام جونپور منعقد ہوا جسمین راجگان اور ذی منزلت اشخاص رئیس شہر اور ضلع موجود تھے-

بعد پیش ہونے اہل دربار کے جناب ممدوح نے حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر تقریر فرمائی جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے اولاً جناب محتشم الیہ نے عام حالات ضلع کا تذکرہ کیا کہ ۱۸- برس ہوئے کہ ہمنے اس ضلع کو جناب طامسن صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر مرحوم کی عہد مین بتقریب دورہ دیکھا تھا معلوم ہوا کہ اور اضلاع مین جب سے آثار ترقی کے نمایان ہین اور تہذیب اخلاق کی بخوبی ظہور مین آئی- یہ ضلع اگرچہ آباد ہے اور شاید زراعت مین بھی ترقی ہوئی ہو لیکن اور باتون مین ہمنے وہ آثار ترقی کے یہان ملاحظہ نکیے جو اور مقامات مین نمایان ہین- یہ حالت خصوصاً درباب تعلیم کے پائی گئی اور شاید یہ عدم توجہی تعلیم کی جانب بہ نسبت اور قومون کے مسلمانون مین زیادہ ہے اور خاص شہر مین بھی کچھ رونق نہین ہوئی بلکہ مائل بہ تنزل ہے شاید وجہ اسکی یہ ہو کہ جونپور ایک ایسی گوشہ مین ہے جہان اسباب ترقی کے مثل نہر اور ریل اور تار برقی نہین ہین جو اور اضلاع مین محرک ترقی ہوئے اب بہ آیندہ چاہیے کہ یہ حالت بدل جائے کیونکہ اودہ روہیلکھنڈ ریلوے جلد اس ضلع مین ہو کر گذرنے والی ہے اور شہر سے متصل ہو کر نکلے گی تو امید ہے کہ کیفیت اس ضلع کی دگرگون ہو جاے اور بجاے تنزل صورت ترقی کی دکھائی دے مگر جن فائدون کا توقع کیا جاتا ہے اونسے مستفید ہونے کے لیے ضرور ہے کہ لوگ اپنے لڑکون کو تعلیم دین

کیونکہ اگر اونکے لڑکے تعلیم نہ پاوینگے تو لائق نہ ہونگے اور اور لوگ اون فوائد کا ثمرہ پاوینگے پس لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کی بہبودی کی طرف متوجہ ہون اور اونکی تعلیم کامل مین بدل وجان کوشش کرین ورنہ یہ ہوگا کہ اونکی اولاد پر جملہ ابواب ترقی اور فوائد روزگار اور عزت اور حکومت کی مسدود ہونگے۔

بہرکیف ایک امر سے جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کو مسرت ہے اور وہ یہ ہے کہ یہان درباب تخفیف خرچ شادیون کے تحریک ہوئی ہے گورنمنٹ کا یہ قصد ہی کہ جرم دخترکشی مسدود ہوجاے اور عنقریب ایسی تدبیرین عمل مین آوینگی جنسے قرار واقعی یہ رسم وحشیانہ دور ہوجاے لیکن گورنمنٹ کی حیطۂ اختیار سی باہر ہے کہ وہ اخراجات شادی کو محدود کرے کیونکہ یہ امر خانگی امور سے متعلق ہے جسمین گورنمنٹ دست اندازی نہین کرسکتی اور بالفرض اگر کرے تو بھی کوئی بندوبست قرار واقعی نہین کرسکتی اس معاملے مین سرکار کو رعایا ہی سے خود امید اصلاح پذیر ہونے کی رکھنی چاہیے۔

بنظر اوس کم بختی کے جو فضول خرچی سے بیاہ اور شادیون کے خلق اللہ پر عاید حال ہوتی ہے اور خصوصاً بوجہ اوس تعلق کے کہ جو اس فضول خرچی کو جرم دخترکشی سے ہی نواب لفٹننٹ گورنر بہادر چاہتے ہین کہ اون لوگونکا جنھون نے انسداد فضول خرچی مین کوشش کی ہے دلی شکریہ گورنمنٹ کی طرف سے ادا کرین اس انتظام سے تعداد کثیر اون لڑکیون کی جو پہلے تلف ہوئی اب محفوظ رہینگی مگر جو لڑکیان اس طرح سی محفوظ رہینگی اونکی شادی کا سرانجام بغیر خانہ بربادی کی کیونکر ہوسکیگا اگر اونکے ورثا اپنی عادت فضول خرچی کو ترک نکرینگے اور شادیون مین کفایت شعاری پر آمادہ نہونگے۔

پھر جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے منشی پیاری لال حاضر دربار کا تذکرہ فرمایا کہ یہ شخص باعث فراہمی ایسی مجالس کا ہی جنمین اس مضمون کا مشورہ ہوا ہے اور برضامندی جمیع اہل مجلس کے تجویزین اور قاعدے واسطے تخفیف خرچ شادی کے بنائے گیے ہین اور پھر منشی صاحب مذکور کا شکریہ بہ نسبت اونکی خدمات بیغرضانہ اور خیرخواہی خلائق کے ادا کیا اور یہ بھی نصیحتاً ارشاد کیا کہ مجلسین اور تجویزین اور قاعدے بذاتہ کچھ مفید نہین ہوتے

جب تک کہ اون قاعدون اور تجویزون پر عمل نکیا جاے چونکہ ابتک انپر کچھ عمل نہین ہوا اسواسطے کچھ ہمت
واسطے آغاز کرنے اس امر کے درکار ہے تخفیف کرنے مین خرچ شادیون کے لوگ اس لیے خوف کرتے ہین کہ مبادا
اور آدمی اونکو ہنسین یا اونکو خرس اور کنجوس کہین لیکن یہ اونکی بزدلی ہے کیونکہ جو آدمی بلند خیال اور
آزاد رای رکھتا ہوگا وہ کبھی پیشوا ہونے سے اس معاملے مین خوف نکریگا اور جو کام کہ صحیح اور درست ہوگا وہی کریگا
اور غیرون کے کہنے کو خیال مین نہ لاویگا جو اچھا اور ایماندار آدمی ہوگا وہ فضول خرچی کو مصیبت اور آفت عظیم
کی بنیاد تسلیم کرکے باتفاق اپنے ہم جنسون کے اندازہ خرچ معقول کا بیاہ شادیون مین مقرر کریگا اور جو اندازہ
مقرر ہو جائیگا اوسی پر عمل کریگا اور بیہودہ و ناسمجھ آدمیون کی راے پر کچھ عمل نکریگا نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو
امید ہے کہ تھوڑے ہی عرصے مین یہ خبر اونکے گوش گذار ہوگی کہ اون ارباب مجلس نے سال آئندہ شادی کے
موسم مین شادیون مین اوسی تخفیف خرچ پر بخوبی عمل کیا جسکو اونھون نے تجویز کرکے اتفاق کیا تھا ۔

بعدہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے شکریہ ممبران میونسپلٹی کمیٹی جونپور کا بغرض اوس توجہ کی جو اونھون نے
امورات شہر کی جانب کی تھے ادا کیا اور فرمایا کہ یہ شہر ابتک بہ سبب قلت تجارت اور آمد و رفت کے تنزل پر تھا لیکن
اب امید ہے کہ یہان ریل کے جاری ہونے سے مال کی آمد اور ترقی ہو اور شہر مین غالبا آبادی اور دولت
دونون کی افزایش ہو اور اوسکی بہبودی صورت پذیر ہو اور صفائی اور آسایش اور حفظ امن مین بھی ترقی ہو
جونپور ایک شہر نامی گرامی ہے جسمین ابتک چند عمارتین قابل دید موجود ہین اور پاے تخت ایک پرانے خاندان کا ہے
امید ہے کہ وہ اپنی عظمت کو جو ایک مدت سی جاتی رہی ہے پھر حاصل کرے ممبران میونسپل کمیٹی جونپور کو لازم ہے
کہ وہ ایسے موقع پر کمر ہمت باندھین اور مستعدی کے ساتھ بہبودی شہر مین مصروف رہین اور حتی الامکان اون
منافع کی ترقی کرین جو اونکے لیے حاصل ہونے والے ہین ۔

نمبر ۲۲

دربار میرٹھ

ماہ جنوری ۱۸۷۳ء

اے تعلقہ داران و رؤسائے اضلاع متعلقہ کمشنری میرٹھ

ممالک مغربی وشمالی مین یہ میرا پچھلا دورہ ہے مین چاہتا تھا کہ تم سے آخری ملاقات کرون کیونکہ دو چار باتین بطور نصیحت مجھکو کہنی تھین اس وقت مجھکو آپ لوگون سے ملکر اور آپ لوگونکی ترقی اور آسایش دیکھکر بہت خوشی ہوئی مین خیال کرتا ہون کہ بہ نسبت سابق کے اب رعایا آسودہ حال ہے اور زراعت کو افزایش ہے اوسکا نشان یہ ہے کہ جب مین مدرسون کو دیکھتا ہون تو رعایا کے لڑکے سفید پوش نظر آتے ہین اور اب معاشرت کا طور وطریق بھی اچھا ہوتا جاتا ہے ان سب باتون مین خدا کی عنایت ہی سے ترقی ہوئی ہے اور مین شکر کرتا ہون کہ میری عہد حکومت مین یہ بھی ایک عمدہ مقصد حاصل ہو گیا کہ آپ لوگون کے ہاتھ سے اپنے کام بذریعہ میونسپلٹی اور لوکل کمیٹیون کے انصرام پانے لگے اسمین دو لطف ہین ایک یہ کہ اگر حکام پر ہی سب بار ڈالا جاتا تو وہ کہانتک اوسکا انصرام کرتے اور دوسرے آپ لوگ اپنی ضروریات سے خوب واقف ہین او زیادہ وسیلے سرانجام کار کے پیدا کر سکتے ہین آپ کو مناسب ہی کہ آپ ایسے کام خود کرین ہندوستان مین یہ بڑی خرابی ہے کہ جبتک کسی کام کو حکام نہین کرتے تب تک رعایا بھی نہین کرتی بلکہ سب لوگ حکام ہی پر بھروسا کیے بیٹھے رہتے ہین اپنی طرف سے کچھ فکر نہین کرتے میرا مقصد یہ تھا کہ جہانتک ہو سکے میونسپلٹی کے اختیار کو حتی الامکان وسعت دی جاوے اور انکو اختیار ہو کہ اخراجات و آمدنی اور رونق و آراستگی اور صفائی اور رفاہ عام کے کامون کو انجام تک پہونچاوین

چنانچہ ابتک ایسا ہی ہوا ہے اور بہت کچھ کرنا ہنوز باقی ہے اکثر شہرون مین لوگ دل سے کام کرتے ہین اور بعض جگہ اونکے خلاف ہین بلکہ اکثر موقع پر کمیٹی کے اجلاس مین حکام کا منھ دیکھتے ہین اور مثل تصویر بیٹھے رہتے ہین حالانکہ اونکو چاہیے کہ وہ اپنے اختیار کے موافق کام کرین اور یہی مقصد لوکل کمیٹیون کے مقرر کرنے سے ہے اور لوکل کمیٹیون سے بھی یہی شکایت ہے لوکل کمیٹیون مین سڑک اور شفاخانہ وغیرہ رفاہ عام کی کام ہین مگر اسمین بھی لوگ حکام کا منھ تکا کرتے ہین میری یہ راے ہے کہ لوگ دل سے سوچین کہ کیا کام مفید ہے اور اس بات مین صاحب ضلع کو مدد دینی چاہیے اور جو کام سب سی زیادہ مفید معلوم ہو اوسکو انجام کو پہونچانا چاہیے اور سب سی اعلی کام کمیٹی تعلیم کا ہے اور اوسیکی صلاح سے تمام حلقہ بندی اور ضلع اسکول اور تحصیلی مدارس کے کام انجام پاتے ہین اور اسی مین اصلی فائدہ ہے مجھکو نہایت خوشی وخرمی اور اسکا فخر ہے کہ فی زمانناد یہات کی تعلیم مین میرٹھ سب سی بڑھا ہوا ہے جب مینے قبل از غدر میرٹھ کی طرف دورہ کیا تھا تو اوس زمانہ کی بہ نسبت اب مجھکو یہان زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہی اوس زمانہ مین بہت کم زمینداروں نے حلقہ بندی کے مدارس جاری کیے تھے اور اب صاحب ڈائرکٹر فرماتی ہین کہ ۸ تحصیلی اور ۲۷۵ مکتب حلقہ بندی ہین اور سب مین بیس ہزار سی زیادہ لڑکے تعلیم پاتے ہین بڑے شکر کی بات ہے کہ رعایا اپنی تعلیم آپ کرنے لگی اور خدا کرے کہ اس سے بھی زیادہ ترقی کرے اگر زمیندار لوگ اس طرف توجہ کرین تو اور زیادہ ہونا ممکن ہے اور اوس سے روشن ضمیری بڑھیگی اعلی تعلیم مین میرٹھ بہت گھٹا ہوا ہے اور جبتک اعلی درجے کی تعلیم کی ترقی نہو اوس وقت تک اچھے عہدہ پانے اور ترقی کی امید نہین ہی مجھکو صاحب ڈائرکٹر نے ایک نقشہ دیا ہے جسکے دیکھنے سی معلوم ہوتا ہے کہ کس کس قسمت مین طالب علم یونیورسٹی کا امتحان دیکر کامیاب ہوئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قسمت مین منجملہ دس کی صرف چار ہندوستانی اور چھہ انگریز ہین اور اور قسمتون مین دیکھیے روہیلکھنڈ مین اونیس ۱۹ اور آگرے مین اکیس ۲۱ اور الہ آباد مین گیارہ ۱۱ اور بنارس مین ستائیس ۲۷ کامیاب ہوئی اور میرٹھ مین صرف چار ہین چونکہ آپ لوگون کی بہبودی اعلی درجے کی تعلیم پر موقوف ہی اس لیے

اسمین کوشش کرنا ضرور ہے آپکو خیال کرنا چاہیے کہ آپکو یہ بات پسند ہے کہ لوگ آپ کو آیندہ تحسین کرین
یا یہ کہ آپ کے حال پر افسوس کرین علم و عقل خدا کی بخشی ہوئی بڑی نعمت ہے آپکو چاہیے کہ آپ اپنے لڑکون کو
علم سکھاوین سرکار کو منظور ہے کہ ہندوستانیونکو اعلی عہدے دیے جاوین اور جناب **ویسرا ے** کو بھی یہی
منظور ہے چنانچہ اونھون نے مجھسے بھی فرمایا اور بنبئی کے دربار مین بھی اپنی اسپیچ مین فرمایا کہ جہانتک
ہوسکے اعلی عہدے ہندوستانیون کو دیے جاوین جسکے سننے سے مجھکو بڑی خوشی حاصل ہوئی مگر میری خوشی
اوس وقت تک کیا کام آسکتی ہے جب تک کہ اعلی تعلیم کا یہان بندوبست نہو بنگال مین دیکھو کیسی ترقی ہے
اون لوگون مین بعضون نے **سول سروس** کے امتحان دیے اور وہ حاکم ہوگئے مگر اس ملک کی لوگونمین سے
کسی نے کوئی عہدہ حاصل نہین کیا پس میری یہ آخری نصیحت ہی کہ آپ لوگ ترقی تعلیم مین کوشش کرین
اخیر پر مین ایک بات یہ اور کہتا ہون کہ آپ لوگ اپنی لڑکیون کو تعلیم نہین دیتے اور مجھکو اوسکا بڑا رنج ہے
کہ آپ اوسکے فائدے سے واقف نہین ہین آپکی یہان دستور ہے کہ آپ اپنی عورتون کو پردے سے باہر نہین جانے دیتے
لیکن یہ اور ملکون کا دستور نہین ہے مگر پردہ حقیقت مین صرف خرابی سے بچنے کے واسطے کرنا چاہیے اور جو
پردہ آپکے یہان مروج ہے اوسمین اور خرابی سے بچانے کے پردے مین بڑا فرق ہے جو کچھ خدا نے پیدا کیا ہے
آسمان زمین دریا وغیرہ اوسکو مرد دیکھکر تو خوش ہون مگر افسوس کہ عورتون کو یہ خوشی نصیب نہو حالانکہ مصر
اور قسطنطنیہ مین عورتین برقع پہنکر نکلتی ہین پس خدا کرے کہ ایسا ہی اس ملک مین بھی ہوجاوے جبتک عورتونکو
تعلیم نہوگی کامل روشنضمیری اور سچی آسایش میسر آنا ممکن نہین مین خدا سے دعا مانگتا ہون کہ اس ملک مین
ترقی ہو اور خلق اللہ آب رحمت سے شاداب اور نور عنایت سے منور ہو۔

I read, I thought to myself,—Would that some Native lady in these Provinces might follow this example! Such now is a specimen of the way in which each and all of you might become useful to your fellow-countrymen.

Sir William Muir then acknowledged the munificient patronage of His Highness the Nawab of Rampore, G. C. S. I. and of H. H. the Maharaja of Pattiala, G. C. S. I. towards the college; and the aid of Sir Salar Jung, G. C. S. I., who had accepted the office of Visitor. Nawab Asghur Ally, Minister of the Nawab of Rampore, would be able to communicate to His Highness in what a promising state of forwardness, Sir W. Muir had found the Institution to be. Of the local gentry Rajah Syed Baker Ally Khan, Talookdar of Pundrawal; Lootf Ally Khan of Chittaree, and Inayat-oolla Khan of Bheekumpore, were also mentioned with commendation.

Moulvee Samee-Oolla, the Subordinate Judge of Allygurh place, had devoted himself heart and soul to the Institution; and the rapid progress already attained was in great measure due to him.

Mohammed Obeidoolla Khan Shahzada of Tonk was mentioned as present with three of the Nawab's cousins, whose education at the College would shew the confidence reposed in the institution by leading men in that State.

Syed Ahmed Khan, C. S. I., being himself one of his auditors, Sir W. Muir would refrain from dilating on what the college owed to him: as he had said before, that which had been the fond desire of his heart for many years was now in fair course of being fulfilled; and the consciousness of this would be his highest reward.

Finally Sir W. Muir had great pleasure in assuring the Committee of the warm interest taken in the Institution by the Viceroy himself. Before leaving Simla, Lord Northbrook had told him that, if other public engagements should admit of his doing so, His Excellency would be prepared in the spring to lay the Foundation stone of the College.

Sir W. Muir then acknowledged the valuable assistance which the college had received from Mr. Dighton, Principal of the Agra College, who had honored them with his presence. And he concluded by saying that he trusted yet before retiring from India, to see the College buildings well completed, and the Institution in full working order. But whether or no, he would always feel the deepest interest in its progress, and from England be delighted to hear accounts from time to time of its consolidation and prosperity.

heavens, and the wonders of nature here on earth. If you ascend even a little eminence in the country, the view expands, and the survey becomes more distant and comprehensive. Some of you have been in the Himalayan hills. So long as you remain in a valley, the landscape is confined: you see but a few villages and these perhaps obscured by cloud and mist. Such is the state of ignorance and narrow-mindedness in which neglected youth is left. But as you ascend, the circle amplifies; new hills, new scenes open out before you; still higher, the great plains of Hindustan mapped as it were for hundreds of miles around stretch into sight, and the horizon is seen farther and farther in the widening distance; and if you mount yet higher, the glorious range of snow with its dazzling peaks rises into view; and the whole soul kindles with the sight. The narrowness and obscurity have gone, and a far-seeing and unbounded expansiveness taken their place. Even such is the effect of the higher education and pursuit of liberal studies. We justly expect that they will tend to expand the views and enlarge the sympathies of the youth here educated: fit them to be happier and more useful in life; and as we may trust draw them into closer bonds by a similarity of taste and knowledge with ourselves; in short, impart Humanity in the best and highest sense.

And now one word of advice to the boys themselves. Knowledge is not the sole or highest object of your education here. Let the eléves of the Allygurh College be known not only for their learning, but also for their probity and faithfulness, for truth, obedience to their parents and discharge of all the relative duties of life; for purity and self-restraint; for sympathy and consideration for the wants of others. Let those within your reach be the better and the happier for you. The pillar of social morality is just this that you should share and lighten the burdens of your neighbour.

And when you have finished your course here, do not deem your education as if it were complete. The true student is a student all his life. You will seek to benefit your country by your learning; you will endeavour to impart to others the blessings you have yourselves received; to extend sound education and to raise the social standard around you. It has often lain a heavy burden on my heart to see how few of your co-religionists frequent any place of education, and to think how many hundreds of thousands are left thus in utter ignorance. Let it be your aim to aid in removing the reproach. If your studies do not produce such fruits as these, they will fail of their true object. There is a kind of knowledge that is mechanical and fruitless. In the Corân it is likened to the lading of books upon an ass;—*ka masal il himâri yahmilu asfáran;* the ass is not a whit the wiser or the better for his load. See that this be not the case with any of you; but let the fruits be manifest in a god-fearing, honest and useful life.

I have often while in these Provinces lamented the custom by which the Females of India are left in ignorance, and have urged upon you the necessity, if you would really seek to elevate the social position of the people, of educating your girls. And here once more, I would advert to the subject, for I feel persuaded that until this is done no real advance will be permanently secured. I lately saw in the papers the account of an excellent school established at Cairo by one of the wives of His Highness the Khedive of Egypt. This lady erected for the purpose a beautiful building, and procured a lady from Syria called Sitt Rosa, with a staff of teachers: there are 200 boarders and 100 day scholars; and they are taught all kinds of needle-work, European and Oriental; besides reading and writing and useful knowledge. As

religious is imparted, the more is it assimilated with the constitution and the more efficacious it becomes.

Altius precepta descendunt, quae teneris imprimuntur ætatibus.

This dictum of the Roman Philosopher is true for all people and all ages. The branch retains its bent.

Then why it, may be asked does our Government not recognize the principle? The reply is obvious. Many hold that even where a nation is of one faith, it is not the business of the State to introduce religion into its schools. But however this may be, it is evident that where there are different religions, the objections and obstacles are vastly multiplied and may become insuperable. Such is the case in India. If the State were to inculcate Christianity in its schools and colleges, the Hindoos and the Mahometans would naturally object; and a Christian Government could not inculcate the tenets of Hindooism or Islâm. The State in its schools is not indeed unmindful of the great and fundamental principles of morality; but religion the State must leave to be taught and enforced at home; it becomes the duty of the parents in their domestic training to supply the want. Many too would probably hold that any other course was inconsistent with the gracious assurance of the Queen who, when assuming the direct administration of this Government, declared that while herself placing a firm reliance on the truth of Christianity, and acknowledging with gratitude the solace of the Christian religion, disclaimed alike the right and the desire to impose Her own convictions upon Her Indian subjects.

But when, apart from any official relation to the Government, we come to act in our private capacity, we are free to follow our own convictions; and it is then our general practice personally to support those Institutions in which education is founded on religious principles. Believing ourselves in the divine origin of Christianity and the inestimable blessings it confers, we thus in our individual and private capacity support those Seminaries of youth in which education is based upon the truths of the Christian faith.

Now it is precisely because we hold these principles and make this our practice, that we can fully recognize the corresponding principles upon which, from a Mahometan point of view, this College has been founded, and can sympathize so far with the action of this Committee. And although, holding the Christian faith, we cannot ourselves contribute towards the inculcation of the tents of Islâm, we can yet fully approve the wide and liberal basis upon which the college is established. And more than this, in so far as the teaching of secular learning, History, Science and Literature, are separately communicated to the students, I for one am prepared to aid in rendering this department of the College, as it promises to be, thoroughly efficient towards its end.

And, in truth, the grand benefits to be secured from the instruction of your pupils with a wide range of literature and scientific knowledge, are so great that they cannot possibly be over-estimated. It is thus that the mind and sympathies of the youth will be enlarged. The knowledge of history and of foreign lands will correct views otherwise narrowed by the sole contemplation of what is immediately around, and enable the youth to expatiate in the experience of other ages and of other nations than their own; their minds will be improved by acquaintance with the great discoveries, mechanical and scientific, of later times; and their view will be elevated and expanded by contemplation of the works of the Creator in the starry

XIX.

VISIT TO THE MAHOMETAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE AT ALLYGURH.

12th November 1875.

[IN URDOO.]

MY FRIENDS, MEMBERS OF THE COMMITTEE, NAWABS, AND SUPPORTERS OF THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE!

I am very glad to be here on this interesting occasion, and to be able to congratulate the Committee on finding that the institution has reached so practical and prosperous a stage; and I specially wish my friend SYED AHMED KHAN BAHADOOR joy at the desire he has so long cherished as the chief wish of his heart receiving the first fruit of its fulfilment.

I had two objects in making this visit to Allygurh. First, you have done me the honor of appointing me a VISITOR of this College, and in pursuance of that Office it was incumbent on me to inspect the Institution, observe its progress, and offer any advice which the circumstances might demand. Next, when I contributed to the funds of this project, it was on the condition that the amount should be appropriated strictly to the furtherance of secular studies, and of European Science and Literature; and I thought that it would be satisfactory, as well to the Committee as to myself, to inquire upon the spot how far the arrangements for the separate pursuit of these secular studies were in actual operation, before completing my donation. I need not say after the report which has just been read that the promised arrangements have been faithfully and fully carried out.

I take this opportunity of making a few remarks on the relations in which we English stand to this Mahomedan College, and the conditions under which it appears to me that it can be legitimately aided by us who profess the Christian faith. The great majority of mankind agree in this that the education of the young should be upon a religious basis: few dispute it as an abstract principle. The youthful mind is like a newly planted twig; bend the branch and in after years it will remain always crooked; train it straight and upright, so it will be hereafter. If childhood is passed without the inculcation of those high truths which influence the life,—the sense of a personal Deity, the consciousness of right and wrong, the doctrine of rewards and punishments,—the probabilities are that the restraints against vice and self-indulgence will be permanently weakened. On the contrary, the earlier instruction moral and

College. It was my earnest desire to found such an Institution, and my strenuous endeavours were for two or three years directed to this end. At one time, through the great liberality of my Friend here present, the Maharajah of Vizianagram, who offered the princely donation of £20,000 for the endowment of the projected Medical College, I had hoped that the design might have been realized; but I failed in the endeavour. It seems to me that the inhabitants of these Provinces have an equal right, with those of Bengal and the Punjab, to facilities for educating their youth for the higher walks of Medical practice. I trust that the design may be realized by my Successor, and I am sure that whenever it may again be set on foot, the liberality of His Highness and other leading men will not be wanting. And I heartily commend the design to Your Excellency's notice.

It is now my pleasing duty to tender hearty thanks to the Chiefs and Gentlemen who have responded with such ready liberality to the appeal which I made to them for help. And I refer with even greater satisfaction to the support received in smaller, but yet not inconsiderable, contributions from Citizens of all ranks throughout the country, because these are evidence that the need of this Institution is widely recognised among the people.

And, lastly, I have to offer to the Committee, and especially to you, Sir (Mr. Turner) as their President, and to Mr. Tyrrell, the Secretary, my warm acknowledgments of the able and devoted manner in which you and they have discharged the trust which four years ago I committed to your hands. I have also to thank you kindly for the distinction you have conferred by naming the Central College after me, and thus rewarding my humble efforts in the cause of Education by an honor so distinguished. It will ever be my pride that my name has been associated with an Institution destined, as I trust, both now and in the far future, to benefit the North-Western Provinces. It is my earnest prayer,—an aspiration in which I am sure that all here, both Hindoo, Mahometan and Christian, will unite,—that the blessing of Almighty God may rest upon this Institution. From it may the bright beams of true knowledge be shed abroad over the land. May it prove one of the Eyes of Northern India. Around this place may there ever cluster all that is pure and noble, all that is true and virtuous and beautiful, in science and in literature. May it be a powerful means of aiding towards the social and intellectual elevation and regeneration of the people; and prove a blessing, in the highest sense, to the inhabitants of these Provinces.

period be empowered to confer distinctive titles for proficiency in Oriental literature, may remain an open question; my present impression is that it will probably always be advisable to maintain the CALCUTTA UNIVERSITY as the fountain of academic honors and degrees. But not the less there is a present urgent need for this CENTRAL COLLEGE, and indeed I may say that it is essential to the perfecting of our educational system. It has two great objects in view—first looking upwards, as regards the UNIVERSITY; and second, looking downwards, as regards our VERNACULAR and MIDDLE SCHOOLS.

In respect of the former object, our aim has been to concentrate here, and so to improve and strengthen, the higher teaching agency which has heretofore been scattered, and in some measure frittered away, by the necessities of small and uncertain classes at the various outlying Colleges. The BENARES COLLEGE, indeed, as has just been shown by MR. JUSTICE TURNER, is specially devoted to Sanskrit literature; and from its antecedents, and its position at the great Capital of Hindoo learning, it must continue to maintain its leading position in that respect. In this view, as regards Oriental learning, the CENTRAL COLLEGE at Allahabad may, with great advantage, devote itself more especially to the prosecution of the Mahometan classics and the languages of ARABIA and PERSIA. In this respect, then, and in the provision of a strong and effective staff for the University courses, we find the first duty of the CENTRAL COLLEGE.

The second object, that of watching over the Vernacular and Middle Schools, possesses perhaps even a higher interest. MY LORD, in respect of the higher learning, we are in these Provinces still very backward, and we cannot pretend even to measure our progress with that which has been attained in Bengal. But in our Vernacular and Lower Schools,—those which affect the great masses of the population,—it is our pride that we have made a real and great advance. The statistics which have just been recited by MR. JUSTICE TURNER, I think, give ample proof of this. Now, the object of the CENTRAL COLLEGE in respect of these Lower Schools, is by examination to test their progress, and to aid and advise the Government in the improvement of their curriculum and standards, in perfecting their system, and elevating their condition. To this CENTRAL COLLEGE, then, we look as a real and effective power in the fostering of our Middle-class Schools, and the advancement of the great cause of Vernacular education.

Now, MY LORD, it appears to me that this is, and must always be, the proper duty of the Local Administrations. They are responsible for the primary education of the masses; and to them, as the agencies best fitted—I might say alone fitted—to guide and watch over the progress of the Vernacular and Middle Schools, should, as I conceive, be left the task of testing their progress and awarding them degrees of merit. Then, for the students who emerge from these schools, and, by passing the Entrance Examination, prove themselves fitted to compete for academical honors and degrees, the UNIVERSITY OF CALCUTTA becomes responsible. Thus, while each Government attends to its own domestic requirements in the lower ranks of education, the UNIVERSITY will still maintain its proper position of testing the higher results, and of assigning to each GOVERNMENT its comparative place in successfully educating the people to compete in the race for academical distinction.

There is one regret, MY LORD, to which I must give expression. MR. TURNER has alluded to the idea of establishing a SCHOOL for MEDICINE and SURGERY in connection with the CENTRAL

XVIII.

LAYING FOUNDATION STONE OF THE MUIR CENTRAL COLLEGE, ALLAHABAD.

ADDRESS TO HIS EXCELLENCY LORD NORTHBROOK, G. M. S. I.

9th November 1873.

[IN ENGLISH.]

YOUR EXCELLENCY,—I wish to join with the HON'BLE MR. TURNER and the Committee in expressing my gratitude at your having consented to lay the foundation-stone of this building.

The establishment of a CENTRAL COLLEGE AT ALLAHABAD has been my earnest desire ever since I assumed my present office. Shortly after coming here, I found that a strong wish prevailed among the chief people of the place for better means of education at ALLAHABAD; and, being myself deeply impressed with the same conviction, I took occasion at the first Durbar, which I held here on the QUEEN'S BIRTH-DAY, the 24th of May 1868, to urge upon those present the necessity of showing that they were sincere and in earnest, by contributing to the work. The appeal was widely and liberally met, a considerable sum was subscribed, and an address was presented to me in 1869 praying for the establishment of a College here. I cheerfully accepted the prayer, and nominated the Committee whose address now read has traced the subsequent course of the movement. It is a matter therefore of the deepest satisfaction to me personally, to find my cherished desire at length receive so auspicious a confirmation; and to see the foundation-stone of this Institution laid by the hands of a STATESMAN who himself took a prominent part in the formation of the great Charter on which the educational policy of this country now stands.

MR. TURNER has said that this CENTRAL COLLEGE is, as it were, the "coping-stone" of our educational system. Perhaps we can hardly as yet lay claim to that title for the College; but, at any rate, we may say that it is a preparation for the coping-stone. It is not possible to forecast what precise part this Institution may occupy in the future of Upper India. But I may say at once, we do not contemplate that it should assume the functions of an University. Our advance in the higher literature would by no means warrant this at the present time; and indeed, my Lord, it appears to me that there will always be an advantage in maintaining the PRESIDENCY UNIVERSITY as the one body solely empowered with the functions of conferring degrees for all the Provinces on this side of India. Whether this College may not at some future

piercing as it were the sky; an emblem of monastic life which shuns the impurity and contamination of the world. But not so the purpose of the CREATOR. These snows fulfil a great and useful object. As the summer advances, they are thawed by the heat, and descending from the vast heights in myriads of rills, swell the torrents which you see foaming in the valleys far below. These again join the Ganges and the Jumna, and in the dry and scorching months fill our Canals and spread verdure and fertility over the land. And now, to apply the metaphor to your own social system. When your women are educated, and take up their place among you, as in all other civilized countries they do, in works of usefulness and kindly sympathy—and when they are permitted to enjoy the air and light of heaven, and the beauty of GOD's works as you do;—when, in fact, the half of the human race in India is permitted to take its proper place in the country, from which it is now excluded;—then, and not till then, will the metaphor be fulfilled and genial influences of enlightenment and social improvement spread a new life of freshness and elevation over the face of Indian society.

I know that the subject is surrounded with difficulties, and I would not urge any rapid or sudden change, or any usages inconsistent with the requirements of the country. But the object is one which I commend to your consideration. In other Oriental countries a partial freedom is found not inconsistent with the proprieties of female life. I leave the matter for your best consideration. Begin by educating your daughters, and gradually in the course of time they will be fitted for the greater liberty which I advocate, and without which, I again assert, the object of their existence is but imperfectly reached, and without which, moreover, even the other sex can never attain to any high degree of social excellence.

The Government is ready in every legitimate way to aid you: but in this, as in all great works of popular advancement, the effort must come from yourselves. And by such effort may the blessings of moral elevation and of social and intellectual improvement day by day make rapid progress among you.

ment, convinced that the growth of this independent power is beneficial in itself, and that there are certain branches of local administration which, from the more intimate knowledge you possess of your own interests and requirements, can be far better discharged thus than by the direct agency of Government. With this view Municipalities have been constituted in all the larger towns, and Local Committees in every district. It has been asserted publicly that the people are not yet ripe for municipal institutions or self-administration. In this there is some truth and some error. In certain Municipalities I know that the native members take an intelligent interest in their work, and assert the independent rights vested in them by the Legislature; and I gratefully acknowledge the valuable aid which these give to the Government in the discharge of their duties. But in the majority I am sorry to say that there is a want of independence and a tendency to lean wholly upon the Government; and this is altogether inconsistent with the possibility of self-government. There is too often no attempt at the assertion of individual responsibility: the eye is fixed on the presiding officer, and a blind assent given to his proposals. Let the reproach be wiped away. The system is on its trial. Let it be your endeavour to act a real and independent part in the direction of affairs, and to give your hearts and minds—whether as members of Municipalities or of Local Committees—to the devising and carrying out of the measures most calculated to promote the welfare of the country.

And of all the departments you have to deal with, that of education is perhaps the most important. For the first time in these Provinces, a place in public Durbar has been assigned to the graduates of the University, and I trust that you will join with the Government in recognizing their position. We have a special cause of congratulation this day in the high position achieved by the youth on whom I have just conferred distinction in your presence. LALL BAHADOOR, a citizen of Sumbhul in Rohilkhund, and a boarder at the Bareilly College, stood at the head of the whole list of candidates (2,144 in number) for the recent Entrance Examination of the Calcutta University. This is a triumph for the North-West, and may well be taken as a ground of encouragement. The youths of Northern India are well able to stand in competition with those of other parts of India, and the means of education in this Division of Agra are as abundant as in any other, if you will but use your influence in persuading the people to take advantage of them. We have in these six districts some 33,000 boys and 3,000 girls under instruction. There are ample inducements to stimulate exertion; employment and distinction are open to the educated youth of India on every side. If there be but fitness of character and education, there is no civil office in the country that is not open to their ambition, and it is the special and declared wish of the VICEROY that for this end every facility should be given.

And now I must refer to a subject which presses heavily on my mind,—and that is the condition of the women of India, shut out as they are from education and from their legitimate sphere of social duty and enjoyment. In no other country in the world are they secluded from all part and share in outer life, and caged within the four walls of the Zenana. GOD has made HIS creatures with an object, and the women of India while thus immured are prevented from fulfilling some of the great objects of their existence. If you visit the grand snowy range of the HIMALAYAS you find there inaccessible and snow-clad peaks of dazzling whiteness and unsullied purity, pointing upwards and

XVII.

DURBAR HELD AT AGRA.

2th February 1873.

[IN URDOO.]

RAJAS, TALOOKDARS, and CHIEF MEN of the Agra Division and of Allygurh !—

The last time I was among you was on the occasion of the visit of HIS ROYAL HIGHNESS THE DUKE OF EDINBURGH to Agra; and now, after the lapse of three years, I have returned here to hold my last Durbar.

During this interval I trust that the marks are visible of steady improvement and advance. In two Departments specially, great works have been started, and some progress in their execution made. The AGRA CANAL, drawn from the river below Delhi, will irrigate the Agra, Muttra, and Goorgaon Districts on the right bank of the Jumna, vastly increasing the productive powers of the dry and sandy tracts to be watered by it, and above all protecting them from the miseries of drought and famine. The GANGES CANAL is also in process of being enlarged and supplemented by a weir at Rajghat, and will thus be enabled to extend irrigation to several tracts in the Doab at present excluded from its benefits.

The other great work is the RAJPOOTANA RAILWAY, which will bring these Provinces, and specially Agra itself, into immediate communication—both social and mercantile—with Ajmere and the States of Rajpootana, and eventually with Bombay. The vast advantages which we shall derive from this great work in every point of view cannot be overrated. Apprehension was yesterday expressed at the conference which I held with the members of the Municipality that the Railway, by carrying traffic through, would injure the importance of this city. I cannot think that this will be the case—at any rate, the city will gain in other respects immensely. At present Agra is off the main line of communication, and is therefore less resorted to. When this Railway is carried out, Agra will again resume its position upon the trunk line of travel for the whole of Northern India, the stream of visitors to its beautiful buildings will be increased, and additional facilities will be afforded for traffic with the marts of Rajpootana and of Central India. The apprehensions of decadence seem, therefore, to me unfounded.

As this will be the last occasion on which I shall meet you in Durbar, I wish to leave with you (as I did at Meerut) some few words of advice. During the period of my administration, it has been my earnest endeavour to extend among you the sphere of self-govern-

The LOWER SUBORDINATE CLASS being composed entirely of Native students, the LIEUTENANT-GOVERNOR addressed them in the Urdoo language. He pointed to the defects of listlessness and peculation as the failings before which the Lower Subordinates too often succumbed, and urged them to habits of activity, and to promptitude and energy in carrying out thoroughly the duties entrusted to them. There was endless scope for their employment in all the great engineering works now in progress or projected, and with integrity, skill, and energy they were sure to rise in their profession. He was glad to see so many candidates for employment from the schools in these Provinces. These, however, were mainly from the upper districts in this vicinity. It would be the care of Mr. Kempson, the Director of Public Instruction, to see that pupils were encouraged to come from the more distant provinces also, and to provide means and facilities for that purpose, so that the benefits of this useful Class might reach to every District.

In conclusion, SIR WILLIAM MUIR, turning to the Principal, MAJOR LANG, thanked him cordially for his devotion to the interests of the College. It was to his exertions, and those of his predecessor MAJOR MEDLEY, that he found the classes so crowded and the teaching so effective; and his thanks were due also to the several Professors and to the College staff in general. On this farewell visit it was to him a matter of regret and pain that he should not again be amongst them. He trusted that the measures which had now been devised would tend greatly to the efficiency of the College, and he would always look with interest for tidings of its prosperity and success. He was sure that it was proving a blessing to the country, and that it would answer its object in not only qualifying Europeans of every rank for the profession, but (a work beyond the power of any English College) in engrafting the Engineering science on the Native youth of Upper India.

a noble sight to see an Overseer with a real interest in the welfare of those about him,—known as a friend of the people, and instead of abusing them and driving and knocking them about, having them to follow and work, because they trust him, and respect and love him Such a man will not only build his bridge or dig his canal well: he will be doing his duty as a moral agent, and adding his influence to build up with credit and honour the Christian and the British name in India.

"A better knowledge of Urdoo will, I feel confident, tend to this good end. Too often the Overseer cannot understand his labourer or make himself understood; and so he loses his temper, and abuses or strikes, where a complete understanding of what was meant on either side would have obviated it all. Our two years' course of Hindustanee will cure this want. But something more is needed, and that is sympathy. I am well aware of the danger to those who are employed exclusively in the study of Exact science, Engineering problems, or material works, in the disuse of the finer sympathies of our nature; in all this there is a tendency, for the better susceptibilities to harden or deteriorate. Now, to counteract this tendency you should spend some part of your time in the cultivation of letters. The Poet says:—

> 'Nourish Imagination in her growth,
> And give the mind that apprehensive power
> Whereby she is made quick to recognize
> The moral properties and scope of things.'

I know that you have not much time for anything beyond your professional work; but still you may find some little opportunity daily for other reading, and even *a little,* if properly selected, will help to cultivate the affections and turn your minds to those 'moral properties and scope of things' which the Poet rightly urges us to cherish. But there is a better and a surer source of sympathy, and that is Religion. Don't be ashamed to study the Bible and to observe the Sunday. Take my advice, my men, and keep that day; keep it, as far as you can, free from secular intrusion. You will find in the sacred subjects suitable to it the surest springs of true humanity and sympathy:—softening and elevating influences to counteract the deteriorating tendencies of which I spoke. And, my friends, Religion will stand you in good stead in yet another way. It will help you to resist those temptations to which, especially in your lonely life, you will be exposed,—temptations to intemperance and dishonesty. Your self-restraint, integrity, and virtue will often be put severely to the test, and you will need higher motives than this world's morality to resist the trial. 'Godliness,' we are told, 'has the promise both of this life and of that to come.' I trust that you will seek it for the higher promise; yet that will surely bring the lower in its train. It has often pained my heart more than I can tell you, to receive the report of some otherwise good Overseer having become a victim to drink, and found myself forced to close the door of employment and promotion, and to send him back to his regiment a ruined and hopeless man. Seek, then, to fortify yourselves in sobriety, temperance, and virtue, and to steel yourselves against the temptations that will assail you by the high and powerful motives our holy faith supplies. And be sure that the Government is resolved at every step to weed out the bad men, and to insist that those who remain shall be temperate, as well as honest to the back-bone."

myself that, as a whole, this class has not as yet fully answered the object of its existence. The men go forth trained, it is true, in the theory of their profession, but not in its practice. As practical Overseers they are for the most part found useless. I am far from saying that this inefficiency is universal; on the contrary, there are many marked exceptions of useful and practical subordinates, bringing, moreover, to their work the true English attributes of courage, promptness, and ready resource. For example, we have here to-day MR. KEAY, who has risen to the rank of Assistant Engineer, and holds Her Majesty's Commission of Ensign, and as Head-master of the College has supplied one of the most valuable papers on the remodelling of this class. We have MR. PEART, who, as District Engineer of Goruckpore, takes his place as one of the officials of the district. We have CAERNARTON, MCARTHUR, PERY, MURPHY, LAING, BRADLEY, CONDUIT, INNES, and I could give many more names of good and useful men from this your College calendar. But after all, of the hundreds that have passed through the College, these form but a mere handful. The great majority fail: too often, I grieve to say, fail from want of steadiness, and sometimes even of integrity, but also for the most part from want of practical training. The remedy for this has long been a matter of anxious consideration, and yesterday it was discussed at a conference of the able and experienced Engineers whom we have assembled here. I will briefly mention the conclusions we have come to. The College course will be extended to two years; it will embrace a more thorough grounding in the profession, and also a knowledge of Urdoo. At its close, the men, instead of being placed at once, without experience and training (as they now are) in charge of works, will pass the probation of a third year as student apprentices. They will be under the charge of an experienced and judicious Supervisor in small parties of five or six, at places where some great work may be in progress, and there gradually initiated in the practical duties which they will be called to discharge. At the close of this period, if found competent, they will be confirmed in the Upper Subordinate rank, or otherwise remanded.

"These are the main changes now proposed, and if sanctioned by the Government of India, I have every hope that they will prove an effectual remedy and means of practical training. But there are other, and I fear too often less remediable defects,—defects in tact and temper, in sobriety and integrity. There will now be a longer period for testing character, and the opportunity will be taken for freely weeding the ranks. No hesitation will be allowed in remanding to his regiment any man who, during these three years of probation, gives way to intemperance.

"Tact and temper, though often complained of, are less easily to be tested. There is too frequently an utter want of sympathy between the Overseer and his labourers. He does not feel for them, or even understand them. He pushes them and knocks them about as he would a wedge or a pickaxe. Now, there are two ways of getting your instruments to do their work, and this certainly is not the way to get it well done. If you treat them as fellow-men in a kind and friendly manner, taking an interest in their comfort and their well-being, they will serve you to far better purpose. And I would ask you what, after all, we Englishmen are here in India for? Is it simply to dig and build? Is it not rather that we should raise and elevate the people, make them the happier and the better for our being here? There is not a single man amongst you but will have it in his power to do so. The natives of the country judge very much of what an Englishman is by how you as a body treat them. It is

malarious influence from our cities and our villages. And this material prosperity will, if used aright, lead onwards to social elevation. To take but one department of those I have alluded to:—Railways have exercised a more powerful effect than perhaps all our educational institutions put together in enlightening the native mind; and if we could but encourage the middle and upper classes, by securing the privacy of female passengers, to give their women the advantages of travelling by railway, it would, I am convinced, do more than anything else towards the enlightenment of the people and the improvement of their social usages, by breaking down the cruel custom of seclusion, and admitting the women as well as the men of India to the benefits of travel, the enjoyment of the beauties of nature, and the free air and light of heaven.

Turning now to the Native students of the Engineering Department, SIR WILLIAM MUIR said this was the Class of all others to which MR. THOMASON looked for benefit to India, by engrafting the science and practice of the engineering art on the native mind, and so rearing an indigenous body of engineers capable of carrying out their own works. For this end Mr. Thomason had founded six scholarships, each of Rs. 50 per mensem. SIR WILLIAM MUIR had with the same view jealously guarded the appropriation of those scholarships to Native candidates, and rejected proposals for even their temporary application to other classes. As yet, however, he was sorry to say that the Class had not answered the expectations of its founder. For some years there were no native students at all, but latterly he was glad to see that the class had begun to revive. Last year there were two candidates from these Provinces, but they quitted the College before completing the course. Now we had five, of whom two were from the Punjab and three from Bengal. This class had produced one bright example of what might be achieved by native engineers in RAI KUNHYA LALL, a student of 1852, who was now the Executive Engineer of the Lahore Division, and as such, in charge of all the Military buildings there, and taking his position with the Civil and Military Officers of the Government. His services were so well appreciated that some years ago the title of "RAI" was conferred upon him by the Government of India. There were other names of useful Assistant Engineers which he could mention, and he trusted that the science and art might yet become popular among well educated native youths of social standing. There was no reason why it should not, nor why they should not aspire to the highest engineering offices of emolument and rank in India thus thrown open to their ambition. It were an object well worthy Native gentlemen possessing the means, to aid the benevolent designs of Government in establishing scholarships or prizes to encourage the youths of Hindustan in this noble aspiration. Instead of five or six, we ought to have at least fifty or sixty native students in this class; there was an ample opening for them, and he was sure that MR. KEMPSON, the Director of Public Instruction, would aid in every way in his power in encouraging well-qualified students to come forward from our Colleges and swell the ranks of the class.

The LIEUTENANT-GOVERNOR next addressed the UPPER SUBORDINATE CLASS, which is composed chiefly of soldier students. "Complaints," he said, "have not been wanting against the efficiency of the Supervisors from this class; and in the otherwise favourable orders of the Supreme Government mentioned before, I have been desired to consider how far these complaints are well-founded, and how they can best be remedied. On both these points we have corresponded widely with Engineering authorities; and I cannot conceal from

Although the College has been less than five-and-twenty years in being, hallowed associations already cluster arouud it. CAUTLEY, BAIRD SMITH, DYAS, and TURNBULL, were successively its Visitors, and they have all passed away from us. The site on which it stands is aptly chosen, looking down as it does on these noble monuments of engineering skill by which the Canal (itself no mean river) is carried from Hurdwar across the intervening valleys and mountain torrents,—a lasting memorial of the skill and daring of SIR PROBY CAUTLEY.

The College is also full of associations of the good and able Officers who have filled the office of Principal (an office so well discharged at the present moment by my friend, MAJOR LANG),—OLDFIELD, MACLAGAN, WILLIAMS, and MEDLEY; and also of distinguished students, of whom the memory of one, Lieutenant Lillingston (for two years my Private Secretary) who here acquired his knowledge and his love of engineering, is specially cherished by me.

But apart from personal associations, there is a reason which renders the present moment one of public interest. The establishment in England of an Engineering College for India has unsettled the minds of the public here as to the prospects of this Institution, and the continuance to it of the patronage of Government. It has been a subject of much anxiety to myself, and of correspondence with the Government of India. It is, therefore, with sincere satisfaction I am able to announce to you, and through you to those without who are interested in the THOMASON COLLEGE, that the Institution at COOPERS HILL will in no degree affect the relations of the Government of India with this College, nor the employment which has hitherto been guaranteed to its more successful students. Between the two Seminaries there will be no opposition or antagonism. The requirements of this great country are ample for both. I am sure that you will all with me be thankful to the GOVERNOR-GENERAL IN COUNCIL for the justice which has thus been rendered to the ROORKEE COLLEGE.

I will now address a few remarks to each of the several Departments, and first to the ENGINEERING CLASS, composed of Officers, Civilians, and Native students. It would be superfluous to exhort the high-minded British Officer to exertion; his spontaneous presence here is proof sufficient of the resolve that his career shall be a useful one. I have already mentioned one accomplished student now gone, whose example you may well set before you. You have another now present in CAPTAIN BROWN, V. C., some time Assistant Principal in the College and now Assistant Secretary in the Public Works Department; and if need were, other names might be given you. And so with the Civilian class—their aims and resolves, I am sure, will not be less high. And here, too, there are not wanting examples to set before you for imitation. We have CLINTON ANDERSON, a student of 1851, now Superintending Engineer; R. FORREST, a student of 1853, who has risen with credit through every grade, and who for several months officiated as my Chief Engineer in the Irrigation Branch; we have NELSON, EVANS, PALMER, and I cannot omit the name of that most meritorious student, WILLCOCKS, who passed last session with such distinction, and who will, I am sure, rise to an honourable position.

Gentlemen of the Engineering Class;—Yours is a noble profession, and for its exercise in India there is the widest scope. The material improvement of the country depends on your exertions. It is to you we look for roads to open up the country; bridges and buildings for its convenience; canals to avert the calamity of drought and to scatter prosperity and plenty over the land; railways to promote merchandise and traffic; and drainage to ward off

XVI.

VISIT TO THE THOMASON COLLEGE OF CIVIL ENGINEERING, ROORKEE.

28th November 1872.

[CHIEFLY IN ENGLISH.]

MAJOR LANG, PROFESSORS, and STUDENTS—

On previous visits to the College, I have contented myself with an inspection of the various classes, and have never as yet addressed you collectively as I now do.

The reason, you know, is that the ordinary opportunity for such an address, the Annual Examination and Distribution of rewards, occurs in September, a time of the year when it is not always convenient to visit this place. Two years ago I had arranged to preside on that interesting occasion, and was on the point of starting when I was prevented by an unexpected cause wholly beyond my control.

But I feel that I cannot pass over the present visit in silence. It is the last opportunity I shall have of visiting an Institution in which I have always felt the deepest interest; and there are associations connected with noble and distinguished men, some of whom have now passed away, which bind my affections closely with it. The College owes its origin to the wisdom and foresight of that great Statesman whose name it bears. In view of the vast and increasing necessities of India for engineering talent, both European and Native, MR. THOMASON projected this Institution to train up officers and civilian students to be Engineers of the highest class, and also to provide an opening for deserving soldiers and others in the lower grades: and, more than all, he felt that opportunity and encouragement should be given to the people of the country to qualify themselves for being their own engineers. Like all the great designs of that wise ruler, the scheme was one eminently fitted to grow and expand into practical usefulness and to be a blessing to the country. We need look no further than to what we see here to-day in proof of this. I well recollect with what lively pleasure MR. THOMASON received the full approval of the Honourable COURT OF DIRECTORS to the project, the details of which, with a sketch of this building as it was to be, he embodied in a prospectus; and it was one of my earliest official acts as his Secretary to affix my name to that prospectus with the intimation that it had been cordially sanctioned by the Honourable Court. In looking back to the origin of the College, we may well do so with an ever affectionate remembrance of its FOUNDER.

During the thirty years which had elapsed since he had been among them, great changes had occurred all over the land. Everywhere the country had advanced—in the extension and improvement of its cultivation, in the multiplication of the means of communication—in canals, railways, and telegraphs—and in education and enlighteanment. Those of them who had travelled in the DOAB and elsewhere, must be very sensible how far behind they were on this side of the Jumna. In some respects, indeed, this was the misfortune of their position, and it was quite true that the railway might even prove injurious to them by diverting traffic into other channels. But they had still many advantages left them in their roads and rivers, and their ancient seat of commerce. The Government, on its part, would do what it could; and though there was no present prospect of either railway or telegraph, he was glad that there was a good hope of a canal being constructed, which, drawn from the Betwa near Jhansie, would run with many branches through the thirsty soil of the JALOUN District, reaching even to the town of CALPEE and the territory of BAONEE.

In education, too, there was, even on this side of the Jumna, a vast change since the days since he (SIR WILLIAM MUIR) was here as a Settlement Officer. He had found, on a reference to the subject in his Settlement report, that in Calpee there were then only 15 schools and 272 scholars. There were now in JALOUN nearly 3,000 scholars, of whom 2,000 were in Village (HULKABUNDEE) Schools scattered over the district, and 270 in TEHSEELEE or head-quarter Schools; and these schools were altogether of a different kind from the old schools which he remembered, confined, as those were for the most part, to the mere elements of cyphering and reading. Now the schools imparted a really good education. They had sent two or three pupils to the Colleges; and one of these, BRIJBULLUB, from their own town, had recently been gazetted as having passed the First Arts Examination.

A new era was thus dawning upon them, if they would only bestir themselves and be fellow-workers with the Government in its efforts to render more popular and efficient their Town and Village Schools.

He hoped this new school would take a prominent part in the good work. To make it the more efficient, they should have a boarding-house attached, in which the best scholars from the Village Schools might be placed; and they should also provide scholarships for sending the best scholars from the Zillah School to Agra, Cawnpore, or Allahabad. The LIEUTENANT-GOVERNOR then enlarged on the various employments and distinctions that would be opened up to their children by means of education, and referred to the recent instance in which Bengalee youths had competed successfully for the Civil Service. The same success might be achieved here as well as in any other part of the country; and he trusted that Calpee might yet become as distinguished for scholarship and enlightenment as it had been in bygone days for merchandise and commerce.

SIR WILLIAM MUIR cordially responded to the concluding sentiment of the address. He could never think of a town and district with which he was connected by so many early associations otherwise than with interest and regard, and the present occasion would not be one of the least of the many pleasing remembrances connected with it.

XV.

ADDRESS AT THE OPENING OF THE CALPEE ZILLAH SCHOOL.

10th February 1872.

[IN URDOO.]

Addressing HIS HIGHNESS THE NAWAB OF BAONEE, RAJAS, and CHIEF MEN of Calpee and Jaloun, SIR WILLIAM MUIR said:—

Having been employed more than thirty years ago in the Settlement of the Calpee District, he felt a deep interest in again returning to it, and in presiding on an occasion like the present, which gave such satisfactory evidence of the desire of the people to advance the cause of education.

The building, which was now declared open as a Zillah School, was spacious and elegant, and well-fitted for its purpose. The design was originated by COLONEL J. DAVIDSON, and had then been taken up by MR. P. WHITE, the Officiating Deputy Commissioner, with the support of the Municipal Committee. The work was begun only a few months ago, and its rapid completion was due to the constant care and energy of MR. HALL, the District Engineer, and to MR. WHITE and CAPTAIN T. QUIN, the Assistant Commissioner of Calpee. To all these gentlemen, but especially to CAPTAIN QUIN and MR. HALL, the LIEUTENANT-GOVERNOR offered his best thanks.

After Banda, (SIR W. MUIR proceeded) CALPEE was one of the largest towns in Bundelkhund, and it deserved to have a good English School. It was not enough, however, that the people should content themselves with contributing to its establishment and maintenance through their municipality. That was a very easy way of discharging their duty. They must aid the school each by his personal support, if it was successfully to accomplish its purpose. They must promote education in their own families and neighbourhood, and such as had the opportunity should take a real interest in its progress, in their places on the Committee. They could also give useful aid in arranging the course of instruction so as to make it popular and suitable according to the circumstances and requirements of the people. PERSIAN and SANSKRIT, and ARABIC would be taught if the parents desired; and local support might well be given to rendering these classes, if the subjects were popular, really efficient.

It was not intended to supersede the present Tehseelee School in the town. There was ample room for both. It would probably be best to remove it to the old town, and to make the lower classes free for the poorer portion of the population resident there.

Turning now to the address which had just been read, SIR WILLIAM MUIR expressed his thorough approbation of Literary Institutes or Associations like the present, which he was glad to say were now common throughout the country. Besides the advancement and enlightenment of the members themselves consequent on the discussion of social and political questions, the Government derived a sensible advantage from being thus made acquainted with the sentiments and wishes of the people. For he assured them that in all matters of government and legislation, the first desire of the Rulers of the country was that the laws and system of administration should be in accord with the habits and the wishes of the people, so far as it was possible with reference to the exigencies of the empire and the interests of justice to bring them so in accord. He trusted they would therefore continue to discuss such political and social questions, and as occasion required make their opinions known to the Government.

HIS HONOR then referred to the remarks of the Secretary on the Permanent Settlement, and said that that was a question much too large and complicated for discussion at such an assembly as the present; they might go on discussing it till day-light and yet be no nearer any satisfactory conclusion regarding it. But this much he would say, that if they really had the education of their children at heart, there was no lack of means. If they but spent in their education a fraction of the vast sums they squandered in marriage extravagancies, it would be well, and they would soon see the effect in the improvement of their children. The Government was providing facilities for education everywhere; let them begin by taking advantage of these; and let every man who could secure for his sons the advantage of an University Education, and if possible of University Honors. At the same time, SIR WILLIAM MUIR highly commended those who, having the ability, sent their sons to England for instruction; and turning to SYUD AHMED KHAN, C. S. I., he pointed him out as an example in this respect, who had himself accompanied his sons to England, and who was now giving to one of them the best education which England could afford at the University of Cambridge.

HIS HONOR then impressed on the Institute the benefits of female education, and enlarged on the necessity of such training, if it were but in the interest of their sons whose early education could thus best be secured at the hands of their mothers; and he applauded the efforts of MOULVIE SHAH ALLY through whose exertions so many girls were now being trained in this city. He also spoke in high commendation of the great liberality of HIS HIGHNESS THE NAWAB OF RAMPOOR in presenting to the Bareilly Mission his City Mansion for the purposes of the Female Medical School where women were being trained up for the benevolent end of making them efficient and useful female practitioners.

In conclusion, SIR WILLIAM MUIR expressed his entire sympathy in the sentiment and hopes to which the Secretary had given utterance; and trusted that (to adopt the metaphor set forth by the Secretary) the brilliant illuminations they had witnessed was but a sign and omen of the light of intellectual and social advancement which would speedily be shed over this city of Moradabad and the whole Province of Rohilkhund.

Bengalee youths who have within these few weeks returned to India as Members of the Civil Service. To these, the whole range of the appointments in the service, from those of Collector and Judge up even to that of the High Court, is now open; and with good reason, therefore, these youths were received with feasts of rejoicing both at Allahabad and Calcutta. Are you, then, content to see other Provinces coming to the front, while you lie still in sloth and ignorance? I shall not probably, in the ordinary course of things, have the opportunity of again advising you; let my words, then, sink into your memory. I pray you to bestir yourselves, if it be only in the interests of your children.

"And recollect, that these religious factions and angry feuds will throw you back grievously in the career of progress. Intestine quarrels and bloodshed are like the sowing of evil seed, which, in due time, will surely yield a bitter crop; and they will postpone, indefinitely, that rich and precious harvest which your combined exertions might otherwise have reaped.

"And as it is from above alone that peace and good-will can come, let us evermore beseech the "RECONCILER OF HEARTS"* to put that blessed gift of charity, forbearance, and union in your hearts; so that religious discord and bloodshed be known no more, but in their place, be surely and steadily developed all that is good and virtuous and beneficent."

Extract from the "Allygurh Gazette."

On the evening of the LIEUTENANT-GOVERNOR'S Durbar the city of Moradabad was brilliantly illuminated in honor of the occasion.

The LIEUTENANT-GOVERNOR and LADY MUIR drove through the main streets of the city and were received in the Manderson School by the Members of the Moradabad Institute. The grounds and the Hall of the School House were beautifully lighted up. With the Lieutenant-Governor were the Honourable MESSRS. STRACHEY and INGLIS, the Hon'ble R. DRUMMOND, and most of the other gentlemen who were present at the Durbar.

The Secretary of the Institute, GUNGA PERSHAUD, Deputy Collector, then presented to the Lieutenant-Governor a complimentary address, and enlarged on the services of the Institute and the questions discussed by it. He specially referred to the advantages derived by the inhabitants of Bengal in being able to send their sons to England; and he attributed their ability in this respect to the vast improvement in the country caused by the Permanent Settlement. He complained that in consequence of the existing system of settlements in the North-Western Provinces, the people were too poor to procure the same education as in Bengal, and advocated speedy introduction of the Permanent Settlement into the North-Western Provinces. He also dwelt on the question of widow marriages.

The LIEUTENANT-GOVERNOR rising to reply, expressed his gratification at the sight of the city so beautifully lighted up, and his recognition of the spirit of loyalty and attachment to the Government which had led to this demonstration. Assembled as they were in that beautiful School room, he could not but call to mind with sorrow the memory of the lamented Collector and Magistrate, MR. ROBERT MANDERSON, through whose perseverance and energy that handsome building had been erected; and he was sure the citizens of MORADABAD sympathized with him in this sentiment.

---

* Muallif ul Culúb.

peace of those cities have met in the due course of law with condign punishment. I might, in consequence, have put an entire stop to these Processions on the public roads. Indeed, this course has been recommended to me even by some of your own religion; but the advice does not commend itself either to my feelings or my judgment. I do not wish that any new restrictions on the customs of the past, not absolutely necessary for the peace of the city, should be imposed under my Administration upon the citizens of Bareilly. And now that, through the variation of the calendar, the immediate cause has for another cycle passed away, I will trust to your better feelings that there shall be no recurrence of antagonism. I announce to you, therefore, that the rule which I prescribed last year shall still hold good. No procession shall pass through the Chowk or Main street of Bareilly: but processions may, as heretofore, be formed in any quarter of the town, and pass to the right or to the left, by the nearest road or by any line indicated by the Magistrate, to the outskirts of the city. But I warn you, that if any disturbances be raised in attack or defence of these processions, the party raising them must bear the consequences, involving, not only punishment on themselves, but also such further restrictions on the party which they represent as the security of the city might demand.

"And now, I may hope that the animosity of the past will be laid aside. If there be any rivalry or contention between the two faiths, let it be the generous contention of precedence in the race of well-doing and beneficence. Saying this, I address myself to the whole of Rohilkhund. Let Hindoo and Mussulman join in the common endeavour to promote the spread of civilization, the relief of want and distress, and the advancement of the Province. How many forms of pain and suffering, of ignorance and poverty, there are among God's creatures around you. Do you, whether Mussulmans or Hindoo, strive to relieve their wants, and to ameliorate their condition. As the Poet says—

Shinâsand bégâna râ hamchû khesh,
Rahi ashtî râ bigîrand pesh.

'Regard the Stranger as one of thine own blood;
And quicken thy step in the path of kindness.'

"Let us bear one another's burthens, and lighten the sorrows and troubles of our neighbour, whatever be his race or faith. Are we not the children of a common Father? As your Poet Saadi writes so beautifully—

Bani âdam a'azâe yak dîgar and,
Ki afrînish zi yak gauhar and.

'The sons of Adam are members one of another,
Framed by the Creator from one common Essence.'

"I have one word more to say to you. Look to the education of your children; let it be our care, that, when we shall have passed away, the succeeding generation shall be the better for our efforts and our sacrifices. Is it a satisfaction to you to think that then your children will be distanced and put aside by those of other Provinces? It is the wish of HER MAJESTY that the people of India, of approved loyalty and fitness, should be promoted to posts of honour and emolument in their own country. In proof, I may point you to the three

"And it will be in your recollection that, when assuming the direct Government of India, the CROWN promulgated in the most forcible words its adhesion to the same policy. While avowing a firm reliance on the truth of Christianity, and acknowledging with gratitude the solace of the Christian religion, HER MAJESTY disclaimed alike the right and the desire to impose her convictions on her subjects; graciously declared that none should be molested or disquieted by reason of their faith or their observances, but that all should enjoy the equal protection of the law; and threatened Her Royal displeasure against any in authority under her should they interfere with the belief or worship of her subjects.

"Such are the principles of the BRITISH GOVERNMENT and its Officers. We value the Christian faith as our richest treasure; but, doing so, we can the better appreciate the existence of the same attachment in the breasts of both Mahometan and Hindoo to their respective faiths. We believe in the Old Testament and in the Holy Gospel, and we love and prize them as our Sacred Scripture; and so we know the Hindoo loves his Shasters, and the Mahometan his Corân. And, as we should not ourselves tolerate interference with our own belief, or with our own observances, neither will we permit interference in any shape, or in any degree, with the faith and observances of our subjects.

"And thus, the Mussulman, without let or hindrance, performs his Azân, and observes his Prayers and Festivals, his Mohurrum, his Fasts, and his Pilgrimages; and so also the Hindoo, of whatever sect, celebrates his worship with all its attendant conditions of Holy places, Fairs, and Bathings, in whatever manner he thinks proper. In short, every one throughout the land is absolutely free to serve God according to the dictates of his conscience.

"There is, indeed, one condition, but it is hardly needful to mention it to you; and that is, loyalty to the Government and obedience to the law.

"The British Government will not tolerate infringement of the laws of the land, nor disloyalty of action towards itself. It is able, by its great power, to suppress and punish these, and it will suppress them. But to you, both Mussulmans and Hindoos, the caution is superfluous; for I am well assured that you are actuated no otherwise than by a true and loyal spirit towards the British rule.

"The other point which I noticed is that, as the Government avoids interference itself, so it insists that no person, sect, or religion, shall interfere with the religious liberty of another. None may interpose betwixt the man and his religious convictions, or the manner in which he thinks it right to worship his Maker; and if any one attempts so to interpose, he is stayed at once by the arm of the law.

"There are, indeed, certain ceremonies, which, when performed in public, or on the Queen's highway, by one sect or religion, may under certain circumstances prove disquieting or offensive to the feelings or consciences of another. Such are the Mohurrum and the Ram-nowmie, when celebrated with the pomp and circumstance thought befitting the occasion, by the Mahometan and the Hindoo respectively. Here, the Government seeks to uphold the custom of the past: and it will continue so to do, on condition that the security and peace of the people are not disturbed.

"Unfortunately, as the proceedings of to-day testify, this condition was broken during the present year in the cases of Bareilly and Philibheet; and the offenders who violated the

XIV

SPEECH AT DURBAR HELD AT MORADABAD.

1st November 1871.

[IN URDOO.]

HIS HONOR first referred to the occasion which induced him, having already held a Durbar for the Province of Rohilkhund at Bareilly, in 1868, to select MORADABAD for the present assembly; and then expressed his pleasure at meeting His Highness the NAWAB OF RAMPORE, and the gratification, shared no doubt by all the citizens of Moradabad, at seeing their former Collector, MR. STRACHEY, after many years, once more amongst them, and in his present distinguished office honouring their Durbar with his presence.

The LIEUTENANT-GOVERNOR said that he had summoned the Native gentlemen and Chiefs of Rohilkhund to meet him at this Durbar, with the object of marking with the greater publicity and distinction the rewards about to be conferred, in the presence of their fellow-countrymen, on those persons who had distinguished themselves by their loyalty and gallant conduct in the late disturbances at Bareilly and Philibheet, and also in the recent outbreak in the Bareilly Jail.

The persons to be honored were then called up in succession, and received their *khilluts* and rewards at the hands of the LIEUTENANT-GOVERNOR, with an appropriate mention of their services. HIS HONOR especially commended the conspicuous loyalty and courage of AHMED YAR KHAN and SHERE MOHAMUD KHAN, Honorary Magistrates of Philibheet, who, at much personal risk, stood by and supported the Joint Magistrate at a critical time; and also the gallantry of NUNNEH KHAN, Jemadar, in attacking, with a small party of convict-warders, the rioters at the Bareilly Jail.

When the distribution was ended, SIR WILLIAM MUIR proceeded :—

"The opportunity is a fitting one for explaining to you the principles on which the British Government acts in the matter of religious rites and observances, and their public performance; and also the course which will be followed in this respect at Bareilly. The principle is, briefly, that Government affords, on the one hand, to every person the fullest liberty to act in accordance with the dictates of his conscience; and, on the other hand, requires that every one shall allow his neighbour the same liberty.

"From the earliest times, the EAST INDIA COMPANY scrupulously abstained from interference with the religion of its subjects.

SIR WILLIAM MUIR concluded by expressing the hearty hope that Rajah Dilsookh Rai's School would tend to the promotion of education throughout the District. There was no village the children of which could not be sent to a neighbouring Hulkabundee School. His Honor exhorted the Talookdars and Zemindars to encourage their tenantry to send their children to school. From the village schools the best boys should go on to the Tehseelee Schools; and from these again the best boys to the Zillah School; and then from the Zillah School the most forward should go to the Agra College and finally become candidates for the distinctions of the University course.

To open up the benefits of the Zillah School to the Scholars of the Village and Tehseelee Schools, a convenient Boarding House should be prepared for their accommodation at which they could lodge and prosecute their studies as if in their own houses. His Honor did not doubt that Rajah Dilsookh Rai would complete the good work by adding a suitable and substantial Boarding House to the premises, in keeping with the handsome structure now opened as a School House.*

The Lieutenant-Governor again assured Rajah Dilsookh Rai of the obligations under which he had placed His Honor and the Government; and the Assembly broke up.

---

* The Rajah has since constructed at his own expense a handsome and commodious Boarding-house, in immediate connection with the Zillah School [1876.]

followed by the leading men about him. His Honor further stated that he had heard with pleasure from the District Officer of the active interest which GUNGA SINGH of Mayasoor had displayed in the cause of education.

SIR WILLIAM MUIR then proceeded to say that probably he might not have another opportunity of meeting them again; and he would therefore add some words of counsel and advice. He earnestly besought them to give due heed to the education of their children. Without learning, there was no hope for them of honour and advancement. It was the desire of Government to employ the people of the country in offices of trust and emolument, if only they proved themselves fit for such offices by education and character, by enlightenment and integrity. There was no office or employment the road to which was closed to native gentlemen of this stamp. They must have heard of youths from Calcutta and Bombay having passed the Civil Service Examination, and thus made themselves eligible to become the Judges and Magistrates of the land. But if they failed to educate their children, there was no prospect of honor, promotion, and emolument. Without the stamp of the University Examination there was no hope of these. Successful competitors had gone up from almost all the districts in these provinces: but as yet none had appeared from Etah. But he hoped that that reproach would soon be removed, and that from this School candidates would come forward. It was true that Etah was no longer as formerly on the High-way of these Provinces, and was at some distance from the Railway; and thus was placed at a less advantage than some other districts. But that was no reason why the people should be debarred from the benefits he had adverted to. There were provided by Government in this district ample means of Education; labour and application were alone required. They should not only send their children to school, but stimulate them to study and exertion by setting before them the rewards which would follow. Let it not be said by their children in after-days that their parents had been neglectful of their interests, and had shut them out from blessings reaped by others.

The Lieutenant-Governor desired to add a word on the education of their girls. Rajah Luchmun Singh had shewn them a good example; he had above 200 girls under education in his schools. His Honor dwelt on the advantages to their children in receiving in their tender years such lessons and training as none but a mother was able to impart. He urged the blessing of their females being able to correspond with their relatives, and thus when separated from one another, gain tidings of them, and without the intervention of strangers make known their family concerns, their wants and wishes. It seemed to him strange and unintelligible that they did not perceive the advantages which other nations possessed in this respect, and that they were content to go on without any attempt to remedy this great want. His Honor then spoke of the great injustice which they did to the female sex in thus keeping them in darkness and ignorance, depriving them of the profits and privileges of mental cultivation. God had given them minds and intellects the same as to men; why then should they not equally enjoy the benefits and blessings which flow from the development of those faculties? Hitherto they had looked with suspicion on Female Education: but he trusted that this suspicion would gradually be dispelled by a conviction of the benefits and necessity of educating their women; and that he might yet one day hear in England that girls were everywhere being educated throughout these Provinces.

XIII.

OPENING OF A SCHOOL BUILT BY RAJAH DILSOOKH RAI, AT ETAH.

17th May 1871.

[IN URDOO.]

RAJAH PIRTHEE SING, RAJAH DILSOOKH RAI, RAJA LUCHMUN SING, and CHIEF MEN of the District of Etah!

The occasion which has called me to be present for the purpose of opening this spacious and handsome edifice is one of no ordinary gratification to me. Rajah Dilsookh Rai has truly stated the origin of the design. About a year and a half ago, when on my circuit through this Division I halted at Etah, I found the Tehseelee School-house such as the Rajah has described, little better than a mud hovel, confined and close, and quite inadequate for the purpose. The Rajah was at the time spending large sums on the erection of a Temple. I told him then, that I could say nothing against the construction of a building which he considered a work of piety. But I urged him to devote some part of his means to the benefitting of those around him, and pointing to the Tehseelee School suggested that if he erected a proper School-house it would be a project of great utility, and would mark his name as a public benefactor. The Rajah consented. Too many of our leading men make promises and never fulfil them; how many, for example, give their word that they will reduce their marriage festival expenses, and altogether fail to act upon their promise. But Rajah Dilsookh Rai is a man of another stamp; with him to promise is to fulfil. Without delay he set to work, and sparing neither labour nor money rested not until this beautiful building, well worthy his beneficent design, and an ornament to the town, was brought to completion. Few towns like Etah are possessed of such an edifice. In the Rebellion, Rajah Dilsookh Rai bravely and loyally devoted his services to Government; and now in the days of peace, and in his old age, he equally devotes himself, with a high resolve, to aid the Government in works of public benefit. This building will materially forward the cause of Education; and will, I hope, remain a permanent memorial of the Rajah's name. The Rajah is a pattern for others to follow in his steps, and I trust that many will imitate his example.

The Lieutenant-Governor then said that he wished to take this opportunity of again publicly thanking RAJAH LUCHMUM SING, as he had done the day before at the opening of the Mynpoorie School, for the great interest taken by him in the cause of Education, and especially in the establishment of Schools for girls. He, too, offered an example which might well be

upon Jye Kishen Doss. Since then the Rajah had laboured with energy and success in various branches of the administration; and especially in the cause of education his services were highly appreciated.

"RAJAH JYE KISHEN DOSS!—The services rendered to the State by your family and by yourself have been graciously acknowledged by HER MAJESTY QUEEN VICTORIA in your appointment as a Companion of the Order of the STAR OF INDIA. Receive the Badge of that Order and let this mark of Royal favour stimulate you to still greater exertions in the service of the CROWN."

When BABOO SHIVA PERSHAD was brought forward, SIR WILLIAM MUIR said:—"The character and merits of this gentleman are well known to all here, and indeed throughout these Provinces. Five-and-twenty years ago, while employed in the Simla Agency under MR. W. EDWARDS, C.B., he afforded valuable aid in the first Sutlej Campaign. For his services in the mutiny he received the thanks of Government and a valuable jagheer. Since then, as Joint Inspector with MR. GRIFFITH, he has laboured in the Educational Department, and so satisfactorily has he conducted the duties of his office, that now, on the re-modelling of the 3rd Circle, he has been appointed sole Inspector. The promotion of SHIVA PERSHAD is a proof to you all that the Government is ready to confer dignity and office on those who show themselves worthy of it. He now holds a post elsewhere filled by English gentlemen; and I could wish that we had hundreds like him to promote to similar positions of authority, emolument, and distinction."

The LIEUTENANT-GOVERNOR then presented to SHIVA PERSHAD the Insignia of Companion of the STAR OF INDIA, and thus addressed him:—"BABOO SHIVA PERSHAD! Receive this signal mark of your SOVEREIGN'S approbation; strive to show yourself worthy of it, and let the distinction excite you to still greater devotion in labouring for the good of your countrymen, and in the service of your QUEEN."

towards which His Highness the MAHARAJAH OF BENARES and others have so handsomely contributed; and also from the projected Medical College at Allahabad, so munificently endowed by the MAHARAJAH OF VIZIANAGRAM. For the welfare of the country and the interests of your own children, I trust that you will all join vigorously in promoting and strengthening every such endeavour to extend the advantages far and wide of a sound and liberal education.

The LIEUTENANT-GOVERNOR next referred to two matters which had already formed the subject of discussion at the visit which HIS HONOR had paid that morning to the LITERARY INSTITUTE, namely extravagant expenditure at marriages and female education; enlarging on their duties in respect of the latter; thanking them, and especially the MAHARAJAH OF BENARES, for their exertions in checking marriage expenses; and trusting that they would now bring into immediate practical effect the rules they had framed and the promises which had been so widely given for their observance.

SIR WILLIAM MUIR then said that there were three gentlemen present whom he wished to do honour to in the presence of their fellow-citizens; these were RAJAH SUMBHOO NARAIN SINGH, RAJAH JYE KISHEN DOSS, and BABOO SHIVA PERSHAD.

There was one amongst them when HIS HONOR was last at Benares whose absence this day they all mourned. Some present would recollect the occasion, eighteen years ago, when at the opening of the Victoria College, MR. THOMASON, then Lieutenant-Governor, conferred on DEONARAIN SINGH the title of Rao, for his efforts in quelling a disturbance in the city of Benares. During 1857-58 his services were of the utmost value, and were recognized by the conferment of the title of Rajah Bahadoor and the Star of India; when subsequently summoned to the Supreme Legislative Council, Sir Rajah Deonarain Singh was no less distinguished by the wisdom and loyalty of his counsels. His loss to this city would be long and deeply felt. In recognition of the faithful and eminent services of this lamented Nobleman, the VICEROY had been pleased to continue the title of RAJAH to his son, now RAJAH SUMBHOO NARAIN SINGH, and the title would now be conferred in their presence.

RAJAH SUMBHOO NARAIN was then conducted to an antechamber, and robed in a dress of honour. When he was brought up, the LIEUTENANT-GOVERNOR addressed him as follows:—

"RAJAH SUMBHOO NARAIN!—I present to you the patent of the title which the VICEROY in recognition of the distinguished services of the late RAJAH DEONARAIN SINGH, has conferred upon you, his son. Let this mark of favour stimulate you to walk in the steps of your lamented father, and ever like him faithfully and loyally serve the British Government."

RAJAH JYE KISHEN DOSS was next brought forward, when the LIEUTENANT-GOVERNOR said:—"This gentleman belongs to a family which did special service to the State in 1857. His elder brother, CHOWBEY GUNSHAM DOSS, was our constant and faithful counsellor at Allygurh and Agra; and, though palsied in body and with but imperfect sight, he displayed a rare and heroic courage. Posted on the banks of the Ganges beyond Soron, he secured the escape of many Christian refugees from Rohilkhund. While engaged in this brave and loyal work he was surprised by a troop of rebel horse from Furruckabad, and his head was cut off and stuck upon the gateway of the Tehseeldaree at Kassgunge. Thus died Chowbey Gunsham Doss, a noble example of loyalty and heroism. His brothers also, and especially Jye Kishen Doss, gave valuable aid each according to his ability; and to mark his appreciation of the memory of GUNSHAM DOSS, the title of Rajah and a landed estate were bestowed by LORD CANNING

XII.

DURBAR AT BENARES.

27th January 1871.

[IN URDOO.]

RAJAHS AND CHIEF MEN OF BENARES!—It is now nearly three years since I last met you here. Since then it has been my lot to have travelled over the greater part of these Provinces. And now, comparing you with other places, I find that Benares and its vicinity are more forward than perhaps any other part of the North-Western Provinces. This I attribute in part to your proximity to Bengal and Calcutta. It has been imputed to us in certain quarters that we are jealous of the progress and success of Bengal. It is true that, belonging as I do myself to these Provinces, I have repeatedly used the success of Bengal as a legitimate argument for stirring up the people here to greater efforts for their own improvement; and have warned them, that otherwise they will be outstripped, even at home, by their brethren from Bengal. Far, however, from repining at it, their progress is, and should be, viewed by us with high satisfaction; for their progress is ours. We belong to the same country, and are fellow-subjects of the same Queen. And, more than this, their advancement will tend indirectly to your own. Every step taken by them in the direction of enlightenment and civilization is felt distinctly here. The language also is so much akin to ours, that works composed in Bengalee may be easily adapted so as to add to the literature of these Provinces. Moreover, Bengal supplies us to some extent with well-educated masters for our Schools and Colleges. In all these ways the social and intellectual advancement of Bengal furnishes us with the means for promoting our own.

So far as the education of the agricultural classes is concerned, we have, I believe, the advantage of Bengal, by reason of our village-circle system of Schools. In my various tours, I have had the opportunity of seeing many thousands of boys enjoying at these Village schools a good primary education. But in the higher branches our advantages have been less, and we are far behind. At the recent examinations we passed but four students for the B.A. test, while 78 from Bengal were successful. The proportion for the Entrance Examination was somewhat better, being 107 against 889. And if every one aided according to their several ability, whether as members of the various Educational Committees, or as Landholders and men of wealth and influence, in encouraging the establishment of Schools and promoting their efficiency, the advance would be still more rapid and satisfactory. Something may also be hoped from the movement for the establishment of a Central or University College at Allahabad,

difficulties, and too often brought them to indigence and ruin. The LIEUTENANT-GOVERNOR mentioned the efforts which had been made elsewhere to effectually restrain this fruitless and most baneful custom; and trusted that the leading men of both districts would take up the same cause here with the devotion and energy which an object of such gravity deserved.

Another matter, of which he would speak, was the all-important one of FEMALE EDUCATION. This was not a subject which had yet approved itself to the national mind; and it was one in which, from the delicacy of the position in which those to be taught stood, the Government could not interfere. It was a work they must do for themselves; but in doing it, the Government was ready and anxious to aid them. There were three things to be remembered: *First,* that women were entitled to the same mental improvement and the same intellectual pleasures as men, and that it was not justifiable to deprive them of these, and to shroud their minds in ignorance. *Next,* it was only thus that when separated from them, a Native lady could hold direct communication with her husband, her father, or her brothers: how, otherwise, when at a distance could they be informed (without the intervention of a stranger) of domestic events, of the joys and sorrows, the anxieties or cares of each other, and thus receive advice and comfort, and also enjoy the satisfaction of confidential correspondence? *Lastly,* they valued the education of their sons; but the surest way of educating their sons was to educate the mothers; no teacher was so good or so effective as the mother of her children; and, if taught herself, she would be sure to communicate her knowledge to them while their minds were yet tender, and in the mood most impressive to receive it. Until they educated their women, it was vain to hope for the universal spread of education and enlightenment among the men.

Finally, HIS HONOR begged to offer his acknowledgments to the MUNICIPAL COMMITTEE of the City, which, associated with the Magistrate, was giving its aid in promoting cleanliness, drainage, and other municipal improvements. It was the wish of Government that they should administer their own affairs, and thus grow up into the habit of self-government. He rejoiced that this process was now going on in all large towns and cities; and he trusted that here, at GORUCKPORE, the leading men would thus devote themselves to the removal of whatever was detrimental to the health and comfort of the people, and to the promotion of all public improvements.

SIR WILLIAM MUIR said that, in the ordinary course of events, he could not hope again to visit GORUCKPORE; but he prayed them to allow the advice which he had given to take root in their hearts;—that they should promote the education of their own children, and aid in the spread of education among others; that they should join with Government in stamping out the crime of infanticide, and in restraining, within limits of economy, the expenditure at marriage ceremonies; that they should educate their girls; and that they should aid, according to their ability, in Municipal improvements. Thus, by their efforts so directed, the districts of Goruckpore and Bustee would advance in enlightenment, happiness, and prosperity.

classes Mathematics, Arithmetic, History, and Geography. The LIEUTENANT-GOVERNOR then pressed the advantages of educating their children on those present. There was a recent circumstance, he would mention, in proof of the distinctions to be gained by education. There were many RAJAHS, TALOOKDARS, and CHIEF MEN present; which of them had had the distinction of seeing his name in the *Gazette of India*? Only two, the RAJAH OF BANSEE and BABOO SHIVA PERSHAD; and that on their admission to the Order of the STAR OF INDIA, in recognition of the distinguished loyalty of the former, and the long and faithful service of the latter. Yet in the last *Gazette of India* the names of three citizens of Goruckpore were published. And who were these? OODEY BHAN SING, BHAIRO PERSHAD, CHOTOO LALL; they were youths of the Goruckpore Mission School, who had passed the University Entrance Examination; and if these lads continued to prosecute their studies with diligence, and pass successfully the higher examinations, they might rise to dignity, office, and emolument. If they valued the future advancement of their children, they would use every endeavour, and spare no expense, to secure for them a good education, and stimulate them to industry. And those who were possessed of means and influence would do their utmost to establish schools, and aid in the cause of education. There were not a few here present who did exert themselves in this excellent endeavour, and SIR WILLIAM MUIR had great pleasure in prominently noticing their names, and thanking them for their services.

Foremost was the RAJAH OF BANSEE, who had subscribed Rs. 5,000 to the ALLAHABAD COLLEGE, and contributed towards the support of an Anglo-Vernacular School. The RAJAH OF TUMKOHEE did the same, and also liberally aided a Girls' School in the city. The RAJAH OF BUSTEE, the RANEE OF SUTTASSEE, the RAI OF PUDROWNA, and BABOO UMBICA PERSHAD NARAIN SINGH of Suleymgurh, all contributed towards the cause; and the latter especially towards the education of girls in Goruckpore. MOULVIE WUJAHUT ALLY, Tehseeldar of Deoreya, had also afforded valuable assistance; and last of all, it was right to mention the name of SHAH ROOKN-OOD-DEEN, Deputy Inspector of Schools, who had laboured with much intelligence, devotion, and success.

The LIEUTENANT-GOVERNOR then desired that MOULVIE ALLY BUKSH KHAN, Subordinate Judge of Goruckpore, should be brought up; and, addressing him, said, that he had learned from MR. KEMPSON and BABOO SHIVA PERSHAD that he had proved a staunch friend to education, and had assisted the Department here and elsewhere with substantial aid, both in money and influence; he had also started successfully a Girls' School at Goruckpore, which had been visited by LADY MUIR. SIR WILLIAM MUIR thanked the Moulvie cordially, and, as a mark of his approval, presented him with a watch bearing a suitable inscription, and a letter recounting his services.

The LIEUTENANT-GOVERNOR next referred to the subject of infanticide. He was glad to be informed that the crime was not prevalent among the Rajpoots of Goruckpore, but in certain parts of Bustee it still was rife. He thanked the RAJAH OF BANSEE for the vigorous efforts he had used to put a stop to the crime. Some success had followed these efforts; but it was of comparatively limited operation. The GOVERNMENT was now resolved to step in, and by a strong restrictive system crush out the crime entirely. The LIEUTENANT-GOVERNOR trusted that, both in Goruckpore and Bustee, all influential men would join in the movement that had begun elsewhere of checking extravagant expenditure at marriages. It was not only one of the causes which lay at the root of infanticide, but it also involved all classes in distress and

XI.

SPEECH AT DURBAR HELD AT GORUCKPORE.

6th January 1871.

[IN URDOO.]

Addressing the RAJAHS, TALOOKDARS, and CHIEF MEN of Goruckpore and Bustee, SIR WILLIAM MUIR said;—

The occasion of being at last able to visit their district, and to meet them in Durbar, was one of much satisfaction to him. It was now eighteen years since—in company with MR. THOMASON, then Lieutenant-Governor of these Provinces, on his annual circuit—he had visited this place. In the mean time there had not in these parts been so great an advance as in other directions. Cultivation, it was true, had made great progress, and jungles had been cleared away. Their beautiful and well-watered district abounded in lakes and streams and other means of irrigation, which were busily taken advantage of; the fields were rich and promising; and, by God's blessing, they were enjoying an abundant harvest. But the Gogra and other rivers lay between them and the rest of Hindoostan; and though they served to carry away their produce, they formed a barrier difficult to cross; and it might be long before they had the advantage of a railway. Still though thus cut off from the rest of the Provinces, and lying as it were in a corner of the land, there was no reason why improvement should not take place in the social institutions of these districts equally as elsewhere, and in the intellectual advancement of the people.

For example, His Honor observed, that success in education was not dependent on place or on facilities of communication. Industry and application could secure to their children the same advantages as in other districts. And in point of fact, SIR WILLIAM MUIR said, he was glad to find that good progress had been made. When he before visited the district, there were, he might say, no schools, but here and there a poor and rudimentary village school. Now by the village-circle system, good schools were scattered over all parts of the district, so that every one who chose had the opportunity of giving his boys the benefits of a good education. In proof of the great strides which had been made in this direction he might mention that at the five encamping-grounds at which he had halted in the Goruckpore District no fewer than 3,143 boys had been collected together for examination, and at the three stages in the Bustee District 2,100—in all 5,243 at the eight halting-places; and besides this some 700 boys belonging to the Mission Schools were collected for inspection at Goruckpore; and these were all enjoying the advantages of a really good education, embracing for the higher

To eradicate this curse Lalla Pyare Lal has devoted his life. As you have heard, he has travelled all over the country, and above 300 large meetings or Punchayats have been held for this end. He deserves the thanks of the Government and of the whole country, and what has been done elsewhere should surely not be left undone at the seat of Government. Rather let Allahabad set an example to the provinces; and I trust that this meeting will result in the passing of wise and well-devised measures to secure economy at marriages, and that when I again return to the Capital I shall find that full success has attended your deliberations.

You have asked me to foster and encourage your endeavours, and to become the Patron of the movement. I cheerfully accede to your request, and whatever can be done to aid and countenance so good a cause, will be readily and cheerfully rendered by me.

X.

ADDRESS AT A MEETING OF THE ANJAMUN-I-HIND (OR SOCIETY FOR CHECKING EXTRAVAGANCE AT MARRIAGES;) AT THE MAHARAJA OF BENARES' RESIDENCE, ALLAHABAD.

21st May 1870.

[IN URDOO.]

The object of my coming here was simply to witness the proceedings and by my presence to signify my approval and interest in them. I did not intend to say anything, nor is it now my wish to make any formal address. But I desire to tell you that I heartily approve this movement, and rejoice to find so large a number of influential men and so great a gathering from the villages* assembled together and resolved to put an end to the extravagant expenditure that prevails at marriages. All that Rai Bukhtawer Sing has so forcibly stated to you is most true and deserves your earnest attention. The subject, he says, is divided into three parts—excessive expenditure at marriages, and the resulting evils of infanticide, and the kidnapping of young girls. Now the two last it will be the province of Government to deal with. As regards infanticide the Rai Sahib has not painted its wickedness and barbarity in too black colors. Indeed, in saying that it brings down the people of India to the level of barbarians and wild animals, he has not put the case as strongly as he might. For even the brute beasts rear and cherish their young, while here man puts his offspring, the dearest gift of the Almighty, to death. The Government is now resolved to put a stop to this wicked and cruel custom, and effectual measures will be taken for this end. It is my wish and hope that before my administration closes, the crime will in these Provinces every where be crushed out.

* There were about 2,000 villagers present.

But the Government cannot equally deal with that which has furnished the main inducement to infanticide—extravagance at marriages. The cure of this must be undertaken and carried out by yourselves; and it is on this account that I welcome meetings like the present. Rai Bukhtawer Sing has well exposed the folly of the practice—you have been familiar with it from your infancy; but to us coming from a foreign country it appears unreasonable and absurd beyond measure, that without any advantage whatever, people should beggar themselves by the expenditure of vast sums altogether beyond their means at every marriage; and the beggary occasioned thereby is the cause of great evils and distress throughout the country, and is at the root of infanticide.

remains a learner all his life. And if you act thus, then there is hope that from amongst you some will arise to benefit their country by adding to its literature. On this point, more especially as the Members of the Institute who take a special interest in it are present, I will add a few words. In pursuance of the Government Notification, many scores of works are presented as competitors for reward, but a very small proportion come up to the mark; and as yet only two have merited the full prize of a Thousand rupees. In one respect, especially, I have been disappointed, and that is the want of originality. The works are all cast in the same old type. Authorship keeps slavishly to the ancient and established tracks; whereas in the boundless domain of learning there is free and ample opportunity for striking out new lines of thought and speculation; or, to change the metaphor, in quarrying for treasure you keep to one ancient mine that has been open for centuries, whereas the whole region is rich in mineral resources, and there is room for a thousand shafts, each leading to its mine of precious stores.

One special advantage anticipated from this school, is the accommodation which the Boarding-house attached to it will afford for the reception of the most deserving scholars of the Tehseelee and Hulkabundee schools. I daily meet with many village scholars well advanced in their studies, and filled with the praiseworthy ambition of completing their education at the zillah school, and eventually at Roorkee, Agra, or some other college; for these there will soon be ample accommodation close by the school, and a careful moral supervision.

Some have spoken in disparagement of these village-circle schools. I can only say that, in marching through the district, I have had ample means of satisfying myself that the education acquired at these village schools is generally good, and bears marks of labor and industry. In some, the upper classes are quite equal to the Tehseelee schools. I met yesterday, for example, a class which had read as far as the 10th Book of Euclid,—progress which few village schools in England could boast of. True, the numbers as compared with the population to be taught are altogether inadequate; instead of hundreds, we should in every pergunnah have thousands, and tens of thousands at our village schools. But the remedy does not lie in detraction. It lies rather in your own hands. If there be a better plan, let it be pointed out. I do not myself think there is a better; and Government is doing all that is in its power. But the work is vast: we have millions to deal with; and without your help it is comparatively little that will be accomplished towards the enlightenment of the masses. Let each, then, aid vigorously the efforts of Government according to his ability, and rapid progress will be achieved.

Once more I congratulate you on this building, which is an ornament to your town, and will, I trust, help to advance it greatly in cultivation and learning. And now I declare it to be open for the purposes of education.

IX.

ADDRESS AT THE OPENING OF THE HIGH SCHOOL, ALLYGURH.

7th February 1870.

[IN URDOO.]

RAJAH TEEKUM SINGH, RAJAH JEYKISHEN DOSS, AND TALOOKDARS AND CHIEF MEN OF ALLYGURH:

It affords me peculiar satisfaction to be present at the opening of this building, so elegant and spacious, and so well-adapted for the purposes of education. My acknowledgments are also due for the kind and flattering terms in which RAJAH JEYKISHEN DASS has just addressed me. And now, on the part of Government, I beg to tender my thanks to those who have assisted in the erection of this building. Its foundation was laid in April last by MR. GEORGE LAWRENCE; and that it has been so rapidly brought to completion, is due to the interest taken in the work by the MR. CHASE, Magistrate and Collector, by RAJAH JEYKISHEN DASS, and by LALA DEBEE PERSHAD, and especially to the assistance so kindly offered by MR. BLACKETT. To all these, and to the Municipality, who contribute one-half of the cost as well as a monthly sum of Rs. 300 towards the maintenance of the school, I offer my cordial thanks.

From the address just read, you have heard a brief account of the history of the school. It was established many years ago on a small scale, but after 1857 the establishment of the school at Roorkee was transferred here, and the new school became one of the best of its kind in these Provinces. And here I may mention what was been told me by my friend MR. KEMPSON, that the success of the institution is mainly due to the late teacher, LALA BENEE PERSHAD, now deceased, who laid the foundation of its present prosperity; and it is right that on the present occasion his name should not be forgotten.

In 1868, three of the pupils passed the University examination; but I am sorry to observe that in the examination of 1869 none of the students succeeded. I trust that with the opening of this school-house a new era of success will begin. It will rest with you, students, to accomplish this. If you will apply yourselves with labor and diligence to your work, you are certain of success. And I trust that from this Institution many will go forth who will gain honors at the University, and distinction in the numerous liberal and honorable professions now open to your ambition. I would impress upon the pupils now before me the benefit of continuing your studies after you have left school or college. It is the too general practice then to cast aside books and learning. But the true student who really loves learning

reward. Let us seek the blessing of Him without whom nothing is strong and nothing is pure upon all our projects and arrangements; if that be vouchsafed, success shall crown our endeavours.

The Secretary then brought forward MEER MUDDUD ALLY, Deputy Collector and Deputy Magistrate of Khyragurh.

The Lieutenant-Governor informed the assembly that it was one of the latest acts of Sir John Lawrence, as Governor General of India, to confer honorary titles on two meritorious subjects in the North-Western Provinces. One was the distinction of RAJAH given to Luchmun Singh, Talookdar of Keraolee, in the Mynpoory District, now present, for services during the mutiny, and for aid given to the administration in all departments, specially in the educational branch. The patent of the title was conferred on Luchmun Singh at the Durbar lately held at Agra by the Lieutenant-Governor.

The other title was that of KHAN BAHADOOR conferred on Meer Muddud Ally. This excellent officer had rendered most important services during the rebellion; and since that time had afforded such marked assistance in all branches of the administration, that the late Magistrate, Mr. Ricketts, and Mr. Court, the Commissioner, as well as the present Magistrate, had submitted his case as deserving of a special mark of recognition. The Lieutenant-Governor said that Meer Muddud Ally Khan Bahadoor had added to his claims upon the Government by his zeal and labours during the present year in superintending the works for the support of the famishing poor south of the Jumna; and His Honor had great satisfaction in now placing in his hands the patent of his well-merited distinction, and investing him with a *khillut* suitable to the occasion.

The Secretary to Government and Director of Public Instruction now brought up Pundit BAPOO DEVA SHASTREE, when SIR WILLIAM MUIR addressed the Durbar as follows:—

"It will be in your recollection that in the past year, with the view of encouraging the composition of works in the vernacular language of Hindustan, the want of which is one of the greatest obstacles to the spread of popular education, I caused a notification to be published offering rewards of Rs. 1,000 for meritorious treatises in Oordoo or Hindee. Bapoo Deva Shastree has composed a work called 'Beej Gunit' (or Algebra) in Hindee of singular merit; and it is the first to which the full reward of Rs. 1,000 has been adjudged. It is not from the mere desire of a pecuniary reward that the Pundit has devoted himself to literary enterprise: he is a scholar who loves science and learning for its own sake. It is now many years ago that he composed a treatise on the same subject—the nucleus, in fact, of the present—for which he received a gift of Rs. 2,000 from the late Mr. Thomason. He has ever since been prosecuting his studies, and with such success that he has achieved a reputation, not only among his fellow-countrymen (for his name as a scholar is well known in the Dekhan and as far as Bombay), but even among the *Savans* of Europe. Bapoo Deva Shastree, I present you, in the presence of your fellow-citizens and countrymen, with this purse of Rs. 1,000, and with a *khillut,* in honor of your literary success; and I earnestly trust that others many follow your example, and that this will prove the forerunner of many similar rewards for standard works written in the vernacular of these Provinces."

whatever way it can. And, in truth, as Allahabad has now again become the seat of Government, it has a right to institutions of the kind. You will remember that, when a Governor was first appointed to these Provinces, Allahabad was the seat of Government, and here were the Courts and the Board of Revenue. Eventually the seat of Government and the Courts and Board were transferred to Agra; and now, after the mutiny, in the changes of fortune, the Government and the Board of Revenue have been again transferred to Allahabad; at last the High Court has joined us also. And hence this city should now become the largest and most important centre in India after the Presidency towns themselves. It is true that hitherto an excellent education has been supplied to you by the Mission Schools of Dr. Owen and Mr. Walsh, and of Mr. Davis; and the Government as well as yourselves are under deep obligations to these gentlemen for the valuable opportunities of learning which they have afforded to your children. But as the city is now rapidly extending, and assuming a fresh importance, it demands new institutions of a metropolitan character; and therefore I trust to your exertions to aid the Government, so that in due time Allahabad shall have its College, eventually its University, a Medical College, and other institutions becoming the capital of Northern India.

In all these things I invite you to evince a praiseworthy liberality. Men possessing great incomes are content with putting down a few hundred rupees, and having done so, they flatter themselves they have been very liberal—the *Hâtim Tâis* of the day. But I would have you look at the noble endowments which the rich men of other places, as Bombay, have contributed towards institutions for the benefit of their fellow-countrymen. I have heard that the Maharajah of Bulrampore has just now offered a lakh of rupees for the endowment of a hospital at Lucknow. Would that the worthy example might find imitators in these Provinces! Your wealth has been given you not simply for your own enjoyment, but for the benefit also of those around you; and for its use you shall hereafter have to render account. It is a trust from God, and what so evil as unfaithfulness in such a trust! By all means leave due provision for your families, but remember that there is a still higher obligation that devolves upon you:—to provide that their education, and that of the people around you, shall keep pace with the requirements of the day.

And while you forward the village schools, and the city schools and colleges, remember that, without female education, your efforts will be incomplete. I will not dwell at present on this subject. But as knowledge and enlightenment are the true ornament of a nation, what shall we say of that nation which deliberately excludes one-half of its number from the benefits of education? I do not speak now of the injustice thus inflicted on the female sex itself; but I will tell you that until your women become educated, your children will never be otherwise than backward in their attainments and enlightenment. The first and perhaps most important lessons which the child receives are in the family itself.

I will confess to you the ambition that the period of my administration may be marked by a real advance in the education and enlightenment of the people. It is well that your cities be ornamented by elegant and useful buildings, and that parks and gardens and roads be laid out for the convenience and comfort of the people; and it will afford me real satisfaction to see that such works make a material advance. But if only the foundations of education and social improvement and enlightenment be deepened, extended, and strengthened during the period of my incumbency in this Government, I shall have had my highest

I have every trust that by your continued exertions still greater results, tending to the welfare and comfort of the large communities entrusted to your charge, will year by year be achieved.

The other department in which the Government depends upon your co-operation is that of education. And here, if any among you will look back for thirty years, he must feel that a change among the people, far greater than that occasioned by roads and railways, has already been accomplished. When it was first my lot to come to these Provinces, and for many years after, there were, you may say, no means whatever available for the education of the people. There were then schools at few even of the chief towns; and in the interior you would meet only here and there at distant intervals with a village school in the verandah of some influential person, where the barest rudiments of learning were imparted. Now, as I myself have seen, we have the means of instruction scattered over the whole face of the country and in every Pergunnah, there are thousands of the young acquiring at the Hulkabundee and Tehseelee schools a sound and useful education. But to carry on this work, we greatly stand in need of your co-operation; and I am sure that it will be freely given. You that are Talookdars and Zemindars can afford valuable aid to the Government in extending the village system of schools: in yourselves visiting them; and, by your influence, in inducing your tenantry to take advantage of the benefits which they offer.

In this respect there is ground to believe that we are much in advance of our neighbours in Bengal. But in another respect we are far behind them: and that is in the higher education of the upper classes. The Honors of the University are the surest test. While in Bengal they number their graduates by hundreds, you with difficulty can number them by units. And so with the prizes of influential and lucrative office: are they not to a great extent passing into the hands of the Bengalee Baboos? On whichever side you turn, the Railway, the Telegraph, the Medical, the Legal, the Engineer Departments, wherever an advanced knowledge of English and Science is required, that is, in all the highest and best remunerated posts, you have Bengalees for your successful competitors. They are now invading the land, and taking possession of that which is your birthright. You have no doubt observed in the papers the report that three or four young men from Bengal have lately passed for the Civil Service: thus you will have them for your rulers also. Well, if you are content with such a state of things, be it so. But I trust better of you. In thus seeking to stir you up to emulation, do I speak disparagingly of the Bengalee Baboos? Far from it. I praise and laud them for their enterprise and industry; and, what is more, I look to those of them who have settled here for material aid and assistance in helping forward our own institutions. But belonging to you myself, and not to Bengal, I am jealous for your interests and your honour; and I warn you that, unless you arouse yourselves from your slumber of indifference, you and your children will be left behind in all the walks of knowledge and enlightenment, and you will discover your mistake when it is too late.

For these reasons, it is with much satisfaction I have heard of the movement lately set on foot among yourselves to provide funds for a College at Allahabad. The names of Lalla Gya Pershad, of Baboos Pearee Mohun and Ramashree Doss, have been mentioned to me as foremost in this movement, and to them and to all of you engaged in the work I offer the thanks of Government. You will find the Commissioner, Mr. Court, the Director of Public Instruction, Mr. Kempson, and the Magistrate, Mr. J. C. Robertson, ready to aid and forward the project; and it will be the care of Government to foster the undertaking in

VIII.

SPEECH AT A DURBAR HELD AT GOVERNMENT HOUSE, ALLAHABAD, IN HONOR OF THE QUEEN'S BIRTHDAY.

24th May 1869.

[IN URDOO.]

MAHARAJA, RAJAHS, TALOOKDARS, and CHIEF MEN of the North-Western Provinces!

It has been my desire to meet you in Durbar,—those of you especially who have not already been presented to me in the course of my progress this year through the Rohilkhund, Agra, and Allahabad Divisions,—and to receive you at the Capital of these Provinces.

The day presents an auspicious and happy occasion for this Durbar, being the anniversary of the Birthday of our Most Gracious Sovereign Queen Victoria. As loyal subjects we meet to celebrate the day, and to pray that the Almighty may bless Her Majesty with long life and prosperity.

I have now visited the greater part of these Provinces, and have been impressed with the vast strides which have been made in improvements of every kind within the last thirty years. Those of you who have had the same opportunities of observation, will bear me testimony when I say that the advancement in the prosperity and comfort of the people has been very great. Roads have opened up the communications of the country, and almost everywhere afford facilities for bringing to market the produce and manufactures of the land. Canals have brought luxuriance and plenty where it was before unknown. The Telegraph connects all the chief cities of the Provinces; and now the Railway traverses their entire length. The wealth and capital of the people have greatly increased. All these benefits you owe to the care and efforts of a Government which has your best interests at heart.

But there are two other departments in which progress must always depend greatly on the efforts which you make yourselves.

The first relates to the Municipal arrangements by which our cities are improved, made healthy, and beautified, and endowed with institutions for the care of the poor and the sick. The main benefits which have been conferred of late years in this respect are owing, in a great degree, to the interest which you have yourselves taken in the work; and I tender on the part of Government hearty thanks to those gentlemen who, as Municipal Commissioners, have laboured in this cause,—and more especially (as being most of them present in this assembly) to the Committees of Benares and Allahabad, of Mirzapore and Cawnpore; and

tution in which he is being taught, the College of Bareilly; and I may add as a further proof of its excellence, that the three next on the list also belong to the Bareilly College.

"Another fact deserves to be mentioned. Bhugwan Dass is an inmate of the Boarding House attached to the College; and out of sixteen students of the Bareilly College who passed in the recent University Entrance Examination, nine were boarders. I give prominence to the fact as illustrating the value of these Boarding Houses, and as a reason why you, the leading men of the country, should support them, and send your own sons to them. Pupils living in the Boarding Houses are encouraged to study out of College as well as in it, and by the evening lamp. To this I attribute the success of Bhugwan Dass. And I exhort you students* of the Colleges of Agra to follow his example."

* Fifty pupils from each of the three Colleges in Agra were present by invitation at the Durbar.

Sir William Muir then presented Bhugwan Dass with a purse of five hundred rupees as the Stafford Northcote prize.

and leading men of these Provinces, to give that help which from your position and resources you can give, in the establishment of Schools, and persuading the people to send their children there.

But another great difficulty and drawback is the absence of a sound vernacular literature, without which it is vain to hope for the spread of learning and cultivation amongst the masses. And more especially is the want to be deplored in respect of female education. I have no hope for the moral and social elevation of India, until its women are educated. And in the way of female education in this land there are special difficulties;—mainly those connected with the seclusion of the females. But an almost equal difficulty lies in this same want of vernacular works suitable for the sex. It is not too much to say that there is no literature whatever, of any value, in their own tongue, fit to be put into the hands of the women of this country.

Therefore it is that I prize the higher any attempts to supply this pressing want. And it is for this reason that I have asked you to be present here this day, that the rewards to the authors of certain successful works may acquire a greater value and distinction from being conferred before this large and imposing Assemblage.

And lastly, it is right that in the great work before us, we seek the blessing of HIM who is the Fountain of wisdom and the Giver of every good gift. At HIS command the darkness will be dispelled, and the people now lying in ignorance enlightened with knowledge and understanding.

The Director of Public Instruction then brought forward MOHAMMAD NUZEER AHMAD, Deputy Collector of Settlements in Jaloun, when SIR WILLIAM MUIR spoke as follows :—

" This gentleman receives the reward of a thousand rupees as the Author of the BRIDE'S MIRROR, an admirable tale of domestic life among the Mahometans of India. It has the great merit of being well adapted for the women of this country. There is not an expression throughout the work that would jar on the finest feelings of modesty and virtue: and every page abounds with lessons calculated to improve and elevate the reader.

" MOHAMMAD NUZEER AHMED! It affords me sincere pleasure to present you with this purse of a thousand rupees; and the more to mark my sense of your merits, I give you, in my private capacity, this time-piece, on which you will find engraved an inscription expressing my estimation of your work."

PUNDIT KASHEE NATH, Raees of Agra, and NAWAB NUBBEE BUKSH KHAN of DELHI, were also publicly rewarded for literary works of merit; and MEHNDEE HUSSAN, Tehseeldar in MIRZAPORE, and SHEO NARAIN, Secretary of the Municipality of AGRA, for excellent service in the famine of 1868-69. MIRZA AHMED ALLY BEG, Tehseeldar of Mohda in Humeerpore, received a present for efforts in establishing female schools.

Lastly, BHUGWAN DASS, a student of the BAREILLY COLLEGE, was presented; and SIR WILLIAM MUIR addressed the Assembly as follows :—

" During his incumbency as SECRETARY OF STATE for India, the Right Hon'ble SIR STAFFORD NORTHCOTE offered prizes for the best scholar in each of the Provinces of India amongst the candidates for the University Entrance Examination of 1869. Bhugwan Dass gained the prize for the North-Western Provinces. He has thereby done honor to the Insti-

VII.

SPEECH AT A DURBAR HELD AT AGRA.

26th January 1869.

[IN URDOO.]

YOUR HIGHNESS, MAHARAJAS, TALOOKDARS, AND CHIEF MEN OF THE NORTH-WESTERN PROVINCES!

You have assembled here from all parts of the North-Western Provinces, to do honor to His Royal Highness the DUKE OF EDINBURGH. The chiefest amongst you have been distinguished by being presented to HIS ROYAL HIGHNESS. And all the people assembled in the city, have had the opportunity of seeing THE QUEEN'S son.

I pray you to consider the gracious thoughtfulness of HER MAJESTY THE QUEEN towards the people of this country in sending HER Son to visit Hindustan. I feel assured that the honor thus conferred will strengthen the bonds of your loyalty, and increase your attachment to the person of QUEEN VICTORIA.

Being assembled for the above purpose at Agra, I have asked you to remain, after HIS ROYAL HIGHNESS'S departure, for this DURBAR, in order that these presents might be conferred upon certain persons whom I wish to honor thus with the greater distinction.

But before I proceed, I must tender my grateful thanks to those who have so nobly responded to my appeal for aid towards the projected UNIVERSITY at ALLAHABAD. And foremost among them to the valued Friend upon my right, His Highness the NAWAB OF RAMPORE, who was the first to answer the call, and by a munificent donation set an example to the rest. I would also mention the MAHARAJAH OF BENARES; and the MAHARAJAH OF REWAH, who with many others have contributed largely to the fund. And above all, I thank my esteemed Friend, the MAHARAJAH OF VIZIANAGRAM, for his princely appreciation of the claims of learning in the gift of a Lac of rupees towards the College.

Great benefit may be looked for from the University and College in advancing the interests of the higher learning. But after all, it is only a small portion of the people whom this Institution will directly benefit. The great mass will have no access to it. There are millions around us in these provinces in utter ignorance, and so far as the cultivation of their minds is concerned, little removed above the animal creation. It is the business of Government to spread education and enlightenment among these vast masses. But in this great work, there are many difficulties to be faced; and alone, without your aid, it is but little that Government can accomplish. Therefore, I earnestly call upon you, the great Landholders

ship. We may reasonably hope that in this way works will be composed, elegant in their style, suitable to native mode of thought in their treatment, and above all sound in the character of the knowledge imparted. If, for example, the author of a work, for which we offer a prize, on the subject of ethics, philosophy, science, or literature, be thoroughly proficient in Arabic, Sanscrit or Persian as well as in English, we have a ground of rational expectation, that the power of elegant writing and of native illustration will be present, as well as the knowledge necessary to the successful treatment of the subject. It is with confidence that I request you to take this matter into your best consideration. The task is doubtless difficult, but will be accomplished by degrees and by patient exertions. We cannot by an order command or effect the success of the plan. The Rajah has well said that it is a plant of spontaneous growth which will bring forth its fruit in due season. We cannot *force* its growth; that is beyond our power. But we may foster it. We may dig about the roots and water them; and thus will the plant thrive and develope more rapidly. Let this then be our business.

As I said before, I did not come prepared to address to you at this time any formal remarks; but I may add a few words regarding the Educationl question, a matter in which you have endeavoured to do much.

Your labours in this direction have already borne fruit. In consequence of your discussions and the address you submitted to Government, Committees have been established throughout the country for watching and fostering the education of the people. I consider the constitution of these Committees to be an important step, and one for the suggestion of which your Institution deserves the credit. Some of the points touched on in the memorial adverted to, may admit of variety of views, but all of them are undoubtedly of high importance and are most deserving of discussion. Differences of opinion will no doubt exist on many questions of vital importance; and herein consists one of the chief values of your Institution that various views and proposals shall be thoroughly discussed, and the ideas of every section and party fully and fairly represented.

I would urge upon you,—specially those of you who are talookdars and landholders,—that you should do everything in your power to promote the work of education. Increase the number of schools, and induce your ryots to resort to them. And yourselves in person visit them frequently. You may do much by your interest and zeal in aiding the efforts of the Educational Department.

In conclusion, I would again express the pleasure I have experienced in meeting here this large and influential assemblage. I trust that the Institution will continue to flourish, and to increase in practical usefulness; and that you will devote your special attention to the objects I have set before you.

the people should assemble together and converse on political matters, and I sincerely hope that this practice will be a cause of daily improvement in the administration of the country. It should tend to benefit the Revenue system, the Civil administration, and, above all, the Educational Department concerning which I shall have to say a few words presently. In case for example of new laws being proposed, your assistance to Government may be especially serviceable, inasmuch as Government may learn through your agency the views and ideas of the people of India respecting those laws, and might thus obviate in the minds of the common people many injurious notions and suspicions, and convince them that Government by its measures has no other object in view than the promotion of the interests and welfare of its subjects, and the increase of their happiness and comfort generally. In these ways you can materially serve the Government, and indeed you do already render it some considerable assistance.

The Rajah has said that the Society does not oppose the study of European science and art, nor the acquirement of an English education. I believe this, and accept the statement that on the contrary it is the great object of the Society to diffuse and make accessible to the people the benefits of European knowledge and literature. As the Rajah has affirmed, the translation into the Vernacular of works in English treating of European science and art cannot but prove highly useful to the Natives, and this is the task undertaken by the Society. The range however of works which can with advantage be translated literally is limited. For instance, literal translations of philosophical books would seldom be very valuable or much appreciated. As a general rule, many of the metaphors and allusions which occur in European works are suited only for the readers of that part of the world, and cannot be properly understood nor thoroughly appreciated by students in this country. It is well known to you that every country has its own institutions, customs and usages. The circumstances and habits, the modes of thought and the ideas of the European are distinct from those of the Asiatic. Thus for example, if in teaching a boy of this country we were to explain the subjects he studies by figures or illustrations peculiar to Europe, he would not understand us; whilst in the same manner to an European student the allusions, similes and methods of illustration proper to the East are not readily intelligible. Hence as I told the Rajah and the other gentlemen who visited me this morning, and with whom I have already discussed this subject, instead of formal and literal translations, we should aim at obtaining free and adapted translations, or rather compilations or new compositions founded on European works but suited to Indian readers. For such works I am prepared on behalf of Government to offer ample inducements in the shape of substantial prizes in money. I consider this work to be of the most pressing importance and am anxious to aid it by every means in my power. And on your part I am well assured that aid will not be wanting. You also might offer suitable prizes, and I will ask you to assist according to your means and power in this national undertaking in the same way as you already strive in other respects to further the interests of the native community.

Two important results may be expected from this undertaking: First, we shall secure an ample store from whence our students may draw knowledge and find means to increase their enlightenment and mental culture; secondly, from the desire to earn an honorable prize, able and competent men will devote themselves to vernacular compilations and author-

VI.

ADDRESS TO THE SCIENTIFIC SOCIETY AT THE ALLYGURH INSTITUTE.

9th May 1868.

[IN URDOO.]

RAJAH TEKUM SINGH, RAJAH JEYKISHENDASS, AND GENTLEMEN!

My Friends: In consequence of the shortness of my stay at this Station, and not being confident that I could have found leisure to be present at a meeting of the sort now assembled, I had informed Rajah Jeykishen Dass that my visit to the Institute would be private. The Rajah however told me this morning that many of the Society's members had come from long distances with the view of meeting me here, and consequently I could not refuse the invitation of the Society to a public meeting. Even then I was quite unprepared for so imposing a meeting as the present, or for the presentation of an address such as that which has just been read, and I must beg you to excuse me therefore from making any public reply of the same character. But although I shall not attempt to address the meeting in a set and formal speech, yet I wish to say a few words to you without any ceremony and purely in a conversational and friendly way.

I have derived much pleasure and satisfaction from seeing this handsome building in which we are now assembled. It is well and substantially constructed, and provided with an adequate stock of philosophical instruments as well as with a suitable Library. The Library contains books in the Arabic, Persian, Oordoo and English languages, and will no doubt prove of great use to the community. Four years ago when I happened to pass through this station, not even the foundations were to be seen of this goodly building which we now find well furnished with every thing which is essential to the purposes of the Institution. I am much gratified by meeting here the Rajahs and the chief inhabitants of this district. It is through your own generous ambition and high aspirations, that all these good things have been supplied which are a credit to you and a subject of congratulation. I believe the foundation of this Institute to be a boon to the district if it were only for this benefit alone that its members here meet from time to time and discuss the general topics of the day—a practice which must tend to enlighten their minds and enlarge their ideas.

The Rajah has said that the aims and objects of the Society are "political." This statement I cheerfully accept. It is certainly advantageous to the interests of Government that

cost of Rs. 6,000 a year: it rests with you to take advantage of the means thus presented, and to make your sons derive from it the profit which it offers.

Through the influence of the Institute and Educational Committee, I am glad to know that your attention is also being directed to the promotion of Schools for Girls, and I trust that you will seek to do your part in making Female education popular. This is peculiarly a work for yourselves, and it is a work of deep importance for your families. Educated themselves, the mothers are in the best possible position to impart education to their children; and believe me that no teaching can be so useful and valuable as that which the mother imparts to her children. With us it is looked upon as the best beginning and foundation of all other learning. Until you teach your women, this great benefit is entirely lost to your children.

Once more I beg you to believe that I have had sincere pleasure in attending at this meeting. I trust that you will give heed to what I have said; and make it your care that while other districts are advancing in light and knowledge and social improvements, Shahjehanpore shall not be left behind.

single youth educated in this town or district who has gone up, or is prepared to go up, even for the Entrance University test. Every where I find eagerness for education and good progress; but here, excepting for the hopeful symptoms I now see around me, there is no progress and little life.

One reason of this want of success is that which I yesterday endeavoured to impress on the scholars themselves, namely, that they do not prosecute their studies sufficiently long and persistently. The prospect of any inferior office or employment tempts the scholars to quit school and give up their studies before their education is half completed. And hence no success is achieved. But the fault lies rather at the door of you, the parents yourselves, than of your children. You grudge the expense of maintaining your children at school or college, and the moment any petty office offers, you are glad to be rid of the charge. But the best interests of your children deserve other treatment; and if you really wish them well, you will insist on their continuing at school till they have finished their course; and you will encourage them thereafter, if you possess the means, to proceed to the Bareilly College or to Roorkee, and to enter upon an University career. The best legacy which you can leave behind you to your children is a good and liberal education, prosecuted to the utmost of your ability. If you have real affection for them, and desire their best interests, this assuredly is the course you must adopt.

But besides this, I am afraid that there is amongst you a lack of enlightened interest and liberality, such as I have met with more or less elsewhere. Endowments and contributions for educational objects have been freely and spontaneously made in other cities; but in this respect there has been hitherto some backwardness in Shahjehanpore. Here, whatever has been done, has been done rather by your rulers than by yourselves; and you have been content to stand and look on passively. I would not on the present occasion speak in any terms of displeasure; I will only say that when, please God, I again visit Shahjehanpore, I trust that I shall find many instances of liberality and munificence to commend and reward.

But as matters now stand, it is clear that Shahjehanpore is being left behind by other districts. Without a good and advanced education no honor or promotion is to be hoped for in the present day. In other districts scholastic prizes are being sought for and won; but from this district, as I have already said, not a single scholar has yet aspired to qualify himself in the University course. Look around and see who are crowding into the higher offices and employments: the Baboos from Bengal fill the posts which your own sons should hold. And thus it will be that others will gain the prizes of distinction and promotion, and (unless you bestir yourselves) in a few years your sons will be left behind.

My friends! God has given us wealth and property to expend not merely on our personal comfort and gratification, rather it is our duty to endeavour thereby to benefit our people, and to leave some real good behind us. Let it be your object then so to use your means and energies, that when you shall have passed away from this scene, others may thereby be bettered, and that your children may hold an advanced position; and the rising generation, instead of being left behind in the race of life, may be still to the front.

It is for this reason that I welcome the Institute. I look to it to promote an interest in education and to remove the imputation of backwardness and indifference that now attaches to you. Government has done its part. This school is maintained by the Government at a

V.

ADDRESS AT THE LITERARY INSTITUTE, SHAHJEHANPORE.

19th December 1868.

[IN URDOO.]

CHIEF MEN OF THE CITY AND TALOOKDARS OF THE DISTRICT OF SHAHJEHANPORE!

You have invited me to meet you here in your capacity of a Literary Association and of an Educational Committee, and as such you have presented addresses recounting the objects you have in view, and the progress you are making. It has been to me an honor and a pleasure to join your assembly under such auspices. And I purpose now to address you without restraint and formality, and to speak freely of some things in which amendment may appear to be necessary.

And first let me congratulate you on the establishment of the Literary Institute. I quite agree with what you have said in your address as to the advantages to be derived from the discussion of questions connected with the well being and progress of society, and I look with much expectation to this body as calculated to excite interest among the leading men, and to stimulate energy and zeal in the cause of education, and in other efforts for the benefit of those around them.

My Friends! Your efforts indeed are needed. Notwithstanding the many advantages enjoyed by Shahjehanpore in times past, I find it backward in its schools and education. Many able and zealous men have devoted themselves to your improvement. The name of James Barnes will be the first to rise to your recollection, since to him you owe this beautiful and spacious School house, and his memory is cherished among you for the many benefits he conferred both upon the town and district. My memory carries me still further back to the time when, thirty years ago, I first visited this district, and found my brother James William Muir engaged in the Settlement which is now expiring, the equity and moderation of which has made his name a household word among you. Such associations inspire the heart with a special interest for the welfare of this district. Of those who are still amongst us, few could have laboured with greater earnestness than Mr. William Probyn, and my friend sitting besides me Mr. Fendall Thompson, the excellent President of your Association; and the Hon'ble R. Drummond, now your Commissioner, and who, while Judge, aided and stimulated you in every laudable work.

And now when I ask myself whether Shahjehanpore has profited by all these advantages as it ought, I am forced to answer that it has not. Take education. Now there is not a

large city, containing nearly a hundred thousand inhabitants, there is room for many branch schools, which I trust will, by degrees, be built and endowed by your liberality.

This indeed is one of the most praiseworthy objects towards which you can contribute. It is one of those objects which you yourselves recognize as a work of merit. It is to such purposes as these that wealth and property should be devoted. The noble donors to this foundation will be remembered as those citizens who have been benefactors to their fellows. I mention with honour the names of the Nawab of Rampore, Rajah Sheoraj Singh of Kasheepore, Rajah Kalka Pershad, Baboo Gunga Pershad, Madho Rao, Kootbood-deen Ahmed, Lalla Luchmee Narain, Mahomed Oosman Khan and Mahomed Ally Asghur Khan of Rampore, and many other distinguished citizens, as amongst the liberal and munificent contributors to this building. And it is to your credit that so large a fund as Rs. 16,000 has been contributed to this object. You yourselves will look with greater real satisfaction on this investment of your money than if you had squandered it away on marriage festivals or such like empty pomp and pageantry. There is an excellent precept in the Koran which I will quote to you:

Wa lâ tubazzir tabzîran,

Inn' al mubazzirîna kânû ikhwân' ash-Shayâtîna.

"Squander not your wealth vainly; for verily they that squander their wealth vainly are brethren to the devils." These words contain a weighty moral; and I trust that you will lay to heart the lesson. You are responsible to God for the use you make of your money; and I trust that I may hear of many noble foundations like the present.

And you can aid not only with your money but with your influence. Especially can those of you who are landholders do this with respect to the village population. There are thousands upon thousands who have no means of instruction; and for the enlightenment of these, it is in your power to afford material aid to the designs and efforts of the Government. And here I would pause to say that as your city is illustrated by its institutions and buildings, it has in my mind no more illustrious monument than the grave of James Thomason, the founder of that system by which we now possess these village schools,—a name every where revered and honored; and whose grave may well be visited, as a pious pilgrimage, by all who love and cherish the memory of the benefactors of this country. Following his great example, I trust that each of you will use such influence as he may possess towards the education of the rustic population. The village schools are still few and far between. The new Settlement will afford means for increasing their number. But to you the Government must look for aid in rendering them popular and efficient.

And now I conclude, expressing once more the pleasure and the honor I feel at meeting you here, at your summons to inaugurate so excellent a work. And I trust that if I have the fortune again to come amongst you, I may find a building reared upon the foundation which I have laid, goodly to look upon, and thronged with busy students.

IV.

SPEECH AT LAYING THE FOUNDATION STONE OF THE INGLIS' SCHOOL, BAREILLY.

5th December 1868.

[IN URDOO.]

CHIEF MEN, AND CITIZENS OF BAREILLY!

You have said that my coming to perform this ceremony has conferred upon you honor and distinction. I may rather say that honor and distinction have been conferred on myself in being called on to perform this ceremony.

CITIZENS of Bareilly! You have well determined to call the building, of which I have now laid the foundation stone, after Mr. Inglis; for your city has derived many and great benefits from him. He came to you on the re-occupation of Bareilly; and if I here allude to the mutiny, I would do so at this time only to call to mind the noble instances of courage and loyalty in the interests of the British Government displayed by so many, and by not a few here present. Coming here, as Mr. Inglis did, in the capacity of Magistrate, immediately after the mutiny, he studied at once the interests of Government and of the people by his justice and his moderation. In the hour of victory, he remembered mercy.

Mr. Inglis has done much towards the improvement and embellishment of Bareilly. It is to him and Mr. Edwards that we owe those public buildings which, while contributing to the service and convenience of the public, have made Bareilly one of the finest and most striking cities in these provinces. Mr. Inglis' endeavours have not been confined to the improvement of the city. As I noticed yesterday at the Durbar, he has exerted himself specially in the work of female education, and has rendered essential service in promoting, by every agency at his command, the intellectual and material advancement of the inhabitants. Therefore you have done well in naming this School after Mr. Inglis.

The object of this Institution is to be a feeder to the College. We wish to relieve the College entirely of the lower or School department, and to leave it free for the accommodation of the higher classes. But for this purpose one or more efficient Branch Schools must be established in the city. And this is the first of the Branch Schools which by your zeal and liberality it is purposed to erect. As I mentioned yesterday, female education is a work of difficulty, and our progress must be gradual. Like the ascent of a lofty edifice, it must be accomplished laboriously, step by step, and by slow degrees. But there is no such difficulty in the education of your boys. They are eager and anxious to crowd our schools. And in this

pleasure? Rohilcund is famous throughout Hindustan for the generosity and chivalry of its people; but is such treatment of your women, debarring them from these pleasures and advantages, and keeping them in darkness and ignorance, at all in keeping with that character? It is those powers and faculties which in your women you thus neglect that distinguish man from the lower creation; and it is unjust and unworthy of you to refuse to them that education by which alone their minds can be improved and cultivated.

But sensible as the Government is of the benefits of female education, it is well aware of the difficulties that lie in the way. These difficulties will however be greatly lessened if you yourselves are led by a sense of the importance of the object to bestir yourselves in the work. Indeed it is only by your own exertions that any success can be achieved. The Queen of England is deeply impressed with the benefits that education would confer on the women of India; and yet the Queen herself would not wish a single step to be taken that would offend your feelings or clash with your social habits. Many English gentlemen have helped towards this most desirable object, and none more than Mr. Inglis, your former Magistrate and Commissioner, in honour of whose name you are about to found a school, at the laying of the foundation stone of which I trust to meet you all to-morrow morning. The beginning must come from you, and though we can aid, it must be for you also to carry on the work yourselves.

And therefore it is that I wish to honour the three gentlemen, Kheirood-deen Ahmed Khân Bahadoor, Lalla Luchmee Narain and Baboo Gunga Pershad, who have taken the lead in this work; and to present them their khilluts in public Durbar. And I trust that when, please God, I again visit Bareilly, I may find many amongst you deserving similarly the thanks of Government for your interest and zeal in the same direction; and that I may see the fruits of your efforts in a real progress towards the education and enlightenment of the female sex throughout your province.

III.

SPEECH AT DURBAR HELD AT BAREILLY.

4th December 1868.

[IN URDOO.]

RAJAHS, CHIEF MEN, AND TALOOKDARS OF THE PROVINCE OF ROHILCUND!

It is my desire to honor these three men in the presence of their fellow citizens, and therefore I have chosen this public occasion to confer distinction upon them.

1. Kheiroođdeen Ahmed Khan Bahadoor.
2. Lalla Luchmee Narain.
3. Baboo Gunga Pershad.

Their exertions in behalf of FEMALE EDUCATION at Bareilly were brought to the notice of Government, and Mr. Drummond, my predecessor in the Government of these Provinces, in recognition of their services, directed, shortly before his departure, that khilluts should be conferred upon them.

Unable myself, because of the custom of female seclusion, to test the progress of the schools, and thus estimate the degree and value of these services, or to depute any officer under my Government for the purpose, Lady Muir proceeded at my request with other Ladies of the Camp and Station, to the houses of a Hindoo and of a Mahomedan lady, both families of rank, where the girls were all assembled, and also a number of Native Ladies interested in the work. And I learn from the report thus communicated to me, that some real progress has been attained, some interest excited on the part of the ladies themselves for the education of their girls, and good hope for the future. Here in fact we find literally hundreds of girls, of good family and standing, being trained in the acquisition of substantial education.

And having thus satisfied myself of the realty of the movement, I feel no hesitation in thus publicly giving my countenance to those who originated and fostered it.

Chief men of Rohilcund! Let me speak to you of the benefits of female education.

God has given to woman mental faculties the same in kind as He has given to man. But it is only by education and training that these faculties are developed and perfected; and it is thus that by withholding from your women the benefits of education, you deny to them the means of cultivation and improvement, and check their intellectual growth. Again, it is every where admitted that intellectual pleasures are of a higher nature, and impart gratification more refined and worthy of mankind, than those of sense; is it then at all just treatment of those dearest to you to shut them out from this field of enjoyment and

as one of the main objects of the Association. It is indeed a reproach to the nation that its Vernacular should hitherto have proved so barren as to offer to the student hardly any works whatever of a standard character. It is my earnest hope that the efforts of the Association, and of the students trained at this and kindred institutions, may prevail towards supplying this great want. * * *

It is also my sanguine hope that the Association, and this Institution (founded as it has itself been by a native lady) may tend towards the introduction of female education. I have already at the Institute urged upon you to-day the cardinal importance of this subject. I know that the question is one of extreme delicacy, and that many difficulties surround the attempt; and among the rest is one to which I have just alluded—the present almost entire want of works in the Vernacular calculated to interest and improve the female reader. But this and other difficulties will, please God, be gradually removed. It would be neither wise nor warranted to force measures in this direction. Quite the reverse of this is what the Government desires. The movement must come from yourselves. I would merely remind you of the shame that must attach to a nation where the women,—in all parts of the civilized world the light and ornament of society and of the family,—are shut out into a lower life of ignorance and darkness.

My friends! the sterile and drought-striken tract through which I have lately passed, with its sere and blighted fields, suggests to my mind the type of a land without knowledge, —a dreary and barren land.* What would be the life-giving effect of a river if brought, as it may yet be brought, through this tract! Just as its fertilizing influence would impart life, luxuriance, and plenty, so let us hope that this and kindred institutions may aid in swelling the flood of knowledge and civilization by which the face of society will be changed, and raised into a higher, nobler, and renovated life.

In accordance with the request of Mr. Manderson and the Committee, I now declare this building to be opened and devoted to the purposes of education.

---

* The District of Bijnore, then suffering from extreme drought. The East Ganges Canal was at the time in contemplation, to which reference is here made.

execution has been borne entirely by him; and it is to his labor, energy, and resource that all difficulties have been overcome, and that we have this handsome and appropriate structure now ready to be opened.

The need of a building of this description for educational purposes in so large and populous and rich a city as Moradabad, is unquestionable.

It is true that there is already here a seminary under the auspices of the American Mission. This school I had the pleasure of visiting yesterday in company with many of the native gentlemen present here to-day, and I bear willing testimony to the zeal and efficiency with which it is conducted. It is also true that Christian philanthropists would ordinarily prefer to devote their private means towards the support of such an institution; believing as they do, that the highest of all teaching is that which combines sound secular education with religious and moral training. But owing to the differences of religion prevailing in this country, the Government is bound to make neutrality the basis of its administration; and in the schools established or directly supported by Government, religious teaching of necessity forms no part of the scheme. Yet the Government is not uninterested in these Mission Schools. Like all others, in which a sound secular education is imparted, they are assisted by means of grants in aid; and upon this salutary principle, the Mission School to which I have alluded receives a monthly grant of Rs. 250. It is also the desire of Government, so far as the rules of the Department will admit, to open to the competition of private institutions the advantages of scholarships, &c., which are offered to the Government Schools; so that all should have fair ground to stand upon, and no favor; or rather that the favor of Government, in so far as their constitution admits, should be extended to all.

There is ample field for two Schools, and even for more, in this city with its 50 or 60 thousand inhabitants. And indeed there is this important advantage, that a healthy rivalry and generous emulation will exist between the two. Let no ill feeling or jealousy be suffered between them, but still in the race for excellence, let each seek to be first in the proficiency of the students they send forth; and let the students themselves emulate each other in striving to attain the distinctions, honors, and success in life, which will impart a lustre to the seminary at which they were educated.

I trust that from this Institution many youths may go forth prepared to enter the higher Colleges, such as Bareilly, Agra or Roorkee, and achieve honor and distinction for themselves there. The tendency is too much for youths to quit school and abandon their studies the moment that any employment, however inferior, may offer itself. I would impress upon the parents here present, as well as on the youths themselves, the necessity, if they aspire to excellence and usefulness, of carrying on their studies to completion. I have been glad to learn that seven of the students just examined are now reading for the University course, and I trust that many more will follow their example. It is my hope that the system of University examinations for the conferment of honors may be made more suitable for these Provinces, and that eventually it may be possible to hold examinations in the Vernacular as well as in English. The subject is now under the careful consideration of Government. But in order that this idea should be realizable, it is absolutely necessary that we should have a Vernacular literature, both scientific and general. In the address which was just now presented to me on my visit to the Scientific Society, I was happy to observe this mentioned

II.

ADDRESS AT THE OPENING OF THE HIGH SCHOOL, MORADABAD.

November 1868.

[IN URDOO.]

LADIES AND GENTLEMEN AND CHIEF MEN OF THE CITY OF MORADABAD!

I am gratified at meeting you here together this day on the occasion of opening so spacious and elegant an edifice for the purpose of education.

You have just heard from Mr. Manderson an account of the origin and progress of the design. There is one point in what has been told you which to me possesses a peculiar significance and interest, namely, that the first conception of this school originated in the bequest of a Mahometan lady. In leaving her property to Government, I find it mentioned in Mr. Strachey's report that she "had named the establishment of a school as one of the objects to which she wished the money to be devoted." Here then, gentlemen of Moradabad, is a lesson for you. A native lady of your own rank was foremost in recognizing the paramount benefits of education; and shall you be backward in following the example and in seeking to extend the same benefits to the class of which one has thus given so practical a proof of her appreciation of them?

The offer was accepted, with his ready recognition of the value of education, by the Lieutenant-Governor Mr. Colvin. And the project was next taken up by an Officer to whom this city owes so much in the many improvements which provide for its convenience, and buildings which adorn it; I mean the Hon'ble John Strachey. By his influence a subscription list was set on foot, and a sum of no less than Rs. 23,000 collected; among the names I find, as subscribers each of above Rs. 1,000, the Nawab of Rampore; my friend whom I am glad to see here to-day, the Hon'ble Sheoraj Sing of Kasheepore; that staunch adherent of Government, Rajah Goorsuhai, who also granted the excellent site on which the building stands; Rai Pardoman Kishen; Chowbey Girdharee Lall; Sahoo Brijnath, and Mr. Strachey himself. I observe also, as usual foremost in the work of education, the name of my friend Syud Ahmud Khan, then Principal Sudder Ameen of this city, a gentleman who, wherever he goes, leaves his mark behind him in the interest he inspires, and the zeal he stimulates amongst his countrymen in the cause of education.

And lastly, but in the foremost place, the acknowledgments of Government are due to the Magistrate and Collector, Mr. Manderson. The burden of carrying the design into

whom devolves the responsibility of communicating the blessings you have received to your fellow-countrymen, is there anything of the kind to which we can point as the result of your labours? Is it not the case that we have hardly anything deserving the name of a vernacular literature, and that there is no sign of the expected fruit to supply this want from the Anglo-Sanskrit Students? I advance further: it was expected from persons versed in the philosophy both of the East and West, that they should be able to compare the methods of philosophical enquiry, and gradually to introduce the right method and system in a mode suitable to the requirements of popular thought in India;—nay, that the Truth itself should be presented in larger and fuller dimensions, and in a form homogeneous with the genius of the people, more easy to be recognized, more captivating to the Indian mind, than if presented in any European dress. And enlarging with the prospect, the warm and generous sympathies of Mr. Thomason, whose heart was devoted to the welfare of this land, anticipated the era of a brighter day, as I have read to you,—a day when this Institution should aid as a mighty lever in raising the nation, and prove one of the helps towards its regeneration. Something is being done elsewhere in stirring the depths of the national mind; why should you be backward here? You will perhaps say that Bengal has advantages in its University which you fail here to enjoy, and complain that it confers no distinction for attainments in Sanskrit literature and philosophy. My friends, I sympathize with you, and should be glad to see the study of Oriental learning stimulated by the action of the University. But, after all, is that a valid excuse for your failure? What real advantage would a B.A., or the title of Master in Sanskrit, confer upon you—what additional power? It is knowledge and goodness that constitute power. You remember what the poet says,—

> "The rank is but the guinea stamp:
> The man's the gowd for a' that."

And so with Anglo-Sanskrit learning: if it does possess a virtue and power, such as was anticipated by Mr. Thomason, it will not fail simply from the want of collegiate honours and titles.

It thus appears, my friends, that Anglo-Sanskrit learning is on its trial, and it remains with you to give to the experiment fair and favourable opportunity. Is Sanskrit literature to remain shut up always within the cloisters of this building, or to be known only to the people of the land as an exponent of superstition and a low materialism; or rather, linked to occidental learning, is it not to aid in producing those great effects of a new national life to which the founders of the combined system so fondly looked? Is there any promise of this coming,—any ripple on the surface, the harbinger of the long-expected breeze?

Students of the Anglo-Sanskrit department! I leave these questions with you. May they stir within you the earnest desire to be yourselves instrumental in giving fulfilment to the noble aspirations of those great and good men whose sentiments I have read to you!

Once more I express the great pleasure I feel in having met so large and influential a body from amongst the community of this ancient city on the present occasion; and, from the increasing interest which here, as well as in the Institute, I find to be taken by you in the progress of enlightenment and education, I venture to hope for the best results.

who are in the pursuit of a knowledge of truth, though their languages differ, should assemble to carry on their operations in the same place, and should compare their respective methods of seeking for a knowledge of truth, and should profit each by the other. For example: in the Sanskrit College the pupils study the method of inductive judgment according to the rules of Gautama; and in the English College they study the same subject as set forth by Bacon. It is evidently desirable that they should not conceive any discrepancy to exist in respect of any point where the opinions of Gautama and Bacon concur exactly; and, on the other hand, that where a discrepancy may really exist, the truth should, by comparison, be determined and accepted. In this way, as regards other branches of learning also, it is desirable to decide what is right and what is wrong, and to accept what is right."

In the speech, too, which Mr. Thomason delivered on that day, he set before us as the object of aspiration "that here in this building Morality may be rightly taught, and that here Truth in all its majesty may prevail." And then, looking into the future, and to the transforming power which truth so inculcated should have upon the nation, and to the higher life in store for India, he added:—"From this place may this system spread throughout; nor is it vain to hope that the building in which we are assembled may be one instrument in the mighty change."

Permit me also to read an extract from a letter which Mr. John Muir addressed to the Students shortly after he retired from the direction of the Benares College:—

> "I wish," he said, "that you should be devoted to study, not so much for the outward advantages it brings, as because you love that Truth to which it ought to lead; because you appreciate the most valuable results of education—I mean intelligence, enlargement of mind, the cultivation of your judgment and other faculties, acquaintance with the wonderful works of God, and the laws by which He rules the universe;—above all, because you find that sound instruction is auxiliary to moral improvement."

Then he alludes to the long roll of illustrious names in the annals of ancient Sanskrit literature, which should prove by emulation a stimulus to you, their descendants, to achieve something worthy of the race. And on one other point, the value of raising up an indigenous literature—a subject which, on Saturday evening, I had the pleasure of hearing discussed with much earnestness and intelligence at the Benares Institute,—he thus stated the expectations he entertained for the Benares College:—

> "While I would urge you to prosecute the study of English with increased zeal, as the best means of extending your knowledge, and as opening up to you the sources of the purest, the most masculine, and most salutary truth, I would at the same time impress upon you the necessity of an accurate acquaintance with your own language, in order to your success in almost every department of exertion. English can never be the language of India. All the public business which affects the welfare of your countrymen is almost entirely conducted in the vernacular language; the enlightenment of the people, in which all of you, I hope, aspire in some way or other to assist, must be effected through the same channel; and it ought to be an object of earnest desire to you all to see the gradual creation of a vernacular literature, distinguished both by the soundness and value of the matter it contains and by the elegance of its vehicle."

And now, my friends, I would ask you whether these grand anticipations have been in any way realized. Year by year a large number of Students have passed through the Anglo-Sanskrit classes, and gone forth into the world. Has a remembrance of the great names which illustrate the literature of ancient India wrought in you, as was anticipated, a generous emulation to produce something worthy of their descendants; or is there no such feeling among you? Then as to the fostering of a vernacular literature, has anything been contributed for that end? You whose minds have been stored with European learning, and upon

I.

ADDRESS AT QUEEN'S COLLEGE, BENARES.

13th April 1868.

[DELIVERED IN ENGLISH.]

LADIES AND GENTLEMEN, AND STUDENTS OF THE BENARES COLLEGE,—

The present occasion is one to me of no ordinary interest, being the first, since my arrival in these Provinces, on which I have presided for a purpose like the present; and, looking at this great hall, crowded as it is with English and Native visitors, and with the Students of the College, I am forcibly reminded of a similar occasion fifteen years ago, when one whose name is loved and venerated among you—Mr. Thomason—opened this building. Some who were present then are now around me, and, among the rest, I see the Maharajah of Benares, and also Sir Deonarain Singh, who was on that occasion honoured by a special mark of the favour of Government for signal service rendered by him during a disturbance in the city. My personal associations with this Institution, indeed, carry me still further back, to the time, some four-and-twenty years ago, when my brother, Mr. John Muir, was the first Principal of the College.

The proceedings of this forenoon have been of a nature to afford satisfaction. The account which we have heard from Mr. Griffith shows that, in the English Department, the studies of the year have, upon the whole, been successful: the results are, I venture to think, very creditable and satisfactory.

But standing as I do in this building, and looking to the antecedents of the Institution, I would submit to you that its success is not to be judged of by the English Department. The Benares College, as a special Institution, must be tested by the results of the Anglo-Sanskrit Department: by these it must stand or fall.

Let us take a brief retrospect of its history. The Sanskrit College was established, as Mr. Thomason told us in his speech at the opening of this building, in 1791. In 1830, the English School was opened in a separate building. In 1844, the two departments were brought together under Mr. John Muir; and in 1853, on the 10th January, this noble edifice was inaugurated by Mr. Thomason. I hold in my hand an address in Hindee which was read on that occasion, and the following extract will show what was the grand object looked for from the Benares College:—"Observe that, though languages differ, truth and knowledge can nowise differ. Hence it is most desirable that all the persons in the Government College

THIS Pamphlet contains a Selection from the Addresses made by SIR WILLIAM MUIR while in the North-Western Provinces. The Collection has been re-printed as a token of remembrance for friends, Hindoo and Mahometan, whom a lengthened residence in Upper India has endeared to him. It may serve, perhaps, to remind them of some of the objects he had much at heart during the six years of his Administration, and the motives by which he sought to enforce them.

Such of the Addresses as were delivered in Urdoo have been also re-printed in the Vernacular.

SIMLA, 1876. W. M.

ADDRESSES

MADE IN THE

NORTH-WEST PROVINCES

BY

SIR W. MUIR.

By Authority.

SIMLA:
GOVERNMENT CENTRAL BRANCH PRESS.
1876.

ADDRESSES

MADE IN THE

NORTH-WEST PROVINCES

BY

SIR W. MUIR.

By Authority.

SIMLA:

GOVERNMENT CENTRAL BRANCH PRESS.

1876.